بسم الله الرحمٰن الرحيم

حضرت فاطمہ زہراؑ

فکر و شخصیت

مرتبہ

پروفیسر خانم طلعت عزیز

سابق ڈین، شعبۂ تعلیم، جامعہ اسلامیہ، نئی دہلی

مجموعۂ مقالات

نیشنل سیمینار

منعقد کردہ: خانہ فرہنگ، جمہوری اسلامی ایران

۱۸، تلک مارگ، نئی دہلی

حضرت فاطمہ زہراؑ: فکر و شخصیت

مجموعہ مقالات نیشنل سیمنار

مرتبہ: پروفیسر خانم طلعت عزیز

پروجیکٹ مینیجر: مجید احمدی

ترتیب کار: عائشہ فوزیہ

ناشر: مرکز تحقیقات

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

۱۸، تلک مارگ، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۰۱

فون: 34-23383232، فیکس: 91-11-23387547

Email:newdelhi@icro.ir

Website: newdelhi.icro.ir

ISBN: 978-964-439-322-8

جملہ حقوق محفوظ ہیں

الہدیٰ انٹرنیشنل پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر

Email:alhoda@icro.org

Website:www.al-hoda.org

پریس: الفا آرٹ، نوئیڈا

فہرس&

۱ دیباچہ ۷

☆ ڈاکٹر کریم نجفی

۲ پیش لفظ ۹

☆ ڈاکٹر عبدالحمید ضیائی

۳ مقدمہ ۱۱

☆ ,پ وفیسر طلعت عز:

۴ حضرت فاطمہؑ: حالات ز+ گی اور کا*رنامے: ای- مطالعہ ۱۵

☆ *ز یض فاطمہ

۵ حضرت فاطمہ زہراؑ کی شخصیت: ای- مطالعہ ۲۸

☆ رعناع+ ی

۶ جناب فاطمہ زہراؑ اپنے خطبات کی روشنی میں ۳۲

☆ نسرین Ý ی

۷ حضرت فاطمہ زہراؑ احادیثِ پیغمبرؐ کی روشنی میں ۳۷

☆ سیدہ آل طٰہٰ شو !

۸ عرفان فاطمہؑ ۴۳

☆ از سیدہ خورشید فاطمہ حسینی

۹ حضرت فاطمہ زہراؑ کی عظمت وفضیلت ۴۹

☆ ,پ وفیسر اختر مہدی

۱۰ عظمت جناب فاطمہؑ صوفیاء کی A میں ۵۵

☆ عباس رضا نیئر

۱۱ قرآن اور احادیثِ رسولؐ کی روشنی میں عورت کا مقام ۶۲

☆ کمیل فاطمہ

۱۲ جناب فاطمہ زہراؑ کو علامہ اقبال کا % اج عقیدت ۷۱

☆ ڈاکٹر عراق رضا ز+ ی

۱۳ مظفر حسین جو Z ری کے قصیدوں میں جناب سیدہؑ کا کردار ۸۸

☆ سیدہ بلقیس فاطمہ حسینی

۱۴ اسلام میں عورت کا درجہ اور جگر گوشۂ رسولؐ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہراؑ ۹۹

☆ مسعود انور علوی کاکوروی

۱۵ اسلام میں خواتین کی حیثیت: حضرت فاطمہؑ کی شخصیت کے حوالے سے ۱۰۸

☆ ڈاکٹر عذرا ‡ ی

۱۶ حضرت فاطمہ زہراؑ نمونۂ خواتین عالم ۱۱۶

☆ شہناز پ وین

۱۷ مسند فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا ۱۲۳

☆ ڈاکٹر سید فرمان حسین

۱۸ فاطمہؑ .M محمدؐ: شخصیت اور افکار ۱۳۹

☆ پ وفیسر شاہ محمد وسیم علی آ ڑھ

۱۹ حضرت فاطمہ زہراؑ عورتوں کے لئے مینارۂ نور ۱۴۶

☆ پ وفیسر منصورہ حیدر

۲۰ حضرت فاطمہ زہراؑ اور اسلام میں عورت کی حیثیت ۱۶۶

☆ ڈاکٹر فر+ ہ خانم

دیباچہ

حضرت فاطمہ زہراؑ M. محمدؐ کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ پیغمبر: احضرت محمد مصطفیٰؐ کی صا ñ ادی ہیں، 1 یہی نہیں ہے، کہ احاد $ رسولؐ نے آپ کی عظمت وجلا } کو د * کے سامنے اس طرح پیش کیا ہے کہ آپ صرف وا. # التعظیم ہی نہیں بلکہ نمونہ عمل بھی قرار * پ تی ہیں۔ آپ کی تعلیمات اور ز+ گی کے ہر دور میں آپ کا عمل رہتی د * -- عورتوں کی رہبری کرتے رہیں گے۔ عورتوں کو حیات طیبہ فاطمہؑ سے سبق 8 چاہئے کہ آپ نے امام حسینؑ اور امام حسینؑ جیسے بیٹوں اور ز M و امّ کلثومؑ جیسی بیٹوں کی پ ورش کی، جن کی مثال پیش کرنے سے د * قاصر ہے۔ جناب : یجہ کی اس بیٹی نے اپنے والد. رگوار حضرت محمدؐ کی نگہدا & اس طرح کی کہ آپؐ نے انہیں امّ ابیہا کہا۔ مدینہ سے * ہر جاتے تو آپ & سے % میں بیٹی سے رخصت ہوتے اور واپس آتے تو & سے پہلے آپ سے ملتے۔

حضرت فاطمہؑ کا لقب صد i ، مبارکہ، طاہرہ، ذکیہ، راضیہ، مرضیہ، محدثہ، بتول اور زہرا بھی ہے۔

آنحضرتؐ اور جناب: یجہؑ کی اس بیٹی نے د * ئے K M کو یہ سبق بھی 3 یہ ہے کہ اگر کنیز ہو بھی تو ا ی دن تم خود کام کرو، کنیز آرام کرے اور دوسرے دن کنیز کام کرے اور تم آرام کرو۔ اور اگر اپنی * ری والے دن تم بیمار ہو جاؤ تو شوہر کام کرے (جیسا کہ حضرت علیؑ کیا کرتے تھے) اور یہ کہ گھر میں بیٹھو 1 . # رسولؐ اسلام کی گواہی بنا کر میدان مباہلہ میں لے جا N تو جاؤ،

عورتوں کے حق کا معاملہ ہوتو در* رمیں جاؤاور قرآن کی ز* ن میں گفتگو کرو۔

ا یان میں جناب فاطمہ زہراؑ کا یوم پیدائش 'قومی یوم خواتین' کے طور پر منا یا جا* ہے۔ اسی منا سبت سے ۲۰۰۳ء میں 'حضرت فاطمہ زہراؑ: فکر و شخصیت' کے عنوان سے ا یک سمینار کا انعقاد عمل میں آ یا تھا جس کے لئے میں آقای مرتضیٰ شفیعی شکیب، کلچرل کاؤنسلر اور آقای محمد حسین مظفری، سابق ڈا یکٹر خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ا یان، کا شکر گزار ہوں، اور پر وفیسر طلعت عزیز کا بھی جنھوں نے سمینار میں پیش کئے گئے مقالات کو ایڈٹ کیا۔

* تشکر
ڈاکٹر کریم نجفی
کلچرل کاؤنسلر
سفارت جمہوری اسلامی ا یان
نئی دہلی

پیش لفظ

خانہ فرہنگ، جمہوری اسلامی ایران، نئی دہلی نے ۲۰۰۳ء میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کے موقع پر ایک سیمنار "یوم خواتین بہ یاد فاطمہ زہراؑ" کے نام سے منعقد کیا۔ اس سیمنار میں ہندوستان کی مختلف دانشگاہوں اور دیگر تعلیمی اداروں سے وابستہ دانشوروں و اسکالر حضرات نے شرکت کی اور اپنے مقالات پیش کیے۔ ان دانشوروں کا تعلق جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور کچھ دوسرے تعلیمی اور تحقیقی اداروں سے تھا۔ سیمنار میں پیش کیے گئے مقالات کی یہ جلد **"حضرت فاطمہ زہراؑ: فکر و شخصیت"** کے عنوان سے شائع کی گئی ہے۔

ہم ان تمام مقالہ حضرات کے شکر گزار ہیں جنھوں نے اس سیمنار میں اپنے مقالات پیش کیے۔ ہم پروفیسر طلعت عزیز صاحبہ سابق ڈین، شعبہ تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے بھی شکر گزار ہیں جنھوں نے ان مضامین پر نظر ثانی کر کے ان کی اشاعت میں ہماری مدد کی۔ میں سابق ڈائریکٹر ایران کلچر ہاؤس، جناب جلال تملہ کی تعریف و توصیف کرتا ہوں کہ انھوں نے اس اہم موضوع پر سیمنار کا انعقاد کیا۔

اگست ۲۰۰۸ء

ڈاکٹر عبدالحمید ضیائی

ڈائریکٹر

خانہ فرہنگ اسلامی جمہوری ایران، نئی دہلی

مقدمہ

معصومۂ عالم سید النساء العالمین حضرت فاطمہ زہراؑ کو خالقِ کائنات نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چمن میں ۲۰، جمادی الثانی کو* را۔خالقِ کائنات نے اسلام کو ا- مکمل لائحہ عمل بنانے کے لئے ا- بچی کو نبی کے گھر میں پیدا کیا* کہ وہ اس عالمِ فانی میں عورت کے ہر کردار میں اس کی رہنمائی کر سکے۔وہ کردار خواہ بیٹی کا ہو، زوجہ کا ہو، ماں کا ہو* پھر محض عورت کی اپنی شخصیت کا ہو۔ ہر کردار میں رہبری حاصل کرنے کے لئےÃ حضرت فاطمہؑ کی ذات پ ہی جاتی ہے۔اپنی مختصر سی طبیعی حیات کے دوران ہی آپ نے قرآنی * یت کو عملی ر- دے کر د* کے سامنے پیش کیا۔اپنے خطبات سے: اکی وحدا M، رسولؐ کی t ت اور قرآن کی عظمت کو لوگوں کے دلوں-- پہنچا-۔حضرت فاطمہ زہراؑ نے ہرK ن کو خواہ وہ مرد ہو* عورت، اپنے حقوق کی* * بی اور فرائض کی ا• م دہی کی تعلیم عملی طور پ دی۔ جناب فاطمہ زہراؑ کا ہر عمل ا- نمونہ پیش کر* ہے۔حصولِ علم کا، فروغِ علم کا، عبادت کا، قنا (کا، سخاوت کا، ایثار کا، ہمدردی کا، : مت کا، صبر و شکر کا، M کا غرض ہر اس عمل کا جسکا تعلق K نی * گی سے ہے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ کی ز* گی اسلام کی آغوش میں / ری۔آپکے بچپن کا دور وہ دور تھا جو رسول اللہؐ اور مسلمانوں کے لئے پ یشانیوں کا اور مصا$ کو. دا& کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کی تبلیغ کا دور تھا۔اپنے والد حضرت محمدؐ کے ساتھ مصا$ .. دا& کرتی ہوئی کمسن فاطمہؑ، متین و سنجیدہ ص ہ، صبر وسکون کے ساتھ اذ $ .. دا& کرتی ہوئی اسلام کی تبلیغ اور امت کی • ت کی راہ ہموار کرتی ہوئیÃ آتی ہیں۔ رسول اللہؐ # اسلام کی تبلیغ کے لئے گھر سے* ہر جاتے تھے تو لوگ ان کو پ یشان کرتے، ان پ کوڑا کر ٹ ڈالتے اور اذیتیں دیتے تھے۔ گھر واپس آنے پ فاطمہ

اس گندگی کو صاف کرتیں اور ا ê زخموں کو دھوتیں۔ . B کے بعد بھی . # رسول اللہؐ گھر تشریف لاتے تو فاطمہؑ ہی ا ê زخموں پ مرہم لگاتیں اور اپنے والد کی دیکھ* ل کرتیں۔ اسی : مت نے انہیں 'امّ ابیہا' کے لقب کا حقدار بنا* یعنی اپنے* پ کی ماں۔ یہ لقب خود رسول اللہؐ نے اپنی لختِ جگر کو* دی تھا۔

اپنی بیٹی کے لئے شری حیات کا انتخاب بھی رسول اللہؐ نے مرضیٔ الٰہی سے کیا اور حضرت علیؑ کو منتخب کیا جو آپؐ کے چچازاد بھائی بھی تھے۔ تبلیغ اسلام میں آپؐ کے ہمراہ تھے اور جن کی پ ورش بھی رسول اللہؐ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

شادی کے وقت حضرت علیؑ کے* پس صرف ای زرہ، ای تلوار اور ای گھوڑا تھا۔ زرہ کو فرو # کر کے آپ نے مہر ادا کیا جس سے جناب سیدہ کی ضرو* یت ز+ گی کا سامان مہیا کیا H۔ اس سامان میں * پیسنے کی چکّی، جاú ز، بستر، کٹورہ، مشک اور ای چادر تھی۔ حضرت فاطمہؑ کے دو W حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ تھے اور دو بیٹیاں جناب زM اور جناب کلثوم تھیں۔ بچوں کی پ ورش، گھر کا کام اور عبادت۔ یہی مصروفیت تھی جناب سیدہ کی۔ جناب فاطمہ زہراؑ اپنے والد اور شوہر کے ساتھ تبلیغ اسلام کے دوران دشمنوں کے ساتھ . B میں بھی شری رہیں جہاں وہ زخمیوں کی مرہم پٹّی کرتیں اور انکا حوصلہ ‌ھاتیں۔ اپنی روزمرہ کی ز+ گی میں بھی وہ بیماروں کی تیمارداری اور ضرورتمندوں کی ضرورتوں کو پورا کرتیں۔

ای مرتبہ جناب فاطمہؑ اپنے والد کے گھر گئیں* کہ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے ای کنیز کی فرمائش کر سکیں۔ لیکن وہاں پہنچ کر مدعا* ن پ نہ* ی اور آپ خاموشی سے واپس آ گئیں۔ اگلے دن رسول اللہؐ خود حضرت فاطمہؑ کے گھر گئے اور خاموشی اور پ یشانی کی وجہ د* ی فت کی۔ فاطمہؑ کی پ یشانی g کے بعد رسول اللہؐ نے جسکا ہم ورد کرتے ہیں، وہ تسبیح فاطمہؑ تجوی کی جس سے آپ دورانِ مصروفیت بھی عبادت میں مصروف رہ سکیں گی۔ جناب فاطمہؑ خوش ہو گئیں۔ بعد میں رسول اللہؐ نے ای کنیز فضّہ کو آپ کی : مت میں بھیجا لیکن جناب فاطمہ زہراؑ کا شعار تھا کہ ای دن فضّہ کام کرتیں تھیں اور ای دن خود۔ اس طرح آپ نے مساوات کی مثال قائم کی۔

حضرت فاطمہ زہراؑ ا یہ طرف قرآنی احکامات اور واجبات اسلام کا عملی نمونہ پیش کرتی ہوئیÃ آتی ہیں تو دوسری طرف آپ کے اعمال: اکواس قدر پسند آتے ہیں کہ اس کے بعد قرآن کریم کی آ$* زل ہوتی ہے اس وقت. # کہ حضرت فاطمہؑ کے پورے گھرنے، معہ فضّہ کے، تین دن -- اس طرح روزے رکھے کہ شام کو ہرا یہ نے اپنا کھا سائل کو پیش کر * یہ عمل: اکو بہت پسند* اور آ$ کا زول ہوا۔ ''ویطعمون الطعام علی حبّہ مسکیناً و یتیماً و اسیراً''، جس کا ترجمہ ہے: ''اور کھا کھلاتے ہیں اس کی محبت میں مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔''

والدین کی: مت اری، شوہر کی اطا (ور فاقت، اولاد کی M. اور اسلام کی تبلیغ ہی آپ کا شعار رہا ہے۔ آپ کے علم و عمل اور روحا M سے متعلق لوگوں کے بیا ت آپ کے کردار پر روشنی ڈالتے ہیں۔

حضرت محمد مصطفیؐ نے فر* یہ کہ فاطمہؑ مجھ سے ہے اور میں فاطمہؑ سے۔ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔

حضرت علیؑ نے فر* یہ: میں نے فاطمہؑ کو عبادت الٰہی میں بہترین مددگار** پ یہ۔

حضرت امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو اکثر دیکھا ہے کہ شام کو نما ز کے لئے محراب میں کھڑی ہوتیں اور صبح -- رکوع و سجود میں مشغول رہتیں۔ میری والدہ رو رو کر امت کی بخشش کی دعا کرتیں۔

حضرت : یجہ کے انتقال کے بعد امّ سلمہ سے . # کہاH کہ آپ فاطمہؑ کی M. کیجئے تو آپ نے فر* یہ کہ فاطمہؑ تو مجسمۂ عصمت و طہارت ہیں میں ان کو کیا سکھا سکتی ہوں۔ میں خود ان سے اخلاق کے اصول سیکھتی ہوں۔

حضرت عائشہ نے فر* یہ کہ میں نے رسول* پ کؐ کے ساتھ عبادت، سیرت، # از گفتگو میں & سے * یدہ مشابہ اور قری$ فاطمہ کو** پ یہ۔

کربلا کے میدان میں امام حسینؑ کی قرٓ بانی اور درٓ بارِ یزید میں حضرت زینبؑ کا خطبہ اسی ٍ M کا نمونہ ہیں جو حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنی اولاد کی کی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کی کنیز فضّہ بھی قرآنی آیات کے دائرہ میں گفتگو کیا کرتی تھیں۔

ایسی تھی ذات M رسولؐ حضرت فاطمہ زہراؑ کی۔ حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے والد کے دین کے لئے عملی نمونہ پیش کرنے آئی تھیں اور والد کی وفات کے چند ماہ بعد ہی ۳، جمادی الثانی ۱۱ھ میں واپس اپنے خالق کے پاس چلی گئیں۔

اس سیمنار میں شریک دانشوروں نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ شعراء اور قصیدہ نگاروں کے ذریعہ پیش کئے گئے ت ات کو قلمبند کیا ہے اور حضرت فاطمہؑ کے حوالے سے اسلام میں عورتوں کی عظمت اور ان کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔

اسلامی جمہوری ایران میں حضرت فاطمہ زہراؑ کا یوم پیدائش 'قومی یوم خواتین' کے طور پر منایا جاتا ہے۔ امسال بھی حضرت فاطمہ زہراؑ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے اس سیمنار کا انعقاد کیا H۔ میں شکر گزار ہوں آقای محمد حسین مظفری اور آقای مرتضیٰ شفیعی شکیب کی کہ جنہوں نے اس سیمنار کا انعقاد فرمایا۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ ڈاکٹر کریم نجفی صاحب # اور ڈاکٹر عبدالحمید ضیائی صاحب # کی ذاتی دلچسپی سے ان مقالات کا مجموعہ شائع ہو رہا ہے۔ میں ان دونوں حضرات کا اپنی طرف سے اور تمام مقالہ نگار حضرات کی طرف سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔

پروفیسر طلعت عزیز
سابق ڈین۔ فیکلٹی آف ایجوکیشن
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

۲۵ جون ۲۰۰۸ء

حضرت فاطمہ:
حالات زندگی اور کارنامے: ایک مطالعہ

ریاض فاطمہ

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ۔ کہ میرے نطق نے بوسے میری زبان کے لئے
شہزادی کونین ، جگر گوشۂ رسول الثقلین، ام الحسنینؑ جناب فاطمہ زہراؑ کے والد خاتم النبین ۔ سید المرسلین ۔ رحمتہ للعالمین ۔ مولائے کائنات ۔ فخر موجودات جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمدؐ تھے تو ان کی والدہ ماجدہ جناب خدیجہ بنت خویلد تھیں جن کا نہ صرف قریش، نہ صرف مکہ بلکہ پورے عرب میں مرتبہ بلند اور حیثیت بہت اونچی تھی ۔ اس خانوادے سے تعلق رکھتی تھیں جو علم و معرفت، وجاہت وثقاہت، سخاوت و شجاعت، جاں نثاری وفداکاری میں شہرت رکھتا تھا۔ کعبہ کی حمایت ان کی امتیازی شان تھی۔

یمن کا بادشاہ تباع جب حجر اسود کو کعبہ سے ہٹا کر یمن لے جانے کے لئے مکّہ پر چڑھ دوڑا تو جناب خدیجہ کے والد بزرگوار جناب خویلد نے اسے روکا اور اس کے ارادے کو ناکام بنا دیا تھا۔

جناب خدیجہ کے جد بزرگوار جناب اسید بن عبد العزی ان بزرگ لوگوں میں سے تھے جو معاہدہ حلف الفضول میں شریک تھے اس معاہدے میں دور جاہلیت کے باوجود یہ پیمان کیا گیا تھا

کہ اگر کوئی شخص مکہ میں مظلوم** پ ِ جائے خواہ وہ اسی شہر کا* بشندہ ہو* ِ کسی اور جگہ کا رہنے والا ہو، اس کا ساتھ *د ِ جائے گا۔ ظالم کے خلاف سخت کاروائی کی جائے گی اور مظلوم کو اس کا حق دلانے کی مکمل اور بھرپور جدّ وجہد کی جائے گی۔

جناب: یجہ کے ابن عم ورقہ بن نوفلِ تھے یہ ان چار لوگوں میں سے تھے جنہوں نے $. پستی سے کنارہ کشی کر لی تھی اور دین حق پ کار بند تھے۔ ان لوگوں نے کہا تھا کہ ہماری قوم یہ کیا کر رہی ہے؟ اس نے تو دین ا. اہیم میں تبدیلیاں کر ڈالی ہیں یہ .$ کیا ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ یہ نہ سن h ہیں نہ دیکھ h ہیں۔ نہ کوئی نفع پہنچا h ہیں نہ کوئی نقصان پھر بھی ہماری کم علمی اور کم عقلی کی وجہ سے یہ: اپنے بیٹھے ہیں ان حضرات نے دینِ حنیف یعنی دینِ ا. اہیم کو ہی اپنائے رکھا ا۔

جناب: یجہ خود انتہائی) م محترم* . وقار، مد. ہ اور منتظمہ تھیں۔ انتہائی مال دار بھی تھیں۔ ان کی ملکیت میں ۸۰ ہزار او$ تھے۔ ہر خطہ میں ان کی تجارت تھی۔ مصر اور حبشہ -- ان کی تجارت کا مال جا* تھا ۲ لوگ ان کا مال تجارت لے کر دور دور جاتے اور نفع کماتے تھے۔ یہ تمام مال انھوں نے رسول اسلامؐ کے قدموں میں ڈال *د ِ جس سے اسلامی تحر ۔ کو ز. د & تقو$ ہوئی۔ تبھی تو قرآن کریم نے ان کا قصیدہ اس عنوان سے پ ڑھا ہے۔

وو جدك عائلاً فاغنٰی ۔ اے رسول ہم نے آپ کو تنگ د &** پ ِ تو غنی بنا *د ِ۔

رسول: ؐ نے بھی اس ایثار کا اعتراف اس طرح کیا ہے:

مجھے کسی مال نے وہ نفع نہیں پہنچا ِ جو: یجہ کے مال نے پہنچا ِ ہے۔

***ٔاریخ اور سنِ ولادت**:۔ جناب سیدہ کی ولادت شہر مکہ میں جناب: یجہ کے گھر میں ہوئی۔ یہ گھر اس محلّہ میں تھا جسے زقاق الاطّارین یعنی کوچہ عطّارین کہا جا* تھا۔ رسول اللہ ہجرت -- اسی گھر میں رہے تھے۔

اس گھر کو بعد میں مسجد میں شامل کر لیاH یہ ۳

جہاں تک جناب سیدہ کی* ریخ ولادت کا سوال ہے اس پ تقریباً سبھی لوگ متفق ہیں کہ آپ ۲۰ جمادی الثانی کو پیدا ہو N ۔ دن جمعہ تھا 1 جس* بت میں ز. د & اختلاف ہے وہ سنِ ولادت ہے ۔ جس کی وجہ سے آپ کی ن+ گی کے ہر اہم واقعہ کے وقت آپ کی عمر کا تعین دشوار ہH ۔ مثلاً ہجرت کے وقت آپ کی عمر کیا تھی؟ شادی کے وقت کیا تھی ۔ وفات کے وقت کیا تھی؟ شعب ابی طا) میں کتنی اور جناب: یجہ کی وفات کے وقت کتنی تھی؟

اکثر علماء امامیہ کا رجحان ہے کہ آپ کی ولادت بعثت کے* پنچ سال بعد ہوئی اس کے لحاظ سے آپ کی کل عمر ۱۸ ا. س ۳ مہینے اور ۱۰ دن ہوتی ہے ۔ عیسوی کلنڈر کے لحاظ سے یہ سن ۶۱۴* یہ ۶۱۵ تھا یعنی ہجرت سے آٹھ. س ۸ مہینے اور ۲۲ روز پہلے اور چا+ کے اعتبار سے آٹھ سال ۱۱ مہینے اور چند روز* ریخ حبیب السیر میں ابن خشاب سے منقول ہے کہ حضرت فاطمہؑ کی ولادت بعثت t ی کے* پنچ سال بعد ہوئی ۔ ۴

ثقۃ اسلام کلینی ۵ ،علامہ ابن شہر آشوب ۶، علامہ مجلسی ۷، شیخ عباس قمی ۸، محمد تقی سپہر کاشانی ۹، طبری ۱۰، ملا محسن فیض کاشانی ۱۱ وغیرہ نے یہ قول اپنا* ہے کہ معصومہ کو 2 کی ولادت بعثت کے* پنچویں سال ہوئی ۔

ان علماء کے اس مسلک کی C داقوال آئمہ معصومین اور اقوال اولا دسیدہK ء عالمین ہیں چنانچہ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روا$ کرتے ہیں کہ انہوں نے فر*یا کہ حضرت فاطمہؑ جمادی الا% کی ۲۰* ریخ کو پیدا ہو N اور اس وقت آنحضرت کی عمر ۴۵. س تھی یعنی بعثت کے* پنچویں سال ۔ آپ کا قیام مکہ میں ۸ سال رہا اور دس. س مدینہ میں اور آپ وفات رسول کے بعد ۷۵ دن ن+ ہ رہیں ۔ وفات کے دن منگل کا روز تھا اور سن ۱۱ ہجری تھا ۔ ۱۲

ا/ ادنیٰ سی توجہ سے کام لیا جائے تو معلوم ہو جا* ہے کہ بعد وفات رسولؐ جناب سیدہ ۷۵ دن نہیں بلکہ ۹۵ دن ن+ ہ رہیں اس لئے کہ ۲۸ صفر سے ۳ جمادی الثانی ۔۔ ۷۵ دن نہیں بلکہ

۹۵ دن ہوتے ہیں۔

علماء اہل تسنن میں ﷺ یدہ کا رجحان یہ ہے کہ جناب زہراؑ کی ولادت بعثت سے* پنچ سال پہلے ہوئی۔ چنانچہ عبدالرحمان ابن جوزی اپنی کتاب ت کرتہ الخواص ۱۳ میں لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت قبل بعثت ہوئی۔ محمد بن یوسف حنفی اپنی کتاب Ä دردِ اسمطین ۱۴ میں لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت اس وقت ہوئی . # قریش کعبہ کی تعمیر نو کر رہے تھے۔ کعبہ کی تعمیر نو بعثت سے ۵ سال پہلے ہوئی ہے۔

طبری اپنی کتاب ذخاۂ العقبی ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ فاطمہؑ اس وقت پیدا ہوئی تھیں . # قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور آں حضرتؐ کی عمر ۳۵. س تھی۔

ابولفرج اصفہانی اپنی کتاب مقاتل الطالبین ۱۶ میں لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؑ کی ولادت قبل t ت ہوئی تھی اور قریش اس وقت کعبہ کی تعمیر نو کر رہے تھے۔

* ریخ الخمیس ۱۷ میں ہے کہ حضرت فاطمہؑ کی ولادت بعثت سے ۵. س پہلے ہوئی تھی۔

امام احمد ابن m اور ابوطلحہ شافعی وغیرہ بھی اسی* بت کے قائل ہیں کہ جناب سیدہ مبارکہ کی ولادت بعثت سے ۵. س قبل ہوئی تھی۔

اس قول کی بناء پر شعب ابی طا) میں جانے کے وقت جناب سیدہ کی عمر ۱۲ سال۔ جناب : یجہ کی وفات کے وقت ۱۵ سال۔ ہجرت کے وقت ۱۸ سال۔ شادی کے وقت ۱۹ سال اور وفات کے وقت تقریباً ۲۸ سال قرار* پئی ہے۔

ایک اور Ä یہ:۔ علی ابن عیسیٰ ۱۸ ا- عجیب سی* بت لکھتے ہیں کہ جناب سیدہ کی ولادت بعثت کے ۵. س بعد ہوئی اور یہ ہی وہ سال ہے . # قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے جبکہ یہ متفقہ امر ہے کہ کعبہ کی تعمیر نو بعثت سے ۵ سال پہلے ہوئی تھی، بعثت کے بعد نہیں۔

دوسرا امر اس سلسلہ میں یہ بھی قابل توجہ ہے کہ تعمیر کعبہ کے وقت آں حضرتؐ قریش اور اہل مکہ کے انتہائی محبوب تھے جس کا ثبوت ہے حجر اسود کو نصب کرنے کا واقعہ اور وہ یہ ہے کہ ہر

قبیلہ حجر اسود کو نصب کرنے کا اعزاز حاصل کرنا چاہتا تھا جس کی بناء پر آپس میں جھگڑا پیدا ہو گیا تھا اور قریب ہی تھا کہ خوں ریزی کی نوبت آ جائے حضور نے اس مسئلہ کو یوں حل کیا کہ پتھر کو اپنی چادر پر رکھا اور ہر قبیلہ کے شخص سے کہا کہ چادر کا ایک ایک حصہ پکڑ لیں اس طرح سبھی کو فخر حاصل ہو گیا ۔ جھگڑا بھی ختم ہو گیا اور خوش اسلوبی کے ساتھ پتھر بھی نصب کر دیا گیا حالانکہ بعثت کے بعد وہی قریش آپ کے دشمن اور درپئے آزار ہو گئے تھے ۔

اس لئے کعبہ کی تعمیر کا زمانہ بعد بعثت ماننا خلاف تاریخ بھی ہے اور خلاف عقل بھی علاّمہ اربلی غالباً قبل بعثت اور بعد بعثت میں مشتبہ ہو گئے ۔

بعض لوگوں نے علماء امامیہ کے اس نظریہ پر کچھ اعتراضات بھی کئے ہیں اور اس سلسلہ میں کچھ سوالات اٹھا دئے ہیں ۔

١۔اگر جناب سیدہ کی ولادت بعثت کے پانچویں سال تسلیم کر لی جائے تو اس وقت آں حضرتؐ کی عمر ۴۵ سال اور جناب خدیجہ کی عمر ۶۰ سال قرار پاتی ہے اور اس عمر میں عورت ولادت کے قابل نہیں رہتی ۔

٢۔آپ کی پیدائش بعثت کے پانچویں سال تسلیم کر لی جائے تو شادی کے وقت آپ کی عمر ۹ برس ہوتی ہے اور اس عمر میں لڑکی بچے کی ولادت کے قابل نہیں ہوتی ۔

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ اول تو اسی میں اختلاف ہے کہ شادی کے وقت جناب خدیجہ کی عمر کیا تھی ۔ کچھ لوگ اس وقت ان کی عمر ۲۵ ، کچھ ۲۸ سال کچھ ۳۰ سال کچھ ۳۵ سال اور کچھ ۴۰ سال بتاتے ہیں ۔

دوسرے یہ کہ قریش کی خواتین میں ۶۰ برس کی عمر میں بچہ کی پیدائش کی صلاحیت باقی رہنے کا امکان رہتا ہے ۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ گرم علاقوں میں ۹ برس کی عمر میں بچہ پیدائش ممکن نہیں ہے ۔

یہ# ازہ لگانے کے لئے کہ جناب سیدہ کی ولادت بعثت سے پہلے ہوئی* یعد میں ضروری ہے کہ ان حالات کا جا٫ ہ لیا جائے جو اس دور سے متعلق ہیں مثلاً وہ روا$ کہ جس میں کہا H ہے کہ آں حضرتؐ سے شادی کے بعد مکہ کی عورتوں نے جناب : یجہ سے ملنا جلنا چھوڑ*ی تھا اور تعلقات ت ک کر دیئے تھے۔ نہ ان کے* پس آتی تھیں نہ انہیں سلام کرتی تھیں اور نہ کسی عورت کو ان کے* پس جانے دیتی تھیں۔ اس* ت سے جناب : یجہ کو و D ہوتی تھی اور وہ غم زدہ اور محزون رہتی تھیں خاص طور پر اس وقت یہ احساس اور بھی بڑھ جا* ۔ # رسول اللہؐ گھر سے* ہر ہوتے تھے جناب سیدہ بطن مادر میں آ N تو ماں سے* تیں کرتی تھیں۔ انہیں تسلی، تشفی اور دلاسہ دیتی تھیں ا یہ روز آں حضرتؐ گھر آئے تو دیکھا حضرت : یجہ کسی سے* تیں کر رہی ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ اے : یجہ تم کس سے* تیں کر رہی ہو تو انہوں نے کہا کہ میرے بطن میں جو بچہ ہے وہ مجھ سے* تیں کر* ہے اور مجھے تسلی دیتا ہے آں حضرتؐ نے فر*یا کہ جبر L نے مجھے K رت دی ہے کہ یہ بیٹی ہے اور اس کے ذریعے ہماری ± چلے گی۔

اس روا$ کو طبری ۲۰، علامہ مجلسی ۲۱، عبدالرحمان شافعی ۲۲ اور دہلوی ۲۳ نے بھی لکھا ہے۔

روا$ پر ذرا سا بھی غور کیجیے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ واقعہ بعثت کے بعد کا ہی ہو سکتا ہے بعثت سے پہلے کا نہیں کیوe :

۱۔ جناب : یجہ انتہائی معزز، محترم خاتون تھیں اور ملکۃ التجار تھیں۔ ان کا قبیلہ بھی انتہائی معزز اور) م تھا بہت سے لوگ جناب : یجہ کا مال لے جا کر کمیشن پر تجارت کرتے اور نفع اٹھاتے اور اپنا اور اپنے کنبہ کا پیٹ* پالتے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ محض حضرت محمدؐ سے شادی کر e پر یہ & لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دیتے۔

۲۔ خود آنحضرتؐ اس قدر پسند* ہ خصال اور بلند صفات کے حامل تھے کہ ان کی* ت کا احترام کیا جا* تھا لوگ انہیں صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ اپنی امانتیں ان کے* پس رکھواتے

تھے ان کے فیصلے کو بخوشی قبول کرتے تھے۔ ان کے والد عبداللہ اس قدر محبوب تھے کہ بہت سے قبیلوں کے شیوخ اپنی اپنی بیٹیوں کی شادی ان سے کرنا چاہتے تھے۔

آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کا سید البطحا لقب تھا۔ کعبہ کے متولی تھے مما لک کے *۔دشاہ ان سے ملنے کے خواہش مند ہوتے تھے۔ ا۔ ہہ نے مکہ پر کعبہ منہدم کرنے کے لئے % ھائی کی تھی تو عبدالمطلب کو اپنے * پس انتہائی احترام کے ساتھ بٹھا* یا تھا۔

آں حضرتؐ کا قبیلہ قریش کی جس شاخ بنو ہاشم سے تعلق تھا وہ انتہائی معزز اور احترام و عقیدت کا مرکز تھا۔ ایسی صورت میں یہ * بات عقل میں کیسے آ سکتی ہے کہ لوگوں نے اور ان کی عورتوں نے جناب : یجہ سے محض اس لئے تعلقات ترک کر دئے کہ انہوں نے ا یسے شخص سے شادی کر لی تھی جس کا قبیلہ بھی محترم۔ خا+ ان بھی وجاہت کا مالک *۔ ءوا۔ ادبھی) م1 وہ خود یتیم تھا اور اس کے * پس مال نہیں تھا۔

۳۔ فرض کر لیجئے کہ قریش اور مکہ کی خواتین نے جناب : یجہ سے ملنا جلنا، تعلقات رکھنا اس بناء پر ختم کر دیا کہ انہوں نے ایسے شخص سے شادی کر لی تھی جس کے * پس مال نہیں تھا تو یہ حالات اس وقت کیوں پیش نہ آئے۔ # کچھ مورخین اور سیرت نگاروں کے مطابق جناب : یجہ کی ا یک کے بعد ا یک تین بیٹیاں پیدا ہو Nتھیں جو جناب سیدہ سے ۔ ڑی تھیں۔

علماء امامیہ میں * یدہ تر حضرات اس * ت کے قائل ہیں کہ جناب سیدہ جناب : یجہ کی اکلوتی بیٹی تھیں مذکورہ * لا * توں کو پیش Ã رکھ کر یہ ہی قول اپنا * یدہ قابل قبول اور معقول ہے کہ جناب سیدہ کی ولادت کو بعد بعثت ہی تسلیم کیا جائے کیوè یہ حقیقت ہے کہ بعثت سے پہلے جو لوگ آں حضرتؐ کو سر آنکھوں پر بٹھاتے، صادق و امین کہتے، اپنی امانتیں رکھواتے، اعلان t ت کرنے پر وہی & آپ کے دشمن ہو گئے۔ ملنا جلنا چھوڑ * یا اور آپ کو اذیتیں دینا شروع کر دیں کیوè آپ نے ان کے بتوں کے خلاف تبلیغ شروع کر دی تھی جنہیں وہ لوگ اور ان کے * ءوا۔ ادا اپنا معبود ما... تھے۔

اس قول کی *ٔ G ان رواؔیت سے بھی ہوتی ہے جن میں کہاHٰ ہے کہ آں حضرتؐ کی معراج سے واپسی پر ہی جناب سیدہ شکم مادر میں آ N تھیں ۔ کیو è معراج بعثت کے بعد کا ہی واقعہ ہے قبل بعثت کا نہیں ۔

البتہ ان رواؔیت پر بھی غور کر 8ٔ منا & ہے جو کہتی ہیں کہ جناب سیدہ کی ولادت بعثت کے بعد تو ہوئی ہے 1 بعثت کے *ٔ پنچویں. س نہیں بلکہ کسی اور سال میں ۔ مثلاً مسعودی کہتے ہیں کہ وفات کے وقت جناب سیدہ کی عمر ۲۳ سال تھی ۔ شیخ مفید ۲۴ ، شیخ طوسی ۲۵ اور کفعمی ۲۶ نے تقریباً یہ ہی مسلک اپناٰ ہے اور یہ قول بیہقی (دلائل t ۃ) حاکم Q پوری (مستدرک) خوارزمی (مقتل الحسین) محبّ الدین طبری (ذخاٰ العقبیٰ) کے بھی تقریباً مطابق ہے ۔ اس کے مطابق جناب سیدہ کا سنِ ولادت بعثت کے پہلے سال قرار *ٔ ہے ۔ شادی کے وقت ان کی عمر ۱۴. س ہوتی ہے اور راقم الحروف کے ٔ د یہ قول کافی وزن بھی ہے ۔

*ٔ م :۔ جناب سیدہ کا ٔ م فاطمہؑ ہے ۔ فاطمہؑ وصف ہے مصدر فطم سے ۔ لغت عرب میں فطم ہیں کاٹنا اور . اہو ٔ یہ صیغہ فاعل کے وزن پر بہ معنی مفعول ہے جس کے معنی ہیں وہ چیز *ٔ شخصیت جو قطع . اہوگئی ہو ۔ جناب سیدہ کے لئے یہ ٔ م محض *ٔ م نہیں بلکہ ان کی خصوصیات اور صفات کا مظہر ہے ۔ آپ کا ٔ م اس لئے رکھاHٰ کہ آپ ہر طرح کی کثافت سے دور اور ہر طرح کی پلیدگی سے *ٔ پک تھیں اور آپ کی ذر $ *ٔ پک آتش دوزخ سے دور رہنے والی ہے ۔ بحار الانوار میں ہے کہ آں حضرت نے فرماٰ کہ اے فاطمہؑ اللہ نے تیرے ٔ م کو اپنے *ٔ م سے مشتق کیا ہے ۔ وہ فاطر ہے اور تو فاطمہؑ ہے ۔

القاب : ۔ اس *ٔ م کے علاوہ آپ کے بہت سے القاب بھی ہیں جن میں ہر ا یہ سے آپ کی کسی نہ کسی فضیلت اور خصوصیت کا اظہار ہو ٔ ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں ۔

فاطمہ ۔ بتول ۔ حصان ۔ حمیرہ ۔ سیدہ ۔ العذراء ۔ الزہرا ۔ الحورا ۔ المبارکہ ۔ الطاہرہ ۔ ذکیہ ۔ راضیہ ۔ مرضیہ ۔ محدثہ ۔ مریم کبریٰ ۔ صدیقۃ کبریٰ

کنیت:۔آپ کی کئی کنیتیں بھی تھیں مثلاً ام الحسن ۔ام الحسین ۔ام ابیھا۔ام الائمہ۔

ان میں بھی ہر ا یـ کی اپنی اپنی خصوصیت ہے لیکن ام ابیھا پہ کچھ روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔اس کنیّت کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرتؐ آپ کے ساتھ وہ سلوک کرتے تھے جو ماں کے ساتھ کیا جا* ہے۔کہیں شہر سے* ہر جاتے تو & سے% میں جناب سیدہ سے 5 قات کرتے اور # واپس آتے تو & سے پہلے آپ ہی سے 5 قات کرتے ۔ جناب سیدہ بھی آں حضرتؐ سے اسی طرح سلوک کرتی تھیں جیسے ماں کیا کرتی ہے۔آپ وہ مہر* نی،شفقت اور محبت فرماتی تھیں جو ماں اپنی اولاد سے کرتی ہے یہ عام* ت ہے کہ # ماں* پ اپنی اولاد سے انتہائی محبت کا اظہار کرتے ہیں تو بیٹی کو ماں اور بیٹا W کو* پ کہہ دیتے ہیں آپ کی کنّیت ام ابیھا ہونے کی ا یـ وجہ شا* یہ بھی ہو کہ ازواج نبی کو اُمہاتُ المومنین کہا H ہے ظاہر ہے کہ یہ ا یـ بہت* امرتبہ اور اعزاز ہے 1 جناب سیدہ کی کنّیت ام ابیھا سے اس فرق کو واضح کر* H ہے جو مومنین کی ماں اور نبی کی ماں میں ہے۔

ورا$ تعلیم و* M اور ماحول۔ماں* پ کے حالات کیفیات،خیالات،افکار اور رجحا* ت کا ا* بچہ پر بھی لازمی ہو* ہے ۔ جناب فاطمہؑ کے بچپن میں ان کے ماں* پ کے کیا حالات تھے وہ پوری طرح* ریخ میں محفوظ ہیں۔کلمہ حق کی سربلندی کے لیے ہروقت* وجہد، جان و مال کی قر* نی،طرح طرح کی مخالفتوں کا سامنا،کفار کی+ سلوکی،طرح طرح کی سازشیں، دین حق قبول کرنے والوں پر مصا$ وشدا+ کا ہجوم،ان کی زبوں حالی،نہ رہنے کا ٹھکانہ نہیں کہیں جانے کا راستہ،نہ کھانے کا انتظام اس پر دل دہلا دینے والا تشدد،ظلم وجور کا لامتناہی سلسلہ، ان میں جناب کا بچپن گز* ر رہا تھا تو مسلموں پر نئی نئی قسم کا ظلم جور ہوا۔انھیں بھوکا رکھا جا* تھا۔آگ میں جلا* یا جا* تھا/ م پتھروں پر لٹا* یا جا* تھا۔ان کا کوئی فر* یا درس بھی نہ تھا سوائے آں حضرتؐ کے۔ ان کی یہ حا } زار دیکھ کر ہی حضورؐ نے انھیں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے* یا تھا۔

جناب سیدہ ان تمام حالات کا مشاہدہ کر رہی تھیں۔

مسلمانوں کو ہجرت کرتے دیکھ کر کفار نے نبی کے قتل کی تیاڑ* یں شروع کر دیں۔1

جناب ابوطا) اور بنو ہاشم کے دوسرے جیالے افراد کی وجہ سے وہ اپنے عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکے تو آپس میں طے کر لیا کہ بنی ہاشم سے ملنا جلنا ان کے ساتھ%+ وفرو# کرٌ اور ہر طرح کا معاملہ کرٌ بند کرڈ* جائے۔ جناب ابوطا) بنی ہاشم کو آں حضرت سمیت لے کر شعب ابی طا) میں چلے گئے جہاں انتہائی+ حالی اور پریشانی کا دور شروع ہH ۔ بھوک پیاس کا عالم۔ ذہنوں پر سماجی بائیکاٹ کا اثر ۔ کھانے پینے کی چیزوں کا فقدان۔ بچوں کے رونے بلکنے کی آوازیں۔ و Ð کا ماحول، دہشت کی فضا، عورتوں کی آہ وزاری۔ ان & کے درمیان جناب سیدہ کی زندگی کا ابتدائی حصہ گزر رہا تھا۔ رسول کی حفاظت کے لیے بنی ہاشم جان کی بازی لگائے ہوئے تھے۔ رسول : اان تمام ہولناک حالات سے گزرنے کے باوجود جادہ حق پر مستقیم اور مستحکم تھے۔ نہ ارادے میں لرزش نہ پائے ثبات میں لغزش نہ مصائب سے ملول نہ شدائد سے پریشان، استقلال کا پیکر، کلمۂ حق کو سربلند کرنے میں ہمہ تن اور ہمہ وقت مصروف۔

ان حالات سے گزرتے ہوئے تین سال بعد شعب ابی طا) سے واپسی تو ہوئی 1 اس وقت جناب : یجہ کی علا) کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ جناب سیدہ ماں کی علا) سے بہت رنجیدہ تھیں ہر وقت ان کی تیمارداری میں مصروف رہتی تھیں ا۔ دن ماں نے g سے لگا یا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں، بیٹی نے L پوچھا تو فرمایا کہ میں آج تم سے رخصت ہو رہی ہوں اور اسی روز جناب سیدہ کے سر سے ماں کا سایہ اٹھH ۔ اس صدمۂ جاں کاہ نے رسول کے پارہ جگر کو ہلا کر رکھ دیا۔ ماں کے سایہ سے محرومی ا۔ طرف* پ پر مصائب کا ہجوم دوسری طرف۔* پر ایمان لانے والوں کی دکھ بھری زندگی ا۔ الگ پہلو شہزادی ماں کی یاد میں روتی بھی تھیں اور* پ کے جناب : یجہ کی رحلت سے شکستہ دل کو تسلی بھی دیتی تھیں۔ ہر وقت ان کے ساتھ رہتی تھیں

ابھی ماں کی مفارقت کا زخم مندمل نہیں ہوا تھا کہ ابوطا) بھی د* سے چل بسے اور خانوادہ رسول پر کفار کے مظالم اور بڑھ گئے۔ وہ طرح طرح سے ستانے لگے نئے نئے + از میں

ظلم ڈھانے لگے۔ کوئی سر پر مٹی N دیتا۔ کوئی بکری کی آنتیں آپ کے اوپر ڈال دیتا۔ ایسی حا) میں رسولؐ اللہ گھر واپس آتے تو ماں کے غم میں آ 2 بہاتی بیٹی یہ حال دیۃ] تو اس کا دل خون اور کلیجہ چھلنی ہو جا۔

ا ی* ر قریش کو مشورہ کرتے سنا کے اگر بس چلے تو ہم محمدؐ کو قتل کر ڈالیں۔ غم زدہ بیٹی نے روتے ہوئے یہ خبر* پ کو سنائی* پ نے تسلی و تشفی دے کر بیٹی کا غم ہلکا کیا۔

ا ی روز کفار نے اللہ کے رسول پر مٹی ڈال دی۔ آپ گھر آئے تو بیٹی نے رو رو کر* پ سے اس مٹی کو الگ کیا* پ نے فرمایا کہ بیٹی مت رو اللہ تمہارے* پ کی حفاظت کرے گا۔

عبد اللہ ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ ا ی روز نبی کعبہ میں داخل ہوئے اور نماز شروع کر دی۔ ابو جہل نے کہا کہ کون ہے ایسا شخص جو ان کی نماز کو باطل کر دے۔ ابن زبعری اٹھا اور اس نے گو اور خون رسولؐ : اوپر ڈال دی جناب سیدہ کو پتہ ` تو کعبہ میں آ N کفار کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ آپ نے ان کے ہجوم کی پروا نہ کرتے ہوئے اس گندگی کو حضرتؐ سے دور کیا۔

حالات کے اثرات:۔

ان واقعات کا ا ی اثر تو یہ ہوا کہ شہزادی ہمیشہ محزون اور مغموم رہتی تھیں۔

دوسرا اثر یہ ہوا کہ شدت کی شدت اور مصائب کی کثرت کے* وجود* پ کی اولوالعزمی اور حق پر یقین نے آپ کو مستقل مزاج، صابر اور دین کی سربلندی کے ہدف سے وابستہ کر دیا تھا۔

تیسرا اثر ہوا کہ دین کے سایہ میں پرورش ۔ t ت کے ہاتھوں M. اور : اور مکمل یقین نے آپ کی رغبت د* سے* بالکل ختم کر دی تھی۔ منظورÃ تھا تو صرف دین کا استحکام۔ مقصود تھی تو صرف رضائے الٰہی اور زندگی کا ہدف تھا تو صرف حکم حق کی سربلندی۔

عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ مصائب کی شدت، حالات کی سختی، ماحول کی* موافقت* تو K ان کو خوف زدہ کر کے قوت استقلال و استقامت چھین لیتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ مدام و مصائب سے ٹکراتے ٹکراتے دکھ سہتے سہتے بعض لوگ اس قدر مضبوط اور مستحکم ہو جاتے ہیں

کہ ہر کوئی قوت وطاقت ان کے* پ ئے ثبات کو متزلزل نہیں کر* پ تی *۔ بلکل اسی طرح جیسے لوہا $ $ کر فولاد، سُو· کندن اور تلوار صیقل ہو جاتی ہے۔ یہی حال جناب سیدہ کا ہوا۔ ان کے بچپن میں وہ* ۔ تیں نہیں تھیں جو عام بچوں میں ہوتی ہیں۔

ام المومنین جناب ام سلمہ سے کہا H تھا کہ وہ جناب فاطمہ زہرا کی ؓ M. کیجئے تو انھوں نے فر* یا کہ یہ تو مجسمہ عصمت وطہارت ہیں۔ میں ان کو کیا سکھا سکتی ہوں۔ میں خود ان سے اخلاق کے اصول سیکھتی ہوں۔

حوالہ جات:

۱۔ سیرت ابن ہشام، جلد ا، صفحہ ۲۳۷

۲۔ علامہ مجلسی، بحار الانوار، جلد ۱۶، صفحہ ۲۶

۳۔ ابن اثیر* ریخ کامل، جلد ۲، صفحہ ۴۰

۴۔ حبیب السیر، جلد ا، صفحہ ۸۹

۵۔ اصول کافی، جلد ا، صفحہ ۴۵۸

۶۔ مناقب، جلد ۳، صفحہ ۳۵۷

۷۔ بحار الانوار، جلد ۶، صفحہ ۳۷ اور حیات القلوب، جلد ۲، صفحہ ۱۴۹

۸۔ منتہی الآمال، جلد ا، صفحہ ۹۴

۹۔ *· سخ التواریخ، صفحہ ۱۷

۱۰۔ دلائل الامامۃ، صفحہ ۱۰

۱۱۔ واضی جلد ا صفحہ ۱۷۳

۱۲۔ دلائل الامامتہ، صفحہ ۱۰

۱۳۔ ‡· کرتہ الخواص، صفحہ ۳۰۶

۱۴۔ درد اسمطین، صفحہ ۱۷۵

۱۵۔ ذخائر العقبی، صفحہ۵۳

۱۶۔ مقاتل الطالبین، صفحہ۳۵

۱۷۔ *: ریخ الخمیس، جلدا صفحہ۱۳

۱۸۔ کشف الغمہ، جلد۲، صفحہ۴۴۹

۱۹۔ *: ریخ الخمیس، جلدا، صفحہ۳۶۴۔ سیرت حلبیہ، صفحہ۱۴۰، البدایہ والنھایہ، جلد۲، صفحہ۲۹۵
بحار الانوار، جلد۱۶، صفحات۱۹۔۱۲

۲۰۔ دلائل الامامتہ

۲۱۔ بحار الانوار، جلد۱۶، صفحہ۸

۲۲۔ ;: ہت المجالس، جلد۲، صفحہ۲۲۷

۲۳۔ تجہیز الجیش

۲۴۔ حدائق الر* ض

۲۵۔ مصباح المتہجد، صفحہ۳۲۷

۲۶۔ مصباح کفعمی، صفحہ۵۱۲

۲۷۔ *: ریخ طبری، جلد۲، صفحہ۸۰

حضرت فاطمہ زہرا ؑ کی شخصیت: ایک مطالعہ

رعنا عا+ ی

کائنات کا ہر ذرہ اپنے خالق کی عظمت کا گواہ ہے۔ ہر شے کو ا- خاص مقصد کے لئے پیدا کیاH- ہے یہ اور* بات ہے کہ ہم ہر شے کی اہمیت سمجھنے کا شعور نہیں رp ۔سمندر کی گہرائیوں سے لے کر فضا کی بلندیوں ت- بے شو% انے اللہ کی نعمتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ایسی ایسی نعمتیں کائنات کا حصہ ہیں جن کو دیکھ کر، جن کو محسوس کرنے کے بعد اور جن سے فیضیاب ہو کر بے ساختہ ز* بان پہ آجا* ہے سبحان اللہ۔ ایسے خالق کائنات کا Kا ن کو اشرف المخلوقات قرار دینا یہ & بشر$ کی معراج ہے۔

% خالقِ کائنات نے Kا ن کو ایسی کون سی نعمت » فرمائی جو Kا ن کے اشرف المخلوق ہونے کا ب بنی۔

عظیم نعمت الٰہی ہے Kا ن کو عقلِ سلیم کا » کیا جا* ۔اور عقل سلیم ذہن Kا نی کے لئے وہ عظیم تحفہ ہے جس کے سہارے Kا ن علم حاصل کر* ہے۔

حصولِ علم کے لئے خالقِ کائنات نے جو انتظام فرما* یہ ہے اُس سے علم کی اہمیت کا # ازہ آسانی سے لگا- جا سکتا ہے۔ا- مکمل سلسلہ ہے جو ذہن Kا نی کو علم حاصل کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ وحی اول کا ن ول اِس ہدا$ کے ساتھ عمل میں آ- ۔اے میرے بندے اسباب تو ہم نے

فراہم کر دئے یعنی تجھے عقلِ سلیم » کر دی اب تو علم حاصل کر اور اشرف المخلوق ہونے کا عملی ثبوت اپنے معاشرہ کے سامنے پیش کر۔

اُس کے بعد اللہ کے رسولؐ نے حکم الٰہی کو مسلمان مرد اور عورت پ فرض قرار د n علم کی اہمیت کو اور واضع فرما*ی۔

علم حاصل کر*ٔ ہر مسلمان مرد اور عورت پ فرض ہے۔

* ت یہیں ختم نہیں ہوئی کہ علم حاصل کرنے کی ہدا $ کے ساتھ یہ سلسلہ ختم ہو جا* پھر اللہ کے رسولؐ کا ارشاد ہوا شہر علم میں داخل ہونے کے لئے کون سے دروازے سے ہمیں داخل ہو* ہے اُس کی K ن دہی بھی ہم کئے دیتے ہیں۔اللہ کے حکم سے۔اللہ کے رسولؐ کے فرمان سے اور * ب مدینۃ العلم کی ہدا $ سے حصول علم کے لئے جو شے & سے اہم قرا* پ ئی وہ ہے۔

ماں کی آغوش:

ماں کی آغوش ہر آنے والی ± کی ت M کے لئے ا- عظیم ادارہ ہے اور چو è میرا موضوع بھی اسلام میں عورت کا مقام ہے اس لئے اسی موضوع کی منا L سے میں اُس آغوش مادر کے ذکر سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کروں گی جو ملیکۃ العرب تھیں۔یعنی جناب: یجہ۔ آپ کی آغوش میں اسلام کی جس مقدس ہستی نے پ ورش* پ ئی اُن کا کردار آج بھی اسلام کی Q نی پ جلوہ ا ہے جس کی روشنی ہر اسلامی خاتون کی آغوش کو آنے والی نسلوں کے لئے روشنی فراہم کرتی رہے گی۔

جس طرح K ن کا پوری مخلوق میں اشرف قرا** بشر $ کے لئے قابل فخر ہے اُسی طرح عورت کے لئے ماں کا مقام حاصل کر*ٔ ا- عظیم کامیابی ہے۔یوں تو عورت کا ا- بیٹی ہو* بھی قابل فخر ہے۔ا- بہن ہو* بھی قابل فخر ہے۔زوجہ بن کر اپنے شوہر کے لئے سکون کا* (C بھی قابل فخر ہے لیکن ماں کے روپ میں عورت کو جو عظیم مقام حاصل ہوا ہے، ایسی کامیابی ہے جس پ عورت جس قدر بھی شکر الٰہی بجالائے کم ہے۔

اسلام نے عورت کو جس بلند مقام پر فائض کیا ہے علماء اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالتے رہتے ہیں۔لیکن عملی طور پر آغوش مادر کے لئے کیا فرائض ہیں، اسلام بچّے کی تربیت کے لئے کیسا آغوش مادر چاہتا ہے، عورت کو اُس کی اہمیت کے اعتبار سے کیسا ہونا چاہیئے ان سارے سوالوں کے جواب ایک ہی حیات طیّبہ وہ بھی نہایت مختصر حیات میں پوشیدہ ہیں وہ ذات گرامی ہیں دخترِ رسولؐ معصومہ عالم کی۔

معصومہ عالم ایسی دو ثروتمند ماں کی بیٹی ہیں جن کی دولت سے اسلام نے مسلمان دیکھ چکے تھے لیکن شوہر کے گھر تنگ دستی میں گذارا کرکے ہر مسلمان عورت کو یہ درس دیا کہ ماں باپ کا دولتمند ہونا اور بات ہے لیکن کمزور معاشی حالات میں اپنے شوہر کے ساتھ خوش رہنا شانِ اسلام ہے۔

عبادتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ امور خانہ داری میں شوہر اور زوجہ کا شانہ بشانہ ایک دوسرے کی مدد کرنا شانِ اسلام ہے۔ اللہ کے رسولؐ کا سوال۔علیؑ تم نے فاطمہؑ کو کیسا پایا اور مولائے کائنات کا جواب اللہ کے رسولؐ! میں نے آپ کی دختر کو عبادت الٰہی میں بہترین مددگار پایا۔ ہر عورت کے لئے ایک نمونہ عمل ہے۔

ماں کا اگر عبادت میں اعلیٰ مقام حاصل کرنا ایک درس ہے تو معصومہ عالم کا چکّی پیسنا اور شاہزادوں کی پرورش کرنا بھی ایک نمونہ عمل ہے۔

اللہ کے رسولؐ کا معصومہ عالم کی تعظیم کے لئے اور معصومہ عالم کا اللہ کے رسول کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا ہر عورت کے لئے ایک درس ہے کہ کردار کی بلندی ایسی بلندی ہے جس کی بنا پر بیٹی کو وہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ جس پر رسالت بھی فخر کرے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی تربیت جس طرح فرمائی وہ تاریخ اسلام کا ایسا پہلو ہے جو ہر ماں کو اُس کے آغوش کی اہمیت کا تاحیات درس دیتا رہے گا۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنی کنیز جنابِ فضّہ سے امور خانہ میں شریک فرما کر جہاں دنیا کے سامنے فلسفہ اسلام پیش فرمایا وہیں کنیز کو درسِ قرآن دے کر ایسی بلندی عطا فرمادی جس کی

دوسری مثال نہیں ملتی۔ جس کی کنیز بھی قُرآن کی زبان میں گفتگو کرے اُس کے آغوش کی عظمت اور اُس میں پرورش پانے والوں کا مرتبہ کیا ہوگا۔ آپ کے آغوش مبارک میں پرورش کا اثر کبھی زمانے نے حسنِ مجتبیٰ کی حیات مقدس میں دیکھا۔ کبھی کربلا کے میدان میں امام حسینؑ کے صبر واستقلال کی شکل میں دیکھا اور کبھی اُس عظیم دختر کی شکل میں دیکھا جس کو امامِ وقت نے عالمہ غیر معلمّہ کے خطاب سے نوازا۔

جناب زینبؑ نے مجلس سید شہدا کے نام سے ایسی درس گاہ قائم کر دی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی یونیورسٹی نہیں کرسکتی۔ یہ وہ درس گاہ ہے جس میں بزرگ بھی تعلیم پاتے ہیں۔ نوجوان بھی علم حاصل کرتے ہیں۔ عورتیں بھی علم حاصل کرتی ہیں۔ بچے بھی علم حاصل کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایسے بچے بھی جنہوں نے ابھی دنیا میں آنکھ بھی نہیں کھولی۔

ہمارا اسلام ہو اُس معصومہ بی بی پر جن کے پدر بزرگوار رحمت اللعالمین ہیں۔ حسنینؑ و زینبؑ وام کلثومؑ کی مادرِ گرامی محسن اسلام ہیں۔ جن کے شوہر باب مدینۃ العلم ہیں۔ جن کے بیٹے سردارِ جوانانِ جنّت ہیں۔ اور جن کی بیٹی عالمہ غیر معلمّہ ہیں۔ ربّ العزّت جنابِ زینبؑ کی قائم شدہ درسگاہ کو ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے تا قیامت قائم رکھے اور علم کا یہ سلسلہ جاری رہے۔

❁ ❁ ❁

جناب فاطمہ زہراؑ اپنے خطبات کی روشنی میں

نسرینŸ ی

وہ بی بی جوشہزادی کو 2 ہیں دختر رسول الثقلین ہیں مادر ; ہیں زوجہ فاتح+ رو «ٔ ہیں جو معصومہ عالم سیدة النسا العالمین ہیں جسکی چوکھٹ پر فرشتہ بھی اپنی جبین * زخم کرنے میں فخر اور جس کی : مت اَ ٔ اری کرنے میں اپنا شرف محسوس کرتے تھے جس کی توصیف وتعریف خود رب العالمین نے اپنے کلام لازوال قرآن حکیم میں متعدد جگہ فرمائی ہے۔ جس کے سامنے ملأ اعلیٰ کے رہنے والے عجز و* ز سے سرنگم ہیں۔

اس شہزادی کی زٓ. ن گوہر٭. ر سے نکلا ہوا ہر گوہر بیش بہا ہمارے لئے مشعل راہِ ہدا$ اور سرمایہ حیات ہے۔

اَ چہ آپ کو بہت مختصر مدتِ حیات ملی لیکن اتنے قلیل وقت میں ہی شہزادی نے ہمیں اتنا زٓ یہ دہ دے ڈٓ یہ ہے کہ آپ کی » کے سامنے اپنی کوٓ ہ دامانی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ آپ نے نہ صرف مشیت ا ٕ دی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ا- حیات طیبہ کا مرقعہ بطور نمونۂ عمل پیش کیا بلکہ اپنی مصروف زٓ+ گی اور قیمتی لمحات کے درمیان گاہے بگاہے اسلامی تعلیمات، معرفت پروردگار، حکمت واخلاق، علم ومعارف کے چشمہ اپنی زٓ. ن خوش گفتار سے جاری کرکے تشنگان عالم کو سیراب کیا ہے۔ حمدٓ. ری تعالی کے موضوع پر . # آپ گوٓ یہ ہو N تو اس# از سے کہ g والے کا دل . ٔ بہٓ بندگی سے سرشار ہوکر مالک کیٓ. رگاہ میں سجدہ ر ٕ ہونے پر خودبخود آمادہ ہوجائے اور احساس

شکرِپروردگار دل میں کروٹیں e لگے۔آپ فرماتی ہیں(کتاب اعیان الشیعہ):

''ساری تعریفیں : ا کے لئے ہیں۔اس کی نعمتوں پر اور شکر وسپاس ہے ان چیزوں پر جواس نے الہام کیا۔اور حمد وثنا ہے ان کثیر مواہب اور بے شمار » پر جو اس نے اپنے بندوں کو بے سوال کئے ۔اوران کامل نعمتوں پر جو & کو » کیا اور پئے درپئے ہم کو دیتا رہا۔ایسی نعمتیں جو عدداً قابل شمار نہیں ہیں۔ان کے انتہا کا تصوّر ادراک بشر سے خارج ہے۔اس نے اپنے بندوں کو پئے درپئے نعمتوں کو دینے کے لئے ان کو شکر کی دعوت دی اور حمد وستائش کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے کہ وہ لوگ اس کے ذریعہ اپنی نعمتوں کو ۔ ی اور ۔ دہ کر سکیں۔''

ای- اور مقام پر فرماتی ہیں:

'': ا عالم نے اپنی اطا پر ثواب اور معصیت پر عذاب اس لئے مقرر کیا ہے کہ اپنے بندوں کو عذاب وبلا سے ۔ زر کھےاور بہشت کی طرف لے جائے۔''

ان مختصر الفاظ میں شہزادیٔ کو 2 نے : ا عالم کی حکمتِ عملی اپنے بندوں کے او پر اسکا رحم وکرم اور ہمارے %ی ا • م کی طرف ہماری توجہ دلا ۔ یہ تینوں ۔ تیں اتنے مو اور جامع) و لہجہ میں پیش کی ہیں۔جس کی مثال مشکل ہے۔

نبی کریم کی آمد سے قبل کے K نی معاشرے اور ماحول کی عکاسی اس طرح فرمائی کہ گو وہ ماحول سامنے Ā آرہا ہے۔K ن سوچنے پر مجبور ہو جا ہے کہ ہم کیا تھے اور نبیؐ نے ہمیں کیا بنا ۔فرماتی ہیں:

'' تم & جہنم کے کنارے تھے ہر شرابی کی شراب W کی جگہ تھے، ہر حریص کے لئے لقمہ تھے، ہر متلاشیٔ آتش کے لئے چنگاری تھے۔ ہر ای- کے پیروں تلے ر ے جاتے تھے۔ اَ ڈھوں میں جمع ہوا گندہ نی تم W تھے۔درختوں کے پتے ۔ نوں کی گھاس تمہاری غذا تھی تم اتنے ذلیل وخوار تھے کہ اپنے آس پ س کے لوگوں سے ڈرتے تھے۔پس: ا نے میرے ۔ پ محمدؐ کے ذریعہ تم کو ان ذلتوں سے • ت دی''۔

''لوگوں کے درمیان میرے ۔ پ محمدؐ ہدا $ کے لئے کھڑے ہوئے ان کو گمراہی سے

• ت دی۔+ ھے پن سے روشنی کی طرف رہنمائی کی مضبوط دین کی طرف ہدا $ فرمائی۔صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دی۔''

پھر فرماتی ہیں:

'': اﷲ عالم نے امتوں کومختلف دینوں میں بٹے ہوئے اوروجود: اﷲ ی کی دلیلوں کو دیکھتے ہوئے: اکاG* تو میرے پ محمدؐ کے ذریعہ ریکیوں کودورکیا،دلوں کے پ داہائے * ریکی کوچاک کر دی، آنکھوں سے ان کے+ ھے پن کوختم کر دی''۔

شہزادی کے الفاظ ہمیں یہ سوچنے پ مجبور کرتے ہیں کہ کس طرح سے مرسل اعظمؐ نے غارذ) میں پڑے ہوئے Kا ن کوعزت کی ‡ گی اورگمنامی اور جہا) کی ریکی میں کھوئے ہوئے نبی آدم کوعلم ومعرفت کانوردn نہ صرف اپنے خالق کوپہنچوا بلکہ اپنی پہچان بنانے کا سلیقہ بھی سکھا ۔

بی بی نے احکامات دین کی تعلیم دیتے ہوئے یہ $ کیا کہ واجبات دین کی* پبندی میں Kا ن کی اپنی فلاح و بہبود ہے۔اس سے رب العزت کی ربوM میں* اس کی شان ملوکیت میں ذرّہ ا بھی فرق نہیں پ*۔ بلکہ ہرحکم شرع کی تکمیل میں اس کے مفید ات خود اپنی شخصیت پ پڑتے ہیں۔فرماتی ہیں:

'': اﷲ عالم نے úز کوتمہارے لئے تکبر سے دوری قراردی ۔تمہاری روح کی * پکیزگی اوررزق کی ‡ دتی کے لئے ذکاۃ قراردی،اخلاص کی استواری اور قراری کے لئے روزہ قرار دی ۔دین کومضبوط کرنے کے لئے حج ،دلوں کو د ۔ کرنے کے لئے عدا) قراردی''۔

واجبات اسلام کی* پبندی میں پوشیدہ Kا نی فو+ کا ذکر اس سے بہترممکن نہیں ۔اس کے بعد آپ نے بتلا ی کہ ا- بہترین اورصحت مند معاشرے کی تشکیل میں اسلامی احکامات کی * پبندی کس طرح معاون ومددگار ہوتی ہے۔

آپ نے فرما ی ہے:'': اﷲ عالم نے خا+ ان رسا) کی اطا (کومعاشرے کے Âم کی حفاظت کے لئے اورائمۂ معصومین کی امامت کواختلاف سے بچانے کے لئے قرار دی''

کتنے معنی خیز # از اور موٴ الفاظ میں بی بی نے یہ ظاہر کر ڈ یہ کہ اَ ائمہ معصومین کی اطا (÷ بلافصل ہوتی رہے تو معاشرے میں + نظمی اور اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہو ۔ یہ فصا # یہ موٴ) ولہجہ ہمیں یہ ماننے پ مجبور کر ہے کہ یہ اس محدثہ کی ز ۔ ن گو ہر ۔ رسے 3 والے الفاظ * یب موتی ہیں جس نے افصح اُلعرب کی آغوش میں پ ورش پ ئی ہے اور آب وحی سے دھلی ہوئی ز ۔ ن چوس کر پ وان %0 ھی ہے۔

والدین کے ساتھ نیکی کی ‑ کید ہر مذہب میں کی گئی ہے لیکن شہزادی نے جس موٴ # از میں اس کی ہدا $ کی ہے وہ بے نظیر ہے۔ کون ایسا ہوگا جو: ا کی * راضگی سے بچنا نہیں چاہیگا۔ آپ فرماتی ہیں:

''پ وردگار عالم نے والدین کے ساتھ نیکی کو اپنی * راضگی کے لئے ڈھال بنا یہ ہے''۔

آپ نے واضح کیا کہ معاشرے کی اصلاح میں احکامات اسلام کس طرح اِ # از ہیں: '': ا # نے قصاص کو حفاظتِ خون کا ذریعہ قرار ڈ یہ ہے'' سیدہ عالم کے یہ الفاظ غور طلب ہیں کہ بظاہر تو قصاص کا مطلب اِ ۔ جان کا تلف ہو ہے، لیکن مقصد یہ ہے کہ اَ قاتل کو یقین ہو کہ آج اس قتل کے + لے میں کل اس کو اپنی جان سے ہاتھ دھو پ U تو وہ قتل سے * ۔ ز رہیگا۔ اس طرح قصاص حفاظت خون کا ذریعہ C ہے۔

اپنے او پ دوسرے کو ‑ جیح دینا فطرت Ki تی کا اعلیٰ ‑ ین جوہر ہے ۔ ۔ ڑے ۔ ڑے \ ں، مفکرین، پنڈتوں * پ دریوں اور علمائے دین نے اس پ زور ڈ یہ ہے۔ لیکن اس کی عملی مثال جیسی شہزادیٴ کو 2 کی ز # گی میں ملتی ہے وہ بے مثل ہے۔

کتاب جلاء العیون جلد اوّل میں ہے کہ امام حسنؑ نے فر * یہ ہے کہ میں نے اپنی ماں کو & جمعہ رات بھر U ز پ ڑھتے دیکھا۔ پوری رات صرف مومنین و مومنات کا * م لیکر کثرت دعا کرتے ہوئے 7 رہا۔ اپنے لئے کوئی دعا نہیں فرمائی۔ میں نے کہا۔ مادرِ اَ امی جس طرح آپ دوسروں کے لئے دعا کررہی ہیں، اپنے لئے کیوں نہیں کرتیں تو فر * یہ: '' C پہلے پ ڑوس والے پھر گھر والے''۔

اپنی مختصر حیات میں اپنے قیمتی لمحات کو آپ نے اس طرح سے مر$ کیا تھا کہ آپ خواتین کو درس بھی ڈ* یکرتی تھیں۔

ا ی مرتبہ ا ی عورت آپ سے پئے درپئے سوالات کرنے سے شرمندگی محسوس کرتے ہوئے کہنے لگی۔ M. رسول سوال اور ہیں لیکن میں آپ کو ز* یدہ زحمت دینا نہیں چاہتی۔ آپ نے فر* یسنو اگر کسی کو ا ی بھاری بوجھ کوٹھے پر لے جانے کے لئے کرائے پر طے کیا جائے اور کرایہ ا ی لاکھ دینار ہو تو کیا یہ بوجھ لے جا* اس کو اگر ان ا u ر؟ عورت نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ نے فر* ی: میں نے اپنی ذات کو کرائے پر ڈ* ی ہے ا ی مسئلہ کے جواب پر مجھے زمین سے لے کر آسمان تک بھرے ہوئے موتی دئے جا N گے۔ اس لئے مسئلہ کا جواب دینا مجھے* لکل اگر ان نہ اگر رے گا۔

سوال پوچھنے والے کی ہمت افزائی اس سے بہتر نہیں ہو سکتی۔ یہ الفاظ کی گہرائی، + از تکلم، فکر کی پرواز* ب مدینۃ العلم سے اتنا مشابہ Ã آرہا ہے کہ معلوم ہو* ہے ا ی ہی شہر کے دو دروازے ہیں۔ ا ی طرف سلونی سلونی قبل عن تفقدونی کا È ہ ہے تو دوسری طرف الفاظ + لے ہوئے ہیں لیکن مقصد ا ی ہی ہے پوچھنے والے کے دل میں شوقِ سوال پیدا کر* اس کے علم میں اضافہ کر* دونوں کا مقصد ا ی ہے۔ نبیؐ کریم کی ا ی حد$ بے اختیار ز* ن پر جاری ہو جاتی ہے:

اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کفو نہ ہو*۔

حوالہ جات:

۱۔ اعیانِ الشیعہ، طبع + ، جلد ا

۲۔ بحار الانوار، جلد ۲

۳۔ کتاب جلاء العیون، جلد اول

حضرت فاطمہ زہرا: احادیثِ پیغمبرؐ کی روشنی میں

سیدہ آل طٰہ شو !:

د* میں اکثر* ی دگاریں قائم ہوتی ہیں اور کچھ مدّ ت / رنے کے بعد مٹ جاتی ہیں۔ یہ اس عالم فانی کا دستور ہے لیکن جس* ی دگار میں روحا M کارفرما ہوتی ہے۔ وہ ا ی لا فانی نقش بن کر صفحۂ ہستی پر قائم رہتی ہے۔ حوادث کے تیز و تند جھو ê چلتے ہیں لیکن قدرت کی روشن کی ہوئی شمعیں اپنی ضیاء * ری سے عالم کو منوّر کرتی رہتی ہیں۔ دورِ + میں بھی اس* ت کی کوشش تیز ہو رہی ہے کہ ان شمعوں کو جنھوں نے عالم میں اپنی روشنی چہارسو بکھیری ہے، اُس سے فا+ ہ اٹھا ی جائے* کہ دورِ + کی عورتوں کے لئے مشعلِ راہ بن سکے۔

قبل اسلام عورت معاشرہ میں حیو* ت سے بھی حقیر اور د+ وں سے بھی * دہ ذلیل سمجھی جاتی تھی* ریخ گواہ ہے یورپ میں بیٹی کو سماج کے * عزت لوگ ذِلّت کی K نی سمجھتے تھے۔ اور اس حد- بھوک اور پیاس کی اذّ $ دی جاتی تھی کہ وہ دم توڑ دیتی تھی۔ * ن کے * زاروں میں عورت % + وفرو # کی چیز تھی۔ اور روم کے قانون میں عورت کا کوئی حق نہیں تھا۔ آسٹریلیا میں عورت کے مقابلہ میں چو* پ ئے * دہ قیمتی تھے اور عرب کے معاشرہ میں تو مظلوم عورت کو بیٹی کی شکل میں پیدا ہوتے ہی + ہ دفن کر* ی کرتے تھے۔ ذرا غور تو کیجیے* ریخ کا یہ * ب کس قدر سیاہ ہے K ن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

لیکن آج سے چودہ سو سال قبل محافظ حقوق K نی نے اپنے د & اعجاز سے حقوق

2 اس کے آفتاب کو ایسا f ع کیا کہ+ ھیرے ختم ہوئے اور حیات 2 اس کو حقیقی ز+ گی کا حق 5 ۔اُسے روشنی میں لا یH ۔صدیوں کی مظلوم عورت نے سکون کی سانس لی ۔کتنا دشوار تھا پورے معاشرہ کو یکسر+ ل دینا۔ یہ اسلام تھا جس کے ذریعہ پیغمبر اسلامؐ کی قیادت میں عورت کی ز+ گی میں اک عظیم انقلاب آ یہ۔

اے رسولؐ کی* رۂ جگر! اے ایمان وعقیدے کی بلند مینار! اے عظمت زن! اے مجموعۂ فضائل وکمالات! اے اماموں کی ماں! اے صبر واستقلال کی انتہا! اے* موس کبر* ! اے عظیم المرM بی بی فاطمہ زہراؑ آپ پر ہمارا لاکھوں درود وسلام۔

سرورِ کائنات کو اپنی لاڈلی بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ سے کس درجہ محبّت تھی۔اور وہ اُن کا کس حد- احترام کرتے تھے۔ یہ چیزیں اس وقت واضح ہوتی ہیں. # ہم جناب فاطمہ زہراؑ کو پیغمبر کی حدیث $ کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔

''فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جس نے انھیں اذیت $ دی اس نے مجھے اذیت $ دی جس نے انھیں دو & رکھا اوران سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی''۔

لہٰذا اس حدیث $ کے آئینہ میں فاطمہ زہراؑ t ت کے% کی حیثیت رb ہیں جس کو کل سے ہرا/ ۔ انہیں کیا جا سکتا۔ یہ* ریخ کا اک ایسا حصّہ ہے جس کے بغیر* ریخ مکمل نہیں ہوسکتی۔ رسول اکرمؐ جا... تھے کہ فاطمہ ولدیت $ وامامت کی تولیت کا مرا/ اور دین کے پیشواؤں کی ماں ہیں۔

ڈاکٹر علی شریعتی نے اپنی کتاب فاطمہ ا & فاطمہ میں لکھا ہے کہفا طمہ پیغمبر اسلام کی چہیتی بیٹی تھیں اس خا+ ان کی% ی بیٹی جہاں کوئی C* قی نہ رH تھا۔اوراس معاشرہ میں جنم e والی بیٹی جہاں ہر* پ اور خا+ ان کی اہمیت W سے وابسطہ تھی۔

ایسے معاشرہ میں پیدا ہوکر فاطمہؑ نے اپنے عمل سے رسولؐ کی حدیث $ میں اُمِّ اَبیہا کا لقب** پیا،یعنی* پ کی ماں ۔آپ اپنے والد کے را # کا سامان مہیا کرتیں۔ان کے کپڑے دھوتیں۔ B اُحد میں بھی والد کے زخموں کا علاج کیا۔اور # رسولؐ : ا خندق کھودنے میں

مشغول تھے تو اس وقت آپ ا۔ روٹی کے ٹکڑے کے ساتھ آ N ۔ اور اُسے رسولؐ : اکی : مت میں پیش کیا۔ رسولؐ : انے سوال کیا۔ اے فاطمہ یہ کیا ہے؟ جواب *3 یہ ان روٹیوں کے ٹکڑوں میں سے ہیں جو اپنے فرز+ حسن و حسین کے لئے بنائی تھیں۔ پس حضور نے فر*ا :اے بیٹی! تین دن کے بعد تیرے**. . نے روٹی کا پہلا لقمہ منہ میں رکھا ہے۔

ڈاکٹر شریعتی نے اپنی کتاب ''فاطمہ ا & فاطمہ'' میں لکھا ہے کہ فاطمہ اپنے* .پ کی : مت اس طرح کرتیں تھیں جیسے کوئی ماں اپنے فرز+ کی : مت کرتی ہے۔

حضور اکرمؐ اپنی حد$ میں بیان فرماتے ہیں کہ بہترین عورتیں چار ہیں۔ مریم بنتِ عمران، فاطمہ دختر محمدؐ، : یجہ M. خویلد، اور آسیہ زِن فرعون۔

پیغمبرؐ نے فر*ا بہشت کی عورتوں میں سے بہترین عورت فاطمہؑ ہیں۔

امام محمد* .قرؑ فرماتے ہیں۔: انے جناب فاطمہ زہراؑ کو اپنی عظمت کے نور سے پیدا کیا ہے۔ آپ کے نور سے زمین و آسمان اتنے روشن ہوئے کہ 5 ئیکہ اس نور سے متاثر ہوئے۔ اور وہ اللہ کے لئے سجدہ میں گ گئے۔ اور عرض کیا: *! یہ کس کا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فر*ا میری عظمت کے نور سے اک شعلہ ہے کہ جسے میں نے پیدا کیا ہے۔ اور اسے آسمان پر سکو$ دی ہے۔ اسے پیغمبروں میں سے بہترین پیغمبر کے صلب سے پیدا کروں گا۔ اور اسی نور سے دین کے امام اور پیشوا پیدا کروں گا* کہ لوگوں کو حق کی طرف ہدا$ کریں وہ پیغمبر کے جانشین اور خلیفہ ہوں گے۔

علامہ شافعی نے اپنی گ ا× ر کتاب میں حضرت جبر L اعظم سے روا$ درج کی ہے آنحضرتؐ نے جناب سلمان سے ارشاد فر*ا۔ اے سلمان فاطمہؑ کی محبت سو (۱۰۰) جگہ کام آئے گی جن میں & سے کم مقامات یہ ہیں۔ موت۔ قبر۔ میزان۔ محشر۔ پل صراط۔ حساب و کتاب۔ اے سلمان! اس پر افسوس ہے جو فاطمہؑ پر ظلم کرے۔

پیغمبرؐ فرماتے ہیں: بیٹی : اوندِ عالم نے د* کی طرف توجہ دی اور مجھے تمام مردوں پر چُنا۔ دوسری مرتبہ اس کی طرف توجہ دی تو تمھارے شوہر علی کو تمام لوگوں پر چنا۔ تیسری مرتبہ اس کی طرف توجہ دی تو تمھیں تمام عالم کی عورتوں پر ۔۔۔ ی اور فضیلت دی چوتھی مرتبہ توجہ دی تو حسنؑ

وحسینؑ کو. A: کے جوانوں پ امتیاز3 ی اس آئینہ میں رسولؐ کی اس حد$ کی وضا # بھی ہو جاتی ہے جس میں آپ نے جناب فاطمہ زہراؑ کو تمام عالمین کی عورتوں کی سردار کہا ہے۔

رسول اکرمؐ نے حضرت سیدہ کے ساتھ محبت وعظمت کا جو مظاہرہ فر*ی، وہ صرف اس نسبی اور خونی رشتے کے L نہ تھا بلکہ وحیٔ الٰہی اور صا # وحی کی تعلیم اور M. نے خاتون A: کو تقویٰ طہارت اور صبر وقنا (کا جو مقام رفیع » کیا تھا اسے مقام t ت کی طرف سے تسلیم کر اور امت کو اسوۂ فا ^ کی اتباع کا خصوصی حکم دینا تھا۔

پیغمبرؐ نے اس حا) میں جبکہ فاطمہؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے فر*ی جو شخص اسے پہچا { ہے تو وہ پہچا { ہے اور جو نہیں پہچا { ، پہچان لے کہ فاطمہؑ پیغمبرؐ کی دختر ہے اور میرے جسم کا ٹکڑا ہے، میرا دل اور روح ہے، جو شخص اسے اذ$ دے گا اس نے مجھے اذ$ دی اور جو شخص مجھے اذ$ دے گا اس نے: اکو اذ$ دی۔

اک مقام پ پیغمبرؐ نے فر*ی کہ فاطمہؑ K نوں کی شکل میں A: کی حور ہے۔ اس حد$ کی تشریح کچھ اس طرح ہوتی ہے اک دن جناب عائشہ نے دیکھا کہ پیغمبرؐ جناب فاطمہؑ کو بوسہ دے رہے ہیں۔ تو عرض کی*ی رسولؐ اللہ اب بھی آپ فاطمہؑ کو بوسہ دیتے ہیں. # کہ وہ شادی شدہ ہیں۔ تو آپ نے فر*ی کہ اا تمھیں معلوم ہو کہ میں فاطمہؑ کو کتنا دو & رr ہوں تو تمھاری محبت بھی اس کے ساتھ ز*ی دہ ہو جاتی۔ فاطمہؑ K ن کی شکل وصورت میں حور ہیں. # بھی میں بہشت کی خوشبو کا مشتاق ہو ہوں تو فاطمہؑ کو بوسہ دیتا ہوں۔

مستند ر3 یت میں حضرت عائشہ نے سیدہ کبریٰ کے فضائل واخلاق کا جن جامع الفاظ میں تعارف کر*ی۔ اس % اج عقیدت پیش کیا وہ قابل غور ہیں آپ فرماتی ہیں۔

''میں نے رسول* پ کؐ کے ساتھ عبادت، سیرت، # از گفتگو اور چال ڈھال میں & سے ز*ی دہ مشابہ اور قری$ فاطمہؑ کو دیکھا۔''

اک عورت بحثیت اک سعادت مند بیٹی، وفا شعار بیوی اور شریف بہو کے فرائض منصبی. # ہی بخوبی ادا کر سکتی ہے. # وہ اسوۂ فاطمہؑ پ عمل کرے۔

حضرت رسول اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ A: میں & سے پہلے فاطمہؑ داخل ہوں گی۔آپؐ نے فرمٹا یہ # میں معراج پرHی تو بہشت کی سیر کی میں نے جناب فاطمہ کا محل دیکھا۔جس میں ستر قصر تھے۔کہ جو لولوو مرجان سے بنائے گئے تھے۔

پیغمبرؐ فرماتے ہیں اے علیؑ میں اپنی بیٹی کو دیکھ رہا ہوں۔قیامت کے دن اک نورانی سواری پر سوار ہے۔کہ جس کے داN جا$ ستر ہزار فرشتے N جا$ ستر ہزار فرشتے اس کے آگے ستر ہزار فرشتے اور اس کے پیچھے ستر ہزار فرشتہ چل رہے ہیں اور فاطمہؑ میری امت کی عورتوں کو بہشت میں لئے جارہی ہیں۔پس جو خواتین اسلامی واجبات پر عمل کر کے اور اپنے شوہر کی اطا (کرN گی وہ جناب فاطمہؑ زہرا کی شفا (سے بہشت میں داخل ہوں گی۔

پیغمبر اسلامؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے اک منادی+ ا دے گا۔اے لوگوں اپنی آنکھیں بند کر لو اور اہل محشر اپنے سروں کو جھکا لو* کہ فاطمہؑ صراط سے اَ ر جا N۔فاطمہؑ اس حا) میں اَ ریں گیں کہ ستر ہزار جنتی کنیزیں آپ کے ہمراہ ہونگیں۔

جناب فاطمہ زہرہ اس عظیم مقام پر فائیز ہیں کہ آپ کی خلقت اور شادی عام Kا نوں سے مختلف ہے۔پیغمبر فرماتے ہیں،، کہ اَ علی نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ ہو*۔،،

میں اپنے % بیان میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ اسلام کی وہ* عظمت بی بی ہیں جو¾ت اسلام کے لئے مباہلہ میں پر دہ داری کے تمام احکامی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے گئیں اور رسا) وامامت کی پشت پناہی کا کام ا• م*یے۔اس کے بر عکس آپ نے کبھی اس* بات پر غرور و تکبر نہ کیا کہ وہ اللہ کے نبی کی بیٹی تھیں۔اپنے گھر کا کام خود ا• م دیتی تھیں۔شوہر کے گھر جانے کے بعد آپ نے جس ز+ گی کا نمونہ پیش کیا وہ طبقۂ 2 ان کے لئے اک مثالی حیثیت رr ہے جناب فاطمہ زہرہ کا* ر [خطبہ وہ ز. د & طوفان تھا جس کی پتھر شکن موجوں نے بے خبر سونے والوں کو بیدار کیا حق کا راستہ دکھا یہ۔ز+ گی کا کوئی بھی پہلو ہو چاہے شوہر کی اطا (ہو امور خانہ داری ہو۔عبادت کی منزل ہو۔اقتصادی سیاسی واجتماعی مسائل ہوں & کی تفسیر حضرت فاطمہؑ نے اس طرح پیش کی کہ وہ اس* بات کی واضح دلیل ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ کسی خاص زمانے سے تعلق نہ ر p

ہوئے آپ ا ۔ وفادار مجاہد، جاں • ر: ا کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی رہنما ہیں۔

آج کی د * ئے 2 اس سبق سیکھے اور دیکھے کہ صبر و رضا کا مظاہرہ کس طرح کیا جا* ہے۔آج کی عورت کو اپنے قول و گفتار و رفتار سے یہ* $. کر* چاہئے کہ وہ حقیقت میں دیندار ہے اور کنیز فاطمہ زہراؑ ہے۔

اَ K نی اقدار و فضیلت کا تحفظ درکار ہے اَ اسلامی, M. کے سایہ میں پ وان % ھنے والے صالح اور فداکار نوجوانوں کو سماج کے حوالے کر* ہے۔اور مختصر لفظوں میں اَ ذاتی سماجی الٰہی ذمہ داری نبھانی ہے تو عورت کی ± گی درحقیقت اک محاذ کا درجہ رb ہے۔

عورت آج کوئی مصنوعی فرد نہیں ۔جو فیشن کے% افات کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہو۔ بلکہ وہ معاشرے کی ایسی حقیقی اور کا آمد رکن ہے جس کی مثال صرف ہم کو اسلام میں ملتی ہے۔

اسلامی معاشرہ نے عورت کو جو خاص ذمہ داری » کی ہے وہ اولاد کی صحیح, M. ہے جس سے صالح ± وجود میں آئے اَ ہمارا معاشرہ ایسی خواتین سے محروم رہے گا تو اس معاشرہ کو تباہی اور* دی کا سامنا کر* ہوگا۔اک مہر* ن* سلیقہ ماں کی حیثیت سے اپنے فرائض کی تکمیل کرتے ہوئے عورت معاشرہ کو M K کا جامہ پہنا سکتی ہے۔اور اس کی مکمل مثال کردار فاطمہؑ ہے۔

بس د* کی تمام اسلامی خواتین کو لازم ہے کہ اپنے کردار اپنی گفتار کو اسلامی بنا N ۔اپنے خا± ان کی تعمیر کریں* کہ کل قیامت کے روز عدل الٰہی میں سرخ رو ہو سکیں۔ ورنہ وہاں پ کوئی دوستی اور سفارش کام نہ آئے گی۔جس کے نیک اعمال کا پلہ بھاری ہوگا وہی کامیاب ہے۔ رہا سفارش کا سوال۔تو یہ یقینی ہے کہ اس کے بغیر کسی کی • ت نہیں 1 اپنے شفا (کرنے والوں کو راضی تو کر لیں ۔ان کے مکتب سے سبق تو لیں۔ان کے اسوۂ حسنہ کو اپنا شعار تو بنا N اور کوشش کریں کہ کوئی شا > ان کی عادت واطوار کا ہم میں Ã آجائے* کہ وہ کہیں کہ یہ ہمارے ہیں۔

❁ ❁ ❁

عرفان فاطمہؑ

سیدہ خورشید فاطمہ حسینی

فاطمہ عرفان و: اشناسی میں ای- اعلیٰ وارفع منزل پ گامزن ہیں۔ حقیقی عارف کی یہی پہچان ہے کہ وہ د* ومافیہا سے بے خبر ہو۔ فاطمہؑ کی حق بین وحق شناس نگاہیں کوئی بھی ایسا عمل کر* نہیں چاہتی جس میں رضای پ وردگار شامل نہ ہو۔ یہ ہے ان کا منزل عرفان M. رسول کو ماسویٰ اللہ کچھ Ã ہی نہیں آ* ۔فاطمہؑ کی Ã یں ہیں اور فضائی قدس ہے قدو L ہے ربو M. ہے الو : ہے اúا کا *ج ہے تطہیر کی چادر ہے عصمت کی شمعین ہیں، ھل اتیٰ کے نغمہ ہیں تقدس کا پ دہ ہے صداقت کی جلوہ آرائیاں ہیں اور دل ہے کہ * دالٰہی سے سرشار ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی Ã میں ای- اچھا اور حقیقی عارف کہلانے کا مستحق وہ ہے جسمیں تین صفتیں* پ ئی جا N ہیبت۔ تعظیم۔ حیاء۔ اور دوسری جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ عارف کی صفت مثل آفتاب ہے وہ اپنے نور سے د* کو روشن ومنور کر* ہے د* کی کوئی شئے اس کی روشنی سے محروم نہیں۔ ا

امام خمینی رضوان اللہ علیہ کے Ã ئیہ سے ای- اچھا عارف وہ ہے جو اپنی t گی سے لفظ ''میں'' کو* ہر نکال دے کیو è لفظ ''میں'' Kا نوں میں تفریق کا* C ہے اور ای- Kا ن دوسرے Kا ن کو حقیر تصور کرنے لگتا ہے۔ ذات کی Q اور: H منان کی ذات پ بھروسہ کرنے والا شخص ہی کاروان عشق میں شامل ہوسکتا ہے۔ کمالِ انقطاع کو اختیار کرے یعنی بندہ اپنی ہستی اپنی

خودی اور تمام لوگوں سے ۔ک تعلق کر کے ذات الٰہی میں پیو & ہو جائے اور غیر اللہ سے اپنا رشتہ منقطع کر لے۔ عارف: اکے بندے ہوتے ہیں وہ موت کے بعد کی زٍ+ گی کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ عالم مادّہ سے گذر کر عالم ارواح میں داخل ہو جاتے ہیں ان کا عظیم سفر عالم Ñ روح ہے جہاں سے وہ عالم ملکوت سے عالم جبروت اور پھر عالم لاہوت ۔- پہونچ جاتے ہیں۔۲

مولائے کائنات علی ابن ابی طا) علیہ السلام عارف کی حقیقت کو ا۔ مختصر سے لفظ میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

اللہ کی عظمت کا احساس تمہاری Ãوں میں کائنات کو حقیر و پست کر دے۔۳

اولیاء اللہ نے عرفان کے جن مقامات کا ذکر کیا ہے اس کی بھر پور عکاسی جناب سیدہ کے خطبوں میں Ã آتی ہے۔

: اکی تعریف میں آپ نے فلسفیانہ گہرائی اور عارفانہ گہرائی کے ساتھ جس اوج کمال سے وحدت الوجود کے یکتاؤ ِ ھمتا ہونے کی روشن دلیل اس کی قدرت وحکمت شان کبرٍ ئی فیض عام و لطف مدام، پر روشنی ڈالی ہے، بڑے سے بڑے دانشور اد $ ، علما و فضلاء مورخ و محدث کے ذہن ان کے ادراک و فہم کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ فاطمہ سلامُ اللہ علیہا اپنے ا۔ بصیرت افروز خطبہ میں : اکی حمد و ثنا اس+ از سے کی ہے کہ دڑ ی معرفت کے غواثوں کو اپنا / ۔ ہ بنا لیتی ہے آپ ارشاد فرماتی ہیں:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم اَلحمدُ لّلہ علیٰ ما انعَمہ ولہُ الّشُکرُ ابتداء اللہ کے نام سے جو رحمٰن بھی ہے رحیم بھی ہے اللہ نے ہمیں د* بھر کی جو نعمتیں » ء کیں ہیں اس کی رحمت پر اس کی حمد و ثنا میں شہادت دیتی ہوں کہ: اوحدہ لاشر ۔ ہے اور اس کلمہ کی اصل اخلاص ہے اس کے معنی دلوں سے وابستہ ہیں اس کا مفہوم فکر کو روشنی دیتا ہے اس کے فیض کی وسعت، داد و دہش کی ۔ رنگی اور لطف عام کا کیا کہنا اس کے احسٰا ت کا کسی سے حساب ممکن نہیں اس کا دامن کرم اتنا پھیلا ہوا ہے کہ کوئی اس کے شکر کو ادا کرنے کے قابل نہیں۔

جَمّہَ عَن الا حصاء عددُ ھا دنآمی عَنِ الجزاءِ آمدُھا وَ

ضَّمـنَ القُلـوبَ موَ صوُ لـہا و اَنارَ فی اَلتَفکُرِ معَقُولـہاٰ: یعنی قادر مطلق نے توحید کے شعور کو دل کی تہوں میں*~ رااور اس کے ادراک سے ذہن وخیال کے ایوانوں کو%اعان کر*ی۔

وَمـنَ الاَلسِـنِ صِنَقُهُ وَ مِن الاَ وھامِ کیفَتیهُ:*. نوں میں قوت گو*ئی نہیں کہ اس کی مدح سرائی کر سکیں فکر کتنی ہی بلند ہو کیا مجال کوئی اس کے عرفان کی منزل ت- پہوچ جائے۔

اِتَبـدَع الاشیـاءَ لامـنِ شَیـئ کان قبلـہا: کائنات کی ہر شے عدم کے سناٹے میں تھی۔ # کسی چیز کا* م ن بھی نہیں تھا $ اس نے ہر شے کو لباس وجود سے آراستہ کیا۔

واشهَـدُ ان انـي مـحـمداً عبدُهُ و رسولُه اِخَتارَهُ وانتَجَه قَبلَ اَن اَر سلَـه و سمَاه قبلَ اَنِ اجَتبله وآ صطَفاهُ قبَل اَنِ الَبَعشه: اور میں گواہی دیتی ہوں کے میرے*. پ محمدؐ رسول اللہ، اللہ کے بندہ اور اسکے رسول ہیں: انے رسا) کا عہدہ دینے سے قبل آپکو چن لیا تھا اس نے آپ کو پیدا بھی نہیں کیا تھا کہ جہاں جہاں چاہا آپ کے* م کو روشن کر*ی نیز کار t ت کوا• م دینے سے قبل نگاہ قدرت آپ کو اس مقصد کے لیے منتخب کر چکی تھی۔

فاطمہؑ کی Ã میں ایمان شرک کی آلودگی سے، ú ز تکبر کی کثافت سے محفوظ رہنے کا وسیلہ ہے تو زکاۃ Ñ کی طہارت کا ذریعہ اور رزق میں اضافہ کا L روزے اخلاص کی % وں کو مضبوط کرتے ہیں اور حج تقوی $ دین کا L ہے۔ Â م عدل دین کو ا- لڑی میں پ* ہے والدین کے ساتھ حسن سلوک: ا کے قہر و غضب سے محفوظ ر r ہے عز* وا قارب سے حسن سلوک محبت و شفقت حیات میں اضافہ کا L Ž ہے جہاد میں اسلام کی قوت اور اس کی عزت کا راز پوشیدہ ہے صبر وشکیبائی کی+ و) % وثواب ہر طرح کی نیکیاں حاصل ہوتی ہیں یہ وہ شریعت کی. تیں ہیں جو کردار فاطمہؑ میں Ã آتی تھیں۔

فاطمہ زہراؑ اپنے اہ خطبے میں امت کی ذمہ داری Ā ئیہ امامت اورقرآن کی اہمیت و افادؔ$ کا ذکر اسǂ از میں کرتی ہیں: اللہ کے بندوں تم ہی وہ لوگ ہو جنھیں نیکی کا حکم دینے اور ., ائی سے روکنے کی ذمہ داری دی گئی ہے دین الٰہی اور حق کے پیغام کو ظاہر کرنے کا بوجھ بھی تمھارے کاǂ ھوں ,ہ ,ہ ڑا ہوا ہے تم اپنی ذات کے لیے: اکے Ú ئندے ہو Â م شریعت کو دوسری قوموں ۔- پہو ™* ۔ تمھارا کام ہے پیدا کرنے والے کی طرف سے تمھارے واسطے جو سچا سرہ اہ. حق راہنما مقرر ہوا ہے۔ وہ تم میں موجود ہے اس کے* رے میں تم سے* ۔ قاعدہ عہدو پیمان لیا جا چکا ہے وہ ذخیرہ ہے جسے رسول نے بچا کر رکھا تھا اسی کو اپنا جانشین ہٹا* یہ پھر ہمارے* س اللہ کی کتاب بھی تو ہے کِتَابُ اللّٰہِ النَّاطِقُ اللہ کی بولتی ہوئی کتاب وَالقرآنُ الصَّادِقُ قرآن سچائیوں کی ز* ن وَالنُّوُرُالساطعُ قرآن نور فروزان وَالضِّیاءُ اللَّامِعُ قرآن ,پہ نور درخشان جس کا ہر مطلب واضح ، ہر دلیل روشن اور تمام اسرار ورموز قابل بیان ہے اس کی ظاہری عبارت سامنے کی* تیں اجالا پھیلاتی ہیں۔

قرآن کے احکام ,پہ عمل کرنے والوں کی زǂ گی قابل رشک ہوتی ہے اس کی پیروی بہشت کا راستہ دکھاتی ہے

قایدِ الی الرِّضوانِ اتِّبَا عُہٗ مُؤدٍ الیٰ نجاۃِ استماعُہٗ: کتاب: ا کا 7۔ بھی • ت کا ذریعہ ہے قرآن ہی کے وسیلے سے Kا نی ذہن اللہ کی صاُف شفاف دلیلوں کو* ,پہ سکتا ہے۔

رہا تعظیم کا سوال تو بقول خواجہ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اہ- عارف کی پہچان اس کے تعظیم میں مضمر ہے یہ تقاضائے فطرت Kا نی ہے کہ کسی عظیم شخصیت کو سمجھنے کے لیے یہ دیکھنا ہو* ہے کہ وہ شخصیت جو آ کر مل رہی ہے وہ کس Ó ں کی حامل ہے۔ ذکر فاطمہؑ کی تعظیم کا کریں تو* ریخ اسلام ,پہ Ā رکھیں، کہ فاطمہؑ* ۔ زش نوع بشر فاطمہؑ تخلیق کائنات کی اول فرد جسکی عظمت وتوقیر کا یہ عالم کہ اس ,پہ: اکا سلام: اکے مقرب 5 ئیکہ جبریل ومیکایل وعزرا L کا سلام اور خودا سکا سلام جو خالق کی Ā میں اتنا محترم کہ پورا قرآن گواہ ہے کہ کبھی حبیب کہہ کر پکارا تو کبھی

طٰہٰ ویٰسین تو کبھی مصطفیٰ کہہ کر پکارا کون مصطفیٰ جو مرا٘ انتخاب الٰہی وہ مصطفیٰ جو مرا٘ نگاہ مشیت وہ مصطفیٰ، جو عقل اول وہ مصطفیٰ جو بشیر و٘ ۔ یہ وہ مصطفیٰ جو تمام نبیوں کا گواہ وہ مصطفیٰ۔

فکیف اذا جنیا من وکل اُمتہِ بشھید و جنیا یک ھاؤ لاء شھیدا: وہ ا یـ دن دو دن نہیں بلکہ مسلسل چھ ماہ -- . # درسیدہ پ٘ ہے تو پہلے سلام کر٘ ہے اسلام علیک* یہ اھل ا t Ï ۃ اور پھر تعظیم کے لیے کھڑا ہو جا٘ ہے۔

مباہلہ کے میدان میں انبـاء نـاو نسـاء ناو انفُسناَ کے حصار میں آنحضرت ۵ ا آ س مقدسہ کو علماء نبی نجران کے مقابلہ میں لیکر چلے ہیبت وجلا } کا یہ عالم کہ « ری کا عالم دور سے دیکھ کر پکارا ٹھا خبردار! ان سے مباہلہ نہ کر٘ میں تو آج ایسے چہرے کو دیکھ رہا ہوں کہ ا٘ انھوں نے٘ دعا کر دی تو روئے زمیں پر ا یـ عیسائی نہ بچے گا اور ا٘ اشارہ کر دیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے۔ آپ نے 5حظہ فر٘ یا کہ ا یـ شخصیت اور اتنی جامع کہ آپکی ذات واحد پر لفظ نسـاء نـا کا اطلاق ہو رہا ہے۔ دل چاہتا ہے کہوں اے « ری تم نے ساری جلا } کو پہاڑوں کے٘ ل دینے میں کیوں سمجھا ارے فاطمہ کی منزل اس سے کہیں بلند ہے فاطمہ* رگاہ احد$ میں دعا کر دیں تو پہاڑ کیا شئے ہے موت ٹل سکتی ہے جس کی روشن دلیل فاطمہؑ زہرا کا یہودی کے گھر جا٘ آپ یہودی کے گھر شادی میں تشریف لے گئیں ساری یہو٘ یں آپ کے روئے انور کو دیکھ کر غش کھا گئیں & کو ہوش٘ یـ لیکن دلہن کو ہوش نہ٘ یـ M. رسول نے دو رکعت نماز پڑھی: اسے دعا کی *پ لنے والے اس عروس کو ز٘ ہ فرمادے ابھی آپ کی دعا ختم بھی نہیں ہوئی کہ دلہن ز٘ ہ ہوگئی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے لفظوں میں عارف کی مثال آفتاب کے ہے، وہ اپنی روشنی سے کائنات کو منوّر کر٘ ہے د* کی کوئی شے اس کی روشنی سے محروم نہیں۔

فاطمہ ا یـ نوری تخلیق تھیں ارشاد مرسل آعظمؐ ہو رہا ہے

خـلـق اللّٰہ نورِ فاطمہ قبل ان یخلق الارض والسماء: فاطمہ کا نور تو اس وقت تھا۔ # نہ آفتاب میں چمک تھی نہ ماہتاب میں خنکی نہ ستاروں میں جھلملاہٹ نہ کوا '! میں سر (رفتار نہ گوہر میں آب٘ ب۔

شہزادی کائنات. # úز کے لیے مصلّے پ آتی تھیں تو ا ی- ایسا نور ساطع ہوٴ تھا کہ پورا مدینہ نور زہرا سے منور ہو جا٭ تھا حدیثوں میں لکھا ہے اہلِ آسمان کے لیے آپ کا نور اس طرح تھا جس طرح زمین والوں کے لیے ستاروں کا نور یہ ہے معیار معرفت فاطمہ زہراؑ، معیار معرفت اولیاء اللہ، معیار معرفت خاصان: اقول رسول کی روشنی میں فـاطـمـة بضعته منّی [فاطمہؑ میرے دل کا ٹکڑا ہے] اس طرح رسول سے الگ کر کے فاطمہؑ کے عرفان کا تصور٭ ممکن ہے فاطمہؑ کا معیار عرفان ان حدود کا تجاوز کر کے آ گے. ٹ ھ جا٭ ہے ان کا عرفان قیود و بند کے شکنجہ سے آزاد ہے ان کا عرفان٭ پ بند وقت نہیں بلکہ عرفان فاطمہ کی تو وہ منزل ہے جہاں کسی Ḱا ن کا تخئیل پ , پ واز کی قوت نہیں رr -

حوالہ جات:

ا۔ افکار وÃ٭ یت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ، خانہ فرھنگ جمہوری اسلامی ا ی ان، لاہور، ۱۹۹۴ء Ã Ý ی، ص ۵۹ ۔ ۱۵۸

ا۔ منابع نہج الحیاۃ فرھنگستان فاطمہ۔ موسسۂ تحققاتی امیر المومنین علی (ع) (فارسی) مولف R ازپ ژوھندگان موسسۂ تحققاتی امیر المومنین علی (ع)

۲ ۔ مجموعہ مقالات کاÐنس، خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ا ی ان، لاہور، ۱۹۹۴ء ص ۱۵۹

۳۔ نہج البلاغہ، خطبات امیر المومنین علیہ السلام۔

۴۔ فاطمہ زہراؑ کے بصیرت افروز خطبات، علاّمہ سید ابن حسن نجفی، عباس ۔ ایجنسی لکھنؤ ص ۳۲

۵ ۔ Ýش عصمت، علامہ سید ذیشان حیدر جوادی، تنظیم المکا$ ، ۱۹۹۲ء

۶ ۔ اسلام کی دس عظیم خواتین، عزیز الحسن جعفری، جے۔ کے آفسیٹ، دہلی، ۱۹۹۰ء

❁ ❁ ❁

حضرت فاطمہ زہراؑ کی عظمت وفضیلت

پروفیسر اختر مہدی

اہل ب علم و دانش سے یہ بات قطعی پوشیدہ نہیں ہے کہ اسلامی احکام وارشادات کی روشنی میں د* کے خالق و مالک نے بنی نوع انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے یعنی د* میں موجود : ا عالم کی بے شمار مخلوقات کے درمیان انسان کو جو فضیلت حاصل ہے وہ کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں ہے۔ اسلام کا یہ فلسفہ دو اہم باتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پہلی اہم بات یہ ہے کہ اسلام انسانوں کے درمیان مساوات کا پیغام دیتا ہے اور یہ مطالبہ کرتا ہے کہ انسانوں کے درمیان کسی قسم کا بھید بھاؤ یا امتیازی سلوک اختیار نہ کیا جائے اور اگر امتیازی سلوک کرنا بھی ہو تو اس کے اعمال میں خلوص کو تقوی و پرہیز گاری کی کسوٹی پر رکھا جائے اور اگر اس کسوٹی پر کھرا اترے تو اسے صا # عظمت وفضیلت تسلیم کر لیا جائے۔ اس اسلامی فلسفہ میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہر انسان کو چاہیے کہ وہ دوسرے انسان کا جو اپنی خلقت کے اعتبار سے اشرف مخلوقات ہے احترام کرے چاہے وہ کسی مذہب کا پیرو ہو لیکن انسان ہونے کی وجہ سے وہ بہر حال لائق احترام ہے۔ ایک انسان کو دوسرے انسان کے رنج وغم میں بہر حال شریک ہونا ہے اور اگر کوئی شخص اس اصول کی خلاف ورزی کرتا ہے تو شیخ سعدی کی زبان میں وہ آدمی کہلائے جانے کا مستحق نہیں ہے۔

تو کز محنت دیگران بی غمی

شاید کہ نامت نہند آدمی

اَ اسلام کے اس اـ اصول کیٰ قاعدہ اور حقیقی پیروی کی گئی ہوتیٖ آج بھی اَ اس اصول کی پیروی کی جائے تو مسلک اور مذہب کوC د بنا کر مختلف فرقوں کے درمیان قتل و غارت اَ ی کا خاتمہ یقینی ہے کیوe ہمی احترام کے بندھن میں بندھی ہوئیKl نی. ادری کو: ا+ عالم نے ''لاتفسدوا'' اور ''لاتفرقوا'' کی ہدا$ کی ہے اور اس سے. ٰا فساد اور کیا ہوسکتا ہے کہKl ن، Kl ن کا قتل عام کرنے میں ذرہ. ا. ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔

بہرحال : ا+ عالم کا وہ پسند± ہ دین جو عام Kl نوں کے درمیان* ہمی احترام اور عشق و محبت کا علمبردار ہے، مرد و عورت کے درمیان* ہمی ٹکراؤ اور تضاد کے فلسفے کا کیسے تحمل ہوسکتا ہے؟ جس: ا+ عالم نے مرد و عورت کے درمیان عشق و محبت اور* ہمی قر$ وہم آہنگی کوKl نی ± کی افزائش کا وسیلہ قرارؤ ہو وہ دونوں کو اـ دوسرے کا مخالف کیسے تسلیم کرسکتا ہے۔ آج عالمی سطح پ چلنے والی 2 ان تحرـ بظاہر عورتوں کے حقوق کی محافظ بنی ہوئی ہے لیکن اس تحرـ سے وابستہ تنظیموں نے خواتین کو جو آزادی فراہم کروائی ہے وہ ایسی تہذ$ پF ہے جہاں خانوادہ کی اَ*ـ ں منتشر ہوچکی ہیں اور اDاد$ سکون کی تلاش میں سراَ داں ہے۔ گھٹن کے اس ماحول میں مرد و عورت دونوں کو ایسی شخصیت کی تلاش ہے جو ان کے لئے نمونۂ عمل بن جا N ۔

موجودہ صدی علمی و تکنیکی ـ قی کی صدی ہے جہاں کسی چیز کی تعمیر و تخلیق سے قبل اس کا ماڈل* نمونہ تیار کیا جا* ہے اور نمونہ بہرحال مجوزہ تھیوری کے مطابق ہوا کر* ہے اور پورے منصوبے کو سمجھنے اور اس کو عملی رَـ وروپ » کرنے میں اس نمونے کا اہم کردار ہوا کر* ہے۔ اسلامی شریعت کا دعوی ہے کہ یہ ازل سے ہے اور+ ـ- قائم رہے گی ۔ اس شریعت کی مقدس کتاب قرآن کریم ہے جسمیں ان اصول وضوابط کو کلیات کی شکل میں پیش کرؤ Hـ ہے جن کاKl نی ز+ گی سے گہرا رشتہ ہے۔ چنانچہ ''لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ '' کے ذریعہ قرآن مجید نے مردوں کے لئے رسول مقبول کی ذات کو نمونہ عمل کی حیثیت سے پیش کرؤ ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسولؐ کی سیرت سے خواتین کا کوئی سروکار نہیں ہے بلکہ عرض کرنے کا

مقصد یہ ہے کہ عورتوں کے مختلف روپ F ہیں جیسے بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کا روپ چنانچہ انھیں ا۔ ایسے نموے کی تلاش کرنی ہوگی جس کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے وہ ہر مرحلہ میں ایسی ز+ گی بسر کرسکیں کہ انھیں: ا+ عالم کی رضاوخوشنودی حاصل ہوجائے۔ پیغمبر اکرمؐ کو امت اسلامیہ کی خواتین کی اس دشواری کا بخوبی+ ازہ تھا اسی وجہ سے انھوں نے ارشادفر*ا ''فاطمہ میر% و ہیں جس نے انھیں*۔ راض کیا اس نے مجھے*۔ راض کیا''۔ (صحیح بخاری، جلد۴، ص۳۰۹)

جی ہاں! اس حد$ اور قرآنی * یت میں موجود مختلف اشاروں کی روشنی میں یہ*۔ ت ,۔ ڑے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ فاطمہؑ جیسی صاحبِ عظمت وفضیلت خاتون د* کی تمام مسلم خواتین کے لئے نمونہ عمل کا درجہ ر b ہیں۔

ا۔ بیٹی کی حیثیت سے حضرت فاطمہؑ نے اپنے والد پیغمبر اکرم حضرت محمدؐ کی ایسی : مت ا• م دی کہ وہ انھیں ''ام ابیھا'' یعنی اپنے*۔ پ کی ماں کے*۔ م سے* یدکرنے لگے۔ ا۔ بیٹی کی حیثیت سے کمسنی کے زمانہ میں بھی حضرت فاطمہؑ ہمہ وقت اپنے والد کی فکر میں لگی رہتی تھیں۔ واضح رہے کہ فاطمہؑ کی ولادت کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت: یجہ اس د* سے رخصت ہو گئی تھیں۔ گھر میں کمسن فاطمہؑ ہی اپنے والد کی دیکھ بھال کا فریضہ ا• م* یکرتی تھیں۔

پیغمبر اکرمؐ اپنے الٰہی مشن کی تبلیغ میں پوری طرح سرا م تھے۔ وہ۔ ڑے حوصلے کے ساتھ گھر سے*۔ ہر 3 تھے اور اکثر خون میں) $ ہوکر گھر کے+ ر داخل ہوا کرتے تھے۔ فاطمہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے ان کے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے انھیں دلاسہ* ی کرتی تھی۔ بیٹی کی یہی وہ ا ×ر: مات تھیں جن کی وجہ سے وہ اپنی بیٹی کو*۔ پ کی ماں کے لقب سے* یدکرتے تھے۔

اقتصادی*۔ کہ بندی کے دوران شعب ابی طا) میں فاطمہؑ اپنے والد کے ہمراہ ہر قسم کے مصا$ میں پوری طرح شر۔ رہیں اور سارا کھا*۔ مسلمانوں میں تقسیم کرکے خود فاقہ کشی میں لذت محسوس کرتی تھیں۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں بھی فاطمہؑ گھر کے+ ر مسلمان خواتین کی تعلیم و

؛ .M میں سرَا م رہتی تھیں اور ایسی کامیاب معلّمہ تھیں کہ ان کی کنیز فضہ جوان کی شاَ دبھی تھیں، فاطمہؑ کی وفات کے بعد- بقیدحیات رہیں، لوگوں کی ہر*. ت کا جواب قرآنی *یت سے*ۭ کرتی تھیں۔

واضح رہے کہ حضرت فاطمہؑ کی والدہ حضرت : یجہ عرب کی دو) مند ین خاتون تھیں اور پیغمبرؐ کے ساتھ شادی کے بعد انھوں نے اپنی ساری دو) اپنے شوہر کے حوالے کردی تھی اور پیغمبر نے : یجہ کی ساری دو) اسلام کی راہ میں% چ کردی اور بیٹی کی شادی کے وقت جہیز کے لئے مال د * میں سے ان کے* پ س کچھ بھی نہ تھا۔ مہر کی شکل میں حضرت علیؑ سے حاصل ہونے والی رقم سے پیغمبر اکرمؐ نے ولیمہ اور جہیز دونوں چیزوں کا انتظام کرۭ اور فاطمہ*. پ کے گھر سے شوہر کے گھر رخصت ہوگئیں۔

فاطمہؑ بحیثیت زوجہ:

ا- کامیاب شر- حیات کی حیثیت سے حضرت فاطمہؑ نے اپنے شوہر کی رضا و خوشنودی ہی کو سرمایہ حیات سمجھا۔ دن بھر محنت ومزدوری کرنے کے بعد علیؑ گھر میں جو کچھ لے آتے تھے فاطمہؑ اسی میں خوش رہا کرتی تھیں۔ انھوں نے کبھی اپنے شوہر سے یہ سوال نہیں کیا کہ فلاں چیز کم ہے بلکہ علیؑ*. زار سے جو جوَ لاتے تھے فاطمہؑ چکّی میں ان کو خود Q کرتی تھیں اور اسی آٹے سے روٹیاں تیار کرتی تھیں۔ اور وہ روٹیاں اتنی قیمتی تھیں کہ اس سے انہوں نے اپنے معبود کی رضا و خوشنودی% لی۔ گھر W کام کاج اور کمسن بچوں کی پ ورش غیر معمولی دشواری و پ یشانی محسوس کرتے ہوئے حضرت علیؑ کے مشورہ سے انھوں نے ‡ گی میں پہلی اور%ی*. راپنے*. پ سے ا- کنیز کی درخوا & کی تھی اور جواب میں پیغمبرؐ نے انھیں کنیز کے بجائے تسبیح کے ورد کی تعلیم » کردی۔ کسی قسم کی شکای$ کے بجائے انھوں نے اس تسبیح کو اس طرح گلے لگا یۭ کہ آج ہر مسلمان ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کا ورد کرتے ہوئے ان کی ی* ز ہ کئے ہوئے ہے۔

شوہر کے گھر میں ا- زوجہ کی حیثیت سے حضرت فاطمہؑ کی کامیابی کا ‡ ازہ صرف

ا۔* .ت سے کیا جا سکتا ہے کہ . # -- وہ بقید حیات رہیں حضرت علیؑ نے کسی دوسری عورت سے رشتہ ازدواج قائم نہیں کیا۔

فاطمہؑ بحیثیت ماں:۔

ا۔ ماں کی حیثیت سے عورت کو بہرحال نبھا$ اہم ذمہ داری نبھانی .پڑتی ہے کیوè ماں کی آغوش M. میں .پروان% چڑھنے والے بچے ہی K نی معاشرہ کی تشکیل کرتے ہیں اوران کے کردار سے ماں کے دودھ کی تاثیر محسوس کی جاتی ہے، اسی وجہ سے عورت کو معاشرہ کا مربی کہا H.

ہے۔

ا۔ ماں کی حیثیت سے حضرت فاطمہؑ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ جیسے دو عظیم المرM بیٹوں اور زینبؑ وام کلثومؑ جیسی دو مثالی بیٹیوں کی .پرورش کا کام ا• م3 ۔ واضح رہے کہ حضرت فاطمہؑ نے ہوش سنبھالنے کے بعد یہی دیکھا تھا کہ ان کا .پ اسلام کی تبلیغ واشا (کی راہ میں زخموں سے چور ہوکر گھر واپس آ ہے لہذا وہ اس* .ت کا اٹل فیصلہ کر لیتی ہیں کہ انھیں اپنے* .پ کے دین کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ فاطمہؑ کے شیر کی تاثیر نہیں تو اور کیا ہے کہ اسلام کی مکمل* .بودی کی دھن میں .یز ± نے . # حسینؑ سے بیعت کا مطالعہ کیا تو انھوں نے مطالبۂ بیعت کو ٹھکراتے ہوئے ۱۰ محرم ۶۱ ھجری کو کربلا کے میدان میں یہ اعلان کرتے ہوئے جام شہادت نوش کرلیا کہ

"ان كان دين محمد لم يتقم الا بقتلى فيا سيوق خزونى" ۔

یعنی اگر** کے دین کو میرے قتل کے بغیر استقامت حاصل نہیں ہوسکتی تو اے تلوارو! آؤ اور میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

اور انھیں کی آغوش کی .پروردہ حضرت زینبM نے ، جن کو* نی زہرا بھی کہا جا* ہے، بہن کی حیثیت سے عورت کے کردار کا نمونہ پیش کرتے ہوئے در* .رکوفہ* .زار شام اور در* .ر یز± میں اپنے دلیرانہ خطبہ کے ذریعہ .یز± کے** .پک منصوبوں .پر* .پانی پھیر3 ۔

جی ہاں ! اس مختصر سے مقالہ میں حضرت فاطمہؑ کی فضیلت کا احاطہ یقیناً ا۔ امر محال

ہے۔فاطمہؑ اس عظیم خاتون کا نام ہے جس کے دروازہ پر فرشتے بھکاری اور خیاط کی شکل میں آئے، اور جس کی چوکھٹ پر ستارہ نے جبیں سائی کی۔فاطمہ اس عظیم المرتبت خاتون کا نام ہے جو سورۂ کوثر کی مصداق اور قیامت تک کے لئے پیغمبرؐ کی بقا کا وسیلہ ہیں۔فاطمہؑ کی عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف یہی ایک واقعہ کافی ہے کہ: اہل عالم نے پنجتن پاک کا تعارف کراتے وقت فاطمہؑ کو تعارف کا وسیلہ قرار دیا۔اور یہ اعلان فرمایا کہ ''یہ فاطمہؑ ہیں، یہ ان کے والد محمدؐ، یہ ان کے شوہر علیؑ اور یہ ان کے بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں''۔

اور فاطمہؑ اس عظیم خاتون کا نام ہے جس کو پیغمبرؐ میدان مباہلہ میں نصاریٰ کے مقابلے لے گئے جیسا کہ قرآن نے کہا ہے 'لعنت اللّٰہِ علی الکاذبین' جن کو دیکھ کر نصاریٰ یہ اعلان کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ 'آج ہم ایسے چہروں کو دیکھ رہے ہیں جو اگر پہاڑ کو اشارہ کر دیں تو وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے' اور وہ ایسا کیوں نہ کہتے کیونکہ نور واحد کا نصف حصہ یعنی علیؑ ان کے ساتھ تھے، بضعة منی کی مصداق فاطمہؑ ان کے ساتھ تھیں اور ان کے دو کمسن نواسے ان کے ہمراہ تھے۔اس وقت الٰہی نور مکمل و مجسم تھا جس کی تاب لانا ایک مشکل امر تھا۔

فاطمہؑ اس صاحب عظمت خاتون کا نام ہے جو باپ اور شوہر کی اجازت سے مدینہ میں ایک یہودی کی لڑکی کی شادی میں شریک ہوئی تھیں۔

❁ ❁ ❁

عظمت جناب فاطمہؑ صوفیاء کی Ā میں

عباس رضا .

تصوف کی C دعرفان Ñ ،عرفان حق اورعرفان : ا÷ ی پ قائم ہے۔خودفراموشی کی راہوں سے گذرکر: اشناسی کی منزلوں۔ پہنچنے کا۔ م تصوف ہے۔ اسلام میں تصوف کی کتنی گنجائش ہے۔ تصوف میں کیا کیا اسلامی اورکیا کیا غیراسلامی ہے؟ اسے صاحبان فقہ وشرع طے کریں گے لیکن اس حقیقت سے انکارنہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کی تبلیغ و۔ وتج میں صوفیائے کرام کے M K M نوازاخلاقی پیغامات نے جوکردارادا کیا ہے وہ مسلمان سپاہیوں کی تلواروں اورعلما کے مناظروں سے کہیں *ز۔ دہ مو۔ اور* معنی* $ ہوا ہے۔خاص طور سے ہندوستان میں اسلام کی اشا (میں صوفیائے کرام نے جو: مت ا• م دی وہ یہاں کے۔ ے۔ ے جلیل القدر* شاہوں سے بھی ممکن نہ ہوسکی۔ چنانچہ یہاں کے صوفیاء کسی* دشاہ کے آستانے پ Ā نہیں آتے بلکہ۔ ے۔ ے * دشاہوں کے سرصوفیاء کرام کے آستانوں پ جھکتے ہوئے دیکھے گئے۔

صاحبان تصوف کے* پ س کائنات وشریعت کی وسعتیں تھیں* نہیں، یہ ہمارے طے کرنے کا مسئلہ نہیں ہے اور یہ ہمارا موضوع بھی نہیں ہے لیکن خانوادۂ رسا) واہلبیت فاطمہؑ کی محبتوں کے جلووں سے صوفیائے کرام کا دامن کسی بھی دور میں خالی Ā نہیں*۔ بلکہ ان کے سلوک وسلاسل کے شجرۂ روحانی پ اگ غور کیا جائے تو واضح ہو۔ ہے کہ صوفیائے کرام کا ہر سلسلہ حضرت علیؑ کے شجرولا $ پ تمام ہو۔ ہے۔صاحبان تصوف اپنے سلسلے کی وضا # کے لئے قرآن کریم کے

سورۂ نور کی یہ آیۃ پیش کرتے ہیں:

''اللّٰہ نورالسمٰوتِ والاضِ مثلُ نورہِ کمشکوٰۃ فیھا مصاح المصباح المصباحُ فی زجاجۃ الزُّجاجۃُ کا نھاکوکب دُرّی توُقَدُ مِن شجَرۃ ُ مبٰرکۃٍ لّا شرقیۃٍ ولا غربیۃٍ یکادُزَ یتھاَ یضَیُ لوَلمَ تَمَسسہُ نار نورُ عَلیٰ نوریھدی اللّٰہ لنوُرِ ہِ مَن یشاءُ ویغربُ اللّٰہُ امثال للناس واللّٰہُ بکل شئ علیم ط

''اللہ سارے آسمان اورزمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ای طاق جس میں ای روشن%اغ ہواو%اغ ای شیشے کی قندیل میں ہواور قندیل گوی ای جگمگا ہوا روشن ستارہ ہو۔وہ%اغ زیتون کے ایسے مبارک در# کے تیل سے روشن کیا جائے جو نہ پورب سے ہو نہ پچھم سے۔اس کا تیل ایسا شفاف ہو کہ آگ اسے مس بھی نہ کرے بلکہ وہ خود بخود روشن ہوجائے۔ یہ نور* لائے نور ہے اور اللہ اپنے نور کے لئے جسے چاہتا ہے، ہدای دیتا ہے اوراسی طرح مثالیں بیان کر* ہے۔اوراللہ ہر شہ کا جاننے والا ہے''

یہ آی کریمہ ہی بی بی فاطمہؑ اوران کے گھر سے صوفیائے کرام کی بے پناہ عقیدتوں کی روشن مثال ہے۔خواجہ حسن بصری ابوالحسن مغاذی شافعی کی روای کے مطابق مذکورہ آی میں مشکٰوۃ سے مراد حضرت فاطمہؑ مصباح سے مراد جناب ; اور شجرۃ مبارکہ سے مراد حضرت ا. اہیمؑ ہیں۔شرقی اور غربی نہ ہونے سے حضرت فاطمہؑ کا یہودی و¾انی نہ ہو*، k دزیتھا سے کثرتِ علم،نورعلی نور سے ای امام کے بعد دوسرے امام کا سلسلہ اور یہدی اللہ لنورہِ سے محبت اہلبیت مراد ہے۔یہی نہیں بلکہ علامہ جلال الدین کے مطابق اس آی کے ذیل میں انس بن مالک اور.+ ہ سے ابن مراویہ نے روای کی ہے کہ۔# رسول: ؑ نے اس آی کے بعدوالی آی''فی بیوت اذِن اللّٰہ و اَن ترُفَع و یُذُکَر فِیھاَ اسمُہٗ یُسَّبحُ لَہٗ فیھا بالُغُدوّ وِالاٰ صاَ ل '' کی تلاوت فرمائی تو ای شخص نے عرض کی کہ* ی نبیؐ اللہ یہاں اس آی میں کون سے گھر مراد ہیں تو آپ نے فر* یہ Oی کے گھر ہیں یہ سن کر حضرت ابوبکر کھڑے

ہوئے اور حضرت فاطمہؑ کے گھر کی طرح اشارہ کر کے عرض کی کہ* رسولؐ اللہ کیا یہ گھر بھی انھیں گھروں میں سے ہے تو آپ نے فر*ایا ہاں بلکہ یہ گھر ان میں & سے افضل و بہتر ہے۔

قرآن کریم کی مذکورہ *یت سے صوفیائے کرام کے شجرۂ روحانی کا سلسلہ بہت صاف اور روشن ہو جا* ہے اور فاطمہؑ و اہلبیت فاطمہؑ سے متعلق ان کا عقیدہ بھی کھل کر سامنے آ جا* ہے۔ خاص طور سے سلسلۃ الذہب کے صوفیا اپنا سلسلہ اہ را & مولا علیؑ سے قائم کرتے ہیں اور* رہ اماموں کی امامت کے قائل ہوتے ہیں۔ ان صوفیاء کرام کے اتحاد و اتفاق اور Kl نی اخوت کے پیغام کی اساس مذکورہ آ$ میں زیتون کے اس مبارک در# سے قائم ہوتی ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی بلکہ بغیر کسی امتیاز و اختلاف کے ساتھ اللہ کے بندوں کو اللہ کی راہ میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہنے کا پیغام دیتا ہے اور۔ # ہم صوفیا کے مسلک کو% یں تلاش کرتے ہیں تو واضح ہو* ہے کہ یہ صوفیا عقا+ وÃ* یت کے اعتبار سے نہ سنی تھے نہ شیعہ بلکہ ک د* ء ک ذات ء ک لذات ء کیہ Ñ ، چلہ کشی، گوشہ نشینی اور حقوق العباد کی ادائی کے ذریعے نور الٰہی و جمال اسد اللہ ہی حاصل کرنے میں محو رہتے تھے۔ صفائے* طن، تقویٰ اور* کبازی ان کا شعار ہو* تھا، ماحول کی موافقت و* موافقت سے انھیں کوئی سروکار نہیں تھا۔ زمانے کی غرض اور مصلحت سے انھیں کوئی وابستگی نہیں ہوتی تھی بلکہ یہ صوفیائے کرام ہمیشہ رسولؐ و اہلبیت رسولؐ کی سیرت کو سامنے رکھ کر د* والوں سے اپنے مسلک کی* ت کرتے تھے* ریخ میں وہ دور بھی گذرے۔ # ان صوفیاء* اہلبیت * م e کے لئے* بند* یں عا+ کی گئیں ایسے میں انھیں اس بہلول د* کا روپ اختیار کر* ڑا جس نے سات عباسی خلفا کا دور دیکھا چھ اماموں کی ز* رت کی حالات کے تقاضوں کے تحت سرمستی و بے خودی کی ردا اوڑھ لی لیکن۔ # وقت 5 حقوق فاطمہؑ و اہلبیت فاطمہؑ کے È ے بلند کر دئے۔ کچھ نے تقیہ ضرور اختیار کر لیا لیکن اپنے سجادہ تصوف کو خانہ فاطمہؑ کی تجلیوں سے ہمیشہ وابستہ رکھا۔ جس کی روشن مثال صفی الدین اردبیلی ہیں جو ہلاکو کے نویں جانشین سلطان ابو سعید کے د* ری عالم تھے۔ خاÕ ہی حلقے کے اس عظیم درویش نے اپنے عقیدے کا اظہار کئے بغیر اپنے مر+ وں کی ا- فوج تیار کر لی۔ صفی الدین کے یہ مر+ وہ تھے جنھیں سوائے اللہ رسولؐ اور اہلبیت

رسولؐ کے د*وی اقتدار سے کوئی سروکار نہ تھا۔ ایسے ہی درویشوں میں لعل شہباز قلندر، شاہ عبدالطیف بھٹائی اور عبداللہ شاہ غازی وغیرہ جیسے سیکڑوں*·م ہیں جنھوں نے خلافت وقت کے خلاف کبھی کوئی آواز بلند نہیں کی لیکن اپنے مر± وں کو فاطمہؑ اور اولاد فاطمہؑ کا مطیع بناتے رہے۔

شام، لبنان، عراق، افغا آ" ن ا‍،یان ،" کستان %6ا‌ُ ہند، ملیشیا اور سندھ، ہرات، پشاور، قندھار، ملتان، بنگال، پنجاب، راجپو‡ نہ، شمالی ہند، دکن جہاں Ã اٹھایئے آج بھی صوفیائے کرام کے ہزاروں مقاۃ محبت اہلبیت رسولؐ کا مرا· بنے ہوئے Ã آتے ہیں۔ خاص طور سے ہندوستان میں تو خواجہ چشتی، سید سالار مسعود غازی، حاجی وارث علی شاہ، سید اشرف جہاں گیر سمنانی، خواجہ حسن بصری، قاضی حمید الدین*· گوری، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ فر± الدین مسعود شکر گنج، خواجہ Âم الدین اولیاء، شیخ نصیر الدین محمو%6اغ دہلی، خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، شاہ میران جی شمس العشاق، سید امین الدین اعلیٰ، امیر کبیر سید علی ہمدانی اور قاضی نور اللہ شوشتری جیسے جانے کتنے دیوانہ گان اہلبیت نے علیؑ و فاطمہؑ کی محبت کے %6اغ روشن کیئے۔ ان تمام.· رگوں کی پوری ز± گی محبت رسولؐ و آل رسولؐ میں سرشار Ã آتی ہے۔ ان صوفیا نے حضرت فاطمہؑ اور ان کے اہلبیت*پ ک کی مودت ومحبت میں ڈوب کر مواعظ کہے، ملفوظات تحر،یکئے، اشعاÄ کئے ان کی احاد$ ورد*یت عام کیں گاؤں گاؤں اور قریوں قریوں میں جا کر کبھی قلندرانہ موسیقی اور کبھی قول وسماع کی محفلوں کے ذریعے اہلبیتؑ کی محبت کے" انے گائے اپنی دعاؤں اور مناجاتوں میں ائمہ معصومین اور اہلبیتؑ طاہرین کے·موں کو واسطہ بنا*ی۔: مت چہاردہ معصومین علیہ والسلام میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی یہ مناجات تو آج بھی بہت سی خاÕ ہوں میں ورد کی جاتی ہے:ـ

*یرب بحق سید کو2 مصطفیٰؑ   کر شافع معاصی کو منبع »

*یرب بحق شاہ نجف آ è آمدہ   درشان او تبارک یسین وھل اتی ا

*یرب بحق نو> وفغان فاطمہؑ   *یرب بہ آہ*ƒ·لہ آں مسرور النسا

*یرب بحرمت دل صد*پرۂ حسنؑ   آہ*پ دشاہ جملہء آفاق مجتبیٰ

*یرب بحرمت جگر تشنہ) حسینؑ   *یرب بحق خون شہیدان کربلا

*یرب بحق عابدؑ وؑ *باقرؑ امام دیں *یرب بحق جعفرؑ و ہم موسیٰؑ رضا

*یرب بحرمت تقیؑ و عزت ß *یرب بحق عسکریؑ آں شاہ پیشوا

*یرب بحق مہدیؑ و ہادی کہ ذات او ما #مصطفیٰؐ & چو مولائے اتقیاء

*یرب بحق جملہ رسولان خویشتن *یرب بحق جملۂ ارواح Ѻیء

دارو عین امید درآں وم زلطف خود

بخشی درابہ شاہ شہیدان کربلا

ان صوفیاء کرام نے صرف اہلبیت علیھم السلام کے فضائل ہی نہیں بیان کئے بلکہ ان کی سیرت*پاک کو بھی نمونۂ عمل بنانے پر زور*یا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی درگاہ گلبرگہ شریف میں جہاں جگہ جگہ رسولؐ اسلام، حضرت فاطمہ زہراؑ اور*بارہ ائمہ معصومین کے اسماء*پاک تحریر ہیں وہیں ''جوامع الکلام'' کی یہ عبارت بھی ان کے مر±وں کو سیرت اہلبیتؑ پر چلنے کا پیغام دیتی ہے۔

''ہر یکے از ایشاں سرورے ا & کہ ز*بان در مدح ایشاں گنگ و دل در معرفت صفات ایشاں متحیر۔ پس آں کہ از فر± ان ایشاں متصف بہ صفات ایشاں نہ بود وسا ٔ سیرت ایشاں نے *بشد او حسینی و حسنی و علوی و فا^ نہ بود''

حضرت شاہ خاموش کے سجادہ نشین حضرت سید محمد شاہ صا۔ حسینی کا روزانہ کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد مشہور بزرگوں کے دعائیہ اشعار بطور مناجات ورد کرتے تھے ان میں ایک دعا د* کے لئے ایک وقت مرگ کے لئے اور ایک %ت کے لئے ہوتی تھی وہ دعا N اس طرح ہیں:

کریما بہ گنہ گاراں کرم کن بہ حسنینؑ و بتولؑ و شاہ مرداںؑ

بحقِ آں دو گیسوئے محمدؐ بلائے دو جہاں از ما بہ گرداں

الٰہی بحق بنی فاطمہؑ کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

دعا یم اگر ردکنی در قبول من و د & دامان آل رسولؐ

*یرب بہ مرسا } رسول الثقلینؐ *یرب بہ غزا کنندۃ+ رو ﷺ
عصیاں مرا دو حصہ کن در عرصات نیمے بے حسنؑ بخش ونیمے بہ حسینؑ

ہندوستان کے. رگ صوفیا نے امام شافعی کی ابیات کو بھی* . رہا اپنے حلقہ ارادت میں اہلبیت کی فضیلت پیش کرتے ہوئےÜ کیا امام شافعی کی یہ* . عی دیکھیں۔کس طرح عظمت علی وفاطمہؑ اجاگر ہوتی ہے: ؎

الام الام حتــــیٰ مــنــیٰ رعـایـت فـی حـب هـذا انقیٰ
فهـل زوجةفـاطـمه غیره وفـی غیـره هـل اتیٰ هَل اتیٰ

یعنی میں کہاں-- اور ' -- اس جوان علیؑ کی محبت پہ 5مت کیا جاؤں گا۔تو کیا فاطمہؑ جیسی بی بی کسی اور کوئی بھی ملی ہے اور کیا هــل اتـی کسی اور کی بھی شان میں* زل ہوا ہے۔ امام شافعی کی ای- اور* . عی دیکھیں : ؎

بـر ئیـت الـی الـمهـن انـاس بـرون رفـض جـب الفاطمیته
عـلـی آل رسـول صـلـوةربی و لـعـنتـه نسلـک الـجا هلیته

یعنی میں لوگوں کی اس گمراہی سے. اُت چاہتا ہوں جس کی بنا پہ ان کو اولاد فاطمہ کی محبت رفضÃ آتی ہے حیرت کی* . ت ہے کہ اللہ تعالیٰ آل محمدؐ پہ درود وسلام بھیجتا ہے اور یہ لوگ اس کو گمراہی سمجھتے ہیں ایسی جاہلیت پہ : اکی لعنت ہو۔ہندوستان کے عظیم المرM شاعروں میں علامہ اقبال کے فلسفۂ عشق کیC دبھی اسلام کے صوفیانہÃ* یت پہ استوار ہے۔مولا* ئے روم سے لے کر خواجہ اجمیری-- کے سلسلۂ عشق کو علامہ اقبال نے بہت قری$ سے دیکھا تھا اور ان کے Ã*یت سے. ڈی حد-- استفادہ کیا تھا۔علامہ اقبال اپنیÄ ،در ''معنی ایں کہ سیدۃ النساء فاطمہؑ الزہرا اسوۃ کاملہ ا a .. ائےK ءعالم'' میں حضرت فاطمہ زہراؑ کو اس طرح%ا ج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ؎

مریمؑ از یـ نسبت عیسیٰ عزیـ ازسہ نسبت حضرت زہراؑ عزیـ

نورچشم رحمت اللعالمینؐ آں امام اولین و%0 یں

آں کہ جاں در پیکر گیتی دـِ روزگار *ٹ زہ آ M آفر +ِ

*ِ نوئے آں *ٹ ِ. ار ھل اتی مرتضیٰ مشکل کشا شیر : ا

*ِ دشاہ و کلبہٗ ایوان اؤ یـ حسام و یـ زرہ سامان اؤ

مادر آں مرٗ ,پ کار عشق مادر آں کارواں سالار عشق

آں یکے شمع Û ن حرم حافظ جمعیت خیر الامم

*ٹ نشیند آتش بیکار وکیں پشت *پ زد ,. سرٹ ج و نگیں

واں دٗ مولائے اِ. ار جہاں قوت *ِ زوئے احرار جہاں

در نوائے زٹ گی سوز از حسینؑ اہل حق حری$ آموز از حسینؑ

سیرت فرزٹ ہا از امہات جوہر صدق و صفا از امہات

مزرع تسلیم راحاصل بتولؑ مادراں را اسوۂ کامل بتول

بہرمحتاج دلش آں گونہ سو ٭# *ِ یہودے چادر خودرا فرو #

نوری وہم آتشی فرمانبرش گم رضایش دررضائے شوہرش

آں *یرب ,پ وردۂ صبرو رضا آسیا اَ دان و) قرآں سرا

اَ یہ ہائے اونہ *ِ لیں بے *ز گوہر اشٹ ے + امان Úز

اشک او. چید جبریل اززمیں ہم چو شبنم ریخت ,. عرش ,. یں

رشتۂ آ M حق زنجیر *پ & *پس فرمان جناب مصطفیؐ ا &

ورنہ اَ و, ت شہش اَ دـِ مے سجدہ ہا ,. خاک اور *پ شیدمے

قرآن اور احادیثِ رسول ؐ کی روشنی میں عورت کا مقام

کمیل فاطمہ

ان ھدینٰہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً (سورہ دھر - ۳)ترجمہ :بیشک ہم نے اس کو ہدای$ کا راستہ دکھا یا رہنمائی کردی اب وہ شکر کرے یا ہو خواہ شکرا۔

پروردگار عالم نے بنی نوع Ki نی سے رہنمائی اور ہدای$ کا وعدہ فرمایا ہے۔اور ہر قوم سے ہر زمانے کے لئے ہدای$ کا وعدہ فرمار ہا ہے تو اسمیں خواتین بھی شامل ہیں1 : اب عالم نے خواتین کی رہنمائی کے لئے کسی خاتون کو رہنما بنا کر نہیں بھیجا جو عورتوں کی نفسیات ، سر شت& اور جسمانی رعای$ کے ساتھ یہ بتایا جاسکے کہ خواتین کے لئے اسوہ حسنہ کیا ہے اور اس پر کس طرح عمل کیا جائے۔ اللہ نے عورتوں اور مردوں کو الگ الگ نفسیات پر پیدا کیا ہے تو ا« ف کا تقاضہ ہے کہ دونوں کے لئے الگ الگ ہادی ہر زمانے میں بھیجے جا N ۔لیکن : اب کریم نے پیغمبرانہ ذمہ داریوں کے لئے صرف مرد کو منتخب کیا۔لیکن اس مقام پہ موضوع کی منا L سے ہم ان اہم ترین مثالی خواتین کا تذکرہ منا & سمجھتے ہیں جنہوں نے رتخ Ki نی میں خواتین کے لئے مثالی نمونہ عمل پیش کیا کہ ہر زمانے میں آنے والی خواتین کے لئے قابل تقلید بن جا N ۔

اس سلسلہ گفتگو کو آگے بڑھانے سے قبل منا & معلوم ہوتا ہے کہ ا- طائرانہ Ã ان مختلف ادوار پر ڈال کر دیکھیں کہ اس زمانہ میں عورت کن حالات سے دوچار رہی اور اس پر غور کریں

کہ قدرت نے اس کو کس لئے خلق کیا تھا اور Ki ن نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

عورت: اب سوال یہ پیدا ہو* ہے کہ عورت ہے کیا؟ عورت کے لغوی معنی ہے، پ دہ* یہ چھپانے کی چیز یعنی عورت ا یہ قیمتی جنس ہے جس کے احترام کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو چھپا کر بہ حفاظت رکھا جائے۔ ہر قیمتی شہ کی حفاظت ضروری ہے اسی طرح عورت کی حفاظت بھی اشد ضروری ہے

عورت کی ضرورت : ا یہ صالح سماج کی تشکیل عورت کی غرض و غا $ ہے۔ عورت ہی مرد کو M. دیتی ہے، پ ورش کرتی ہے کیوé ہر بچے کا پہلا مدرسہ ماں کی آغوش ہے یہ آغوش جس قدر* پ ک* پ کیزہ ہوگی معاشرہ اتنا ہی طاہر ہوگا۔ عورت Ki نی تمدن کی سردار ہے وہ ماں ہو* یہ بیوی، بہن ہو* یہ بیٹی ہر صورت میں اپنے # رجا ذ M. رb ہے اسلام کی غرض و غا $ بھی بیک صالح سماج کی تشکیل ہے یہ کام ا یہ عورت کرتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ عورت کے لئے کچھ ایسے مثالی نمونے پیش کئے جا N جنکے مطابق وہ اپنے کردار کو ڈھال سکے اور اس آئینہ میں اپنے کو سنوار سکے۔

عورت کے* رے میں اسلام نے کیا رہنمائی کی ہے اس، پ ا یہ طا، انہ Ã ڈالنا ضروری ہے۔ عورت کے* رے میں قرآن حکیم میں: ا# کریم نے ارشاد فر* یا ہے:

یا ایھا الناس اتقو ربکم :" جمہ: اپنے* پ لنے والے سے ڈرو جس نے تم & کو ا یہ شخص سے پیدا کیا کہ* قی مٹی سے اé زوجہ کو پیدا کیا اور صرف انھیں دو سے بہت سے مرد اور عورتیں د* میں پھیلا دیں (سورہ Ki ء۔ آ $ ۱)

قرآن حکیم نے A. اور جناب آدم کا# کرہ بھی کیا لیکن کہیں یہ نہیں کہا کہ شیطان نے جناب حوا کو بہکا* یہ اور انہوں نے جناب آدم کو بہکا* یہ فر $ * ذ یہ بلکہ قرآن کریم میں ارشاد ہو* ہے:

''پھر شیطان نے ان کو وسوسہ دلا* یہ* کہ* فرمانی کی وجہ سے ان کے بہشتی لباس کھول ڈالے جا N ۔ کہنے لگا تمہارے، پ وردگار نے پھل کھانے کو اس لئے I کیا ہے کہ مبادا تم دونوں

فرشتے نہ بن جاؤ''۔(سورہ بقرۃ آ$ ۳۶)

قرآن کریم نے غلط فہمیوں کے خلاف سختی کے ساتھ قدم اٹھا یا اور عورت کو اس اتہام سے. ی قرار د* یا۔

صرف یہ ہی نہیں قرآن کریم نے نیک اور مقدس مردوں کے ساتھ نیک اور مقدس عورتوں کا بھی ذکر کیا۔ چوè عورت کے* . رے میں ا یہ حقارت آمیز قول مشہور تھا کہ عورت کا وجود مرد کا پیش خیمہ ہے وہ مرد کے لئے پیدا کی گئی ہے۔اسلام نے انتہائی وضا # کے ساتھ علت Ú ئی بیان کی اور قرآن کریم کی ز* . ن پ* یا:

''زمین، آسمان، ا. ، ہوا، ¶* ت وحیو* ت & Ķ ن کے لئے پیدا کئے گئے ہیں''

کہیں بھی یہ نہیں کہا H کہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی ہے اس کے . خلاف ارشاد ہو* ہے

هن لباس لكم و انتم لباس لهن ''. ترجمہ:۔تمہاری عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ا ê لباس ہو

یعنی دونوں ا یہ دوسرے کے لئے اسی طرح ز M وآرام کا ذریعہ ہیں جس طرح لباس جسم کو ز M بخشتا ہے اور سرد/ م سے حفاظت کر* ہے۔

ارشادات قرآن کریم سے # ازہ ہو H کہ عورت کی عظمت و شرافت کے لئے د* کا %ی اور نہا $ مکمل مذہب کیا رہنمائی کر* ہے اب ا/ ا یہ Ã د* کے مختلف علاقوں اور مذاہب پ بھی ڈال لیں کہ عورت کے* . رے میں ان کا کیا Ã یہ ہے * . ت مکمل ہو جائیگی۔

* ن * ر [اعتبار سے * ن کی ا یہ , تی* یفتہ تہذ $ تھی ۔ وہاں عورت کے * . رے میں یہ خیال رائج تھا کہ مصا $ وآلام کی % عورت ہے۔ا ê یہاں پنڈور* می ا یہ خیالی عورت تھی جسکو تمام مصیبتوں کا ذمہ دار ٹھر* ی H ہے انکا قول ہے:

''آگ سے جل جانے اور سا $ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے 1 عورت کے شر کا مداوا

محال ہے'' لے

روم: روم بھی* ریخ میں ا ی- , " قی* یفتہ تہذ $ کے طور پر جا* جا* ہے ان کے یہاں شوہر عورت کو قتل بھی کرسکتا ہے اور اس پر کوئی % م بھی عا+ نہیں ہو* ۔ عورت پوچھ بھی نہیں سکتی کہ کیوں قتل کی جارہی ہے''۔

مصر: مصر کی* ریخ بھی بہت قدیم ہے اور اس تہذ $ میں بعض عورتیں تخت حکومت " - بھی پہنچیں ۔1 عورتوں کے* رے میں عام تصور عز ی مصر کی ز* ن سے g ۔ عز ی مصر پر . # تمام واقعہ کھلH اور زلیخا کا قصور* $ ہےH تو بے اختیار اس کی ز* ن پر * ی ۔

انہ من کید کن ان کیداکن عظیم : , " جمہ :'' یہ تم عورتوں کے چلتر ہیں اس میں شک نہیں کہ تم لوگوں کے چلتر ,ڑے غضب کے ہوتے ہیں'' (سورہ یوسف ، آ $ ۲۸)

چلتّر جو کچھ بھی تھا ان کی بیوی نے کیا تھا & عورتوں نے نہیں ۔ لیکن اس وقت عام عورتوں کے* رے میں یہ تصورات تھے جو اسکی ز* ن پر آ گئے ۔

یہود $: یہاں بھی عام تصور ہے کہ عورت+ طینت اور مکار ہے ± Kl نی کے پہلے فرد جناب آدم کو گیہوں کھانے کی " غیب جناب حوا نے دی اور وہ : اکی نعمتوں سے محروم ہو گئے ۔

عیسائیت: مقدس اور طاہرہ جناب مریمؑ کے ماننے والے بھی عورتوں کیلئے ,ڑے انتہا پسند Ã* یت ر p ہیں ۔ کرائی سوئم کو میسحیت کے اولیاء کبار میں شمار ہوتے ہیں وہ عورت کے حق میں کہتے ہیں :

'' ا ی-*/ ,... ائی ، ا ی- پیدا < وسوسہ ، ا ی- مرغوب آفت ا ی- جان کی خطرہ ا ی- غارت/ دل* ئی ا ی- آراستہ مصیبت ہے''

ا یان و " کی میں بھی تقریباً اسی طرح کے تصورات* پ ئے جاتے ہیں ۔ ہندوستان کی پو " سرزمین پر تو شوہر کی موت پر اسکے ساتھ جل جانے میں ہی عورت کی خیر $ ہے ور نہ* گنی کہہ کر پکاری جاتی ہے اور پوری قوم و خا+ ان کے* وجود گو* تنہا رہ جاتی ہے۔

عرب: عرب کی حا } عورتوں کے* رے میں* گفتہ بہ تھی۔

علامہ طبا طبائی نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے" فرانس کے ا ی دینی اجتماع میں کافی بحث وتحقیق کے بعد یہ* ت طے ہوئی اور لوگ اس نتیجہ پہنچے کہ عورت بھی Ki ن ہی کی صنف سے تعلق رb ہے 1 وہ مردوں کی : مت کے لئے پیدا کی گئی ہے"۔

ان افکار و Ã* یت کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ مذاہب . # خواتین کے* رے میں یہ احساسات ر p ہیں تو مثالی خواتین کو پیش کرنے میں* کام ہیں۔

جن خواتین کے* م لوگوں کی* ن پہ اور* ریخ میں دکھائی دیتے ہیں وہ Ki نوں کے روپ میں نہیں بلکہ وہ دیو ہیں جن سے Ki نوں کا مقابلہ* ممکن ہے۔

اس گفتگو کے بعد Ó ن مقدسہ کا* کرہ بہت اہمیت ر r ہے جنہوں نے دین ومذہب پہ عمل کر کے اسکے C دی فلسفہ کو مکمل کیا اور اس کی* پہ سداری کرتے ہوئے خواتین عالم کیلئے مثالی کردار پیش کئے۔ جناب ا. اہیم / + ہ پیغمبروں میں سے ہیں لیکن ان کے ساتھ قرآن کریم میں جناب % ہ و جناب سارہ کا* کرہ مومن عورتوں کے ضمن میں* یہ ہے اور یہ اس لئے نہیں* یہ کہ ای نبی کی زو A میں تھیں بلکہ یہ امتیاز خود ان کے کردار اور ایمان کے L سے ہے۔ جناب % ہ ایمان کی منزل میں* $ قدم رہیں تو ان کا* م قیامت --* قی رہے گا۔ جناب سارہ کو تو* قاعدہ ای W کی خو Ÿ ی دی گئی تھی یعنی جناب اسحٰق جیسے نبی کی۔ مادر موسیٰ جو فرعون سے خوفزدہ تھیں ان کے لئے قرآن میں ارشاد ہو* ہے

وَ اَئـو حينـا الى اُم موسى ان ارَضيعتـه : ; جمہ:۔ اور ہم نے مادر موسیٰ پہ وحی کی تم اسکو دودھ پلاؤ"

اور . # Wæ ا کی جان کے* رے میں خوف ہوا تو ای صندوق میں رکھ کر ڈالنے کا حکم ہوا اور فرمایا کہ تم اس پہ کچھ نہ ڈر* نہ / ڈھنا ہم ان کو پھر تمہارے* پہ س پہنچا د 8 " (سورہ القصص، آ $ ۷)

یہ ہیں وہ معزز خواتین جنہیں پ ۔وردگار عالم کے بھیجے ہوئے 5ئکہ احکام وحی کے ذریعہ سنا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عزت وعظمت کا معیار خالق نے مرد ۃ یعورت کی جنس پ ۔نہیں رکھا بلکہ یہ ایمان وعمل کا مسئلہ ہے۔

فرعون کی زوجہ انھیں پیغمبر جناب موسیٰ کی پ ۔ورش کرنے والی ا یـ انتہائی* اہل شوہر کے ساتھ رہیں لیکن ایمان اورتقوی کا وہ معیار کہ شفیق ماں بن کر جناب موسیٰ کی پ ۔ورش کی ۔اور ۔ # اتنا ۔ اکا* مہ ا • م* یتو خالق نے بھی اÅم کا* کرہ قرآن میں کر کے بتا * یکہ ہم نے ۔A میں ا ê لئے محل تیار کیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے انہیں چار منتخب خواتین میں چن لیا۔

قرآن حکیم نے ان* ر [واقعات میں توازن کو ۔قرار رکھا ہے اس نے ان واقعات کا ہیرو صرف مردوں کو نہیں بلکہ خواتین کو بھی رکھا ہے ۔شا* یہ ہی بتا* مقصود ہو کہ ہماری* ۔گاہ میں دونوں ۔ ا ۔ ہیں۔ ازدواج کو مقدس او* ۔ ۔ قرار* ی کنوار پن کو منحوس شمار کیا عورتوں سے محبت کو C یکے اخلاق کا ا یـ حصہ بتا* یاور حبیب کی* ۔ن مبارک سے یہ اعلان کرا* یکہ مجھے تین چیزیں مرغوب ہیں: خوشبو، عورت اور ئاز۔

حضرت مریم مادر جناب عیسیٰ کے* ۔رے میں قرآن حکیم اعلان کر* ہے کہ ان کا مرتبہ اتنا عظیم تھا کہ 5ئکہ محراب عبادت میں ان سے* ۔تیں کرتے تھے۔ خالق عالم غیب سے ان کے لئے روزی عنا$ فرما* تھا۔ روحانی مرتبہ اتنا بلند ہوا کہ پیغمبر وقت ُجناب ذکریاؑ ُحیران رہ گئے۔

یہ تو وہ خواتین ہیں قرآن نے جن کے مرتبہ پ ۔مہر ثبت کر دی *ریخ میں ابھی ایسی بہت سی مقدس و بلند مرتبہ خواتین موجود ہیں کہ مرد جن کے مرتبہ- نہیں آ h ۔ بہت عظیم ہیں وہ عورتیں جنہوں نے قومی ملکی اور مذہبی : مات ا • م دیں اور* ہ جا* بن گئیں* ریخ میں جن کی خاصی تعداد ہے۔ چن* م یہ ہیں حضرت صفیہ .M عبدالمطلب، اسماء .M عمیس، سمیہ .M خیار، نسیمہ .M کعب، فاطمہ .M اسد حضرت زینبؑ، جناب ام کلثومؑ، جناب ۔ جس خاتونؑ، حضرت : یجہ، حضرت فاطمہ زہراؑ، جناب ام سلمہؑ۔ لیکن پوری د* میں ایسی خواتین صرف چار ہوا ۔ری ہیں جو اپنے بہترین فضائل، اعلی کردار اور عظیم قر ۔نیوں کی وجہ سے مرسل اعظم کے انتخاب پ ۔پوری

لِ تےیں۔

پیغمبراسلامؐ فرماتے ہیں: ''عالم کی تمام عورتوں میں & سے بہترین چار عورتیں ہیں۔ مریم .M عمران، آسیہ .M مزاہم ،: یجہ .M خویلداور فاطمہ .M محمدؐ''۔

ا ی- مقام پ آپؐ نے پھر فر* یا :

''اپنی امت کی بہترین خاتون مریم .M عمران اور میری امت کی بہترین خاتون : یجہ .M خویلد ہیں۔'' جناب : یجہ اس لئے بھی مثالی ہیں کہ ان میں وہ تمام محاسن و اخلاق موجود ہیں جو کسی عظیم اور کامل Ki ن کے لئے ضروری ہیں کوئی بھی عورت اس لئے محترم نہیں ہوتی کہ وہ کسی بڑے آدمی کی بیوی ہے۔ جناب : یجہ ام المومنین نہیں تھیں اس وقت بھی وہ ملیکۃ العرب تھیں۔1 ان کی شخصیت پ دو } کا کوئی اِ ث نہ تھا۔ وہ اس لئے بھی عظیم ہیں کہ اسی دو } سے انھوں نے اسلام کو سہارا دِ* یا۔ وہ پیغمبرؐ کو ہمیشہ فرا: لی سے خوش اور مطمئن رb تھیں۔ وہ صرف بیوی نہیں بلکہ اس سے زِ* یادہ اہمیت کی حامل تھیں۔ وہ پیغمبراسلام کی مددگار معاون اور وزِ یر تھیں وہ مصیبتوں میں رسولؐ کے ساتھ رہیں، شعب ابوطا) میں قید رہیں، فاقہ کئے لیکن کبھی زِ* بان لفظ شکا$ سے آشنا نہ ہوئی۔ اس وقت انہوں نے اپنی ذمہ داری کو بہترین طر i پ ا• م دِ* یا۔

جناب عائشہ سے روا$ ہے کہ ''ازواج رسولؐ میں کسی بھی بیوی کی جناب : یجہ جیسی قدر ومنز } نہ تھی۔ حالا è میں نے انھیں کبھی نہیں دیکھا تھا* ہم مجھے جتنا حسد : یجہؑ سے ہوا اتنا رسولؐ کی کسی بیوی نہیں تھا'' وہ & سے پہلے پیغمبرؐ اسلام پ ایمان لا N ۔ اس لئے نہیں کہ ان کی زوجہ تھیں بلکہ اللہ نے ان کو نوازا تھا۔ اسلامی تعلیمات کو قبول کرنے کی ان میں بھرپور صلا A اور استعداد تھی۔ اسلامی ارشادات کو حاصل کر کے انھوں نے پیغمبر اسلامؐ کی زِ+ گی کو* بِ غ و بہار بنا دِ* یا۔ اعمال و عبادات سے وہ مسرت وشادمانی بخش دی جس کو مرسل اعظم پوری زِ+ گی* یاد کرتے رہے۔ سیرت جناب : یجہؑ کے یہ گوشہ ہر دور میں صنف 2 اس کے لئے قابل اتباع ہیں۔

اور اب منا & معلوم ہو* ہے کہ ان خوتین کے T کرہ کو ہم اس شخصیت کے ذکر کے

ساتھ ختم کریں جن کے طفیل میں ہم & آج یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور اس موضوع پ گفتگو کرنے کا موقع حاصل ہوا۔

شہزادئ کو 2 جناب فاطمہ زہراؑ، معصومہ عالم کی عظمت کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ پ وردگار عالم نے کچھ خصوصیات ایسی » فرمائی ہیں جن میں اولین وآ% ین میں کوئی بھی آپ کا شر۔ نہیں ہے۔

آپ کے والد . رگوار سید المرسلین ہیں۔شوہر اسد اللہ علی ابن ابی طا)ؑ Wبیٹا یعنی امام حسنؑ اور امام حسینؑ سردار جو* ن .A ہیں۔بیٹیاں وہ ہیں جنہیں علیؑ کی شیر دل بیٹی اور شریکۃ الحسینؑ کے* م سے یاد کیا جا ہے جناب زن M اور جناب ام کلثومؑ۔

ذاتی کمالات آپ کے مورخین نے تحر یر فرمائے ہیں۔آپ کی چادر ہے جس پ آیۃ تطہیر* زل ہوئی۔میدان مباہلہ میں آپ کی صداقت کا اعتراف قرآن حکیم نے کیا۔آپ کے جسمانی امتیاز میں ا۔ امتیاز یہ بھی کہ خالق نے آپ کو داE طور پ عذر قرار دیا تمام 2 انی کثافتوں سے آپ کو* پ ک و طاہر بنا یا ہے یہ صفت آپ کی حوران .A سے مشابہ ہے اسی لئے پیغمبر اسلامؐ آپ کو حوراء انسیہ کے لفظ سے یاد کرتے تھے۔

آپ کی ولادت ۲ جمادالثانی . وز جمعہ بعثت پیغمبر اسلامؐ کے ۵ سال بعد ہوئی۔ فاطمہ زہراؑ کا بچپن صدر اسلام کے خطر* ک حالات میں گ. را۔آپ دو سال کی تھیں . # کفار قریش نے اقتصادی* بئیکاٹ کیا تین سال -- ماں او* پ اور دوسرے اہل خانہ کے ساتھ بھوک پیاس اور سخت حالات میں رہیں۔ بعد بعثت . # یہ حالات ختم ہوئے تو آپ کی والدہ جناب : یجہ کا انتقال ہوH ۔اس حادثہ نے فاطمہ زہراؑ کی حساس روح کو افسردہ کر دیا۔اب* پ کے دامن ,M میں رہیں۔اسی کے بعد جناب ابو طا) کا انتقال ہوH ۔اب ان کے رنج و غم کا کون # ازہ کر سکتا ہے جس نے دو سال کی عمر سے مصا $ اٹھائے ہوں۔کمال کردار تو یہ ہے کہ اس کمسنی کے عالم میں* پ کے لئے اس طرح تسکین خاطر کا ذریعہ بنیں کے رسول اکرمؐ نے ٹ پ کر ماں کو* یاد کیا اور بیٹی کو ام ابیہا کا لقب دے دیا۔مشرکین نے قتل رسول کا ارادہ کیا تو آپ ہی نے*..

کو* خبر کیا۔ ابھی آٹھ سال بھی مکمل نہ ہوئے* پائے تھے کہ پیغمبر کو حکم ہجرت 5۔ ظاہر ہے کمسن بچی کے لئے ماں کا م** آپ کا اس طرح چلے جا* عظیم حادثہ تھا۔ گھر چاروں طرف سے تلواروں سے گھرا H۔ یہ فاطمہؑ کا حوصلہ تھا کہ گھر کا محافظ تمام رات حکم پیغمبر سے بستر پر سو* رہا تلواریں چمکتی رہیں۔ %ا فاطمہؑ بھی اسی گھر کے کسی گوشہ میں تھیں لیکن کوئی* ریخ نہیں کہتی کہ کہیں سے فاطمہ کے رونے کی آواز آئی ہو۔ بلکہ سکون کے ساتھ اسی طرح جاگ کر رات گزاری جس طرح علی ابن ابی طا) نے سو کر گزاری تھی۔ # علی صبح کو قافلہ لے کر چلے فاطمہ ان کے ساتھ دوسری مستورات کے ہمراہ تھیں کفار نے راستہ روک کر حملہ کیا۔ اللہ کی مدد پر فاطمہؑ کو بھروسہ ہے اس لئے کسی طرح کا خوف نہیں تھا۔ مدینہ کی مشکلات پر بھی اسی طرح صبر و شکر کیا۔ # علیؑ سے شادی ہوئی تو اب شوہر کی اس طرح شریک سفر ہیں کہ بعض اوقات دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ نہ انھوں نے اپنی شان کے خلاف تصور کیا تو ان کو بھی یہ خیال کبھی نہ آیا کہ میں ملیکۃ العرب کی بیٹی ہوں ۔ اور # مرسل اعظم نے ایک خادمہ کا انتظام کر دیا تو فاطمہ نے ایک اصول بنا لیا ایک دن کا کام خود کرتیں اور ایک دن کا کام فضہ کرتیں۔ کیا کوئی صا # حیثیت اندازہ کر سکتا ہے کہ صا # خانہ کام کرے اور غلام آرام کرے۔ یہی وہ لمحات تھے جنہوں نے فضہ کو متکلمہ بالقرآن بنا دیا۔ یہ سارا اثر فاطمہؑ کے گھر کی روحانی فضاؤں کا تھا جو آج ہمیں آواز دے رہا ہے کہ فاطمہ زہراؑ کے کردار سے سبق حاصل کرنے والوں اپنے گھروں کے ماحول کو قرآنی فضاؤں میں ڈھالو۔

صدیقہ طاہرہ تقریباً نو سال مولائے کائنات کے ساتھ رہیں لیکن اس طویل مدت میں کوئی ایک فرمائش بھی شوہر سے نہیں کی۔ جس کا تذکرہ سیدہ عالم کی وفات کے بعد خود امیر المومنین نے فرمایا۔ اس لیے کہ سرکار دو عالم نے فرمایا تھا عورت کا & سے بڑا شرف یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو مطالبات کے بوجھ کے نیچے نہ دبائے۔

آئیے آج شہزادی کو 2 کی ولادت پر ہم عہد کریں کہ ہم پوری کوشش کریں کہ ہماری زندگیاں اس طرح صرف ہوں کہ ہم اور ہماری بچیاں سیرت فاطمہ زہراؑ کو پیش A رکھیں آمین۔

۞ ۞ ۞

جناب فاطمہ زہراؑ کو علامہ اقبال کا%اج عقیدت

ڈاکٹر عراق رضا ز+ی

گذشتہ صدی میں اسلامی نکتہA کو* یدہ واضح اور موٴثر طر j سے پیش کرنے اور اہل اسلام کو اس پ عمل پیرا ہونے کی دعوت دینے میں علامہ اقبال اور امام خمینیؒ نے جو کا* ے ا• م دیئے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان میں بھی صدی کے نصف اول میں ڈاکٹر اقبال اور صدی کے نصف % میں امام خمینی کے قول وتحر, اور عمل کا جادو س% ھ کر بول رہا تھا۔

اسی لئے علامہ اقبال کو پیغمبر خودی ،mض قوم اور حکیم الامت وغیرہ خطابوں سے بھی نوازا H ۔ علامہ اقبال کے کلام نے پہلے ہندوستان اور بعد میں افغا T ن اور وسط ایشیا کے مسلمانوں کے عزم و ہمت، حوصلے اور . بہٴ ایمانی کو جگانے اور اس پ عمل پیرا ہونے کے لئے مہمیز کیا۔ عالم اسلام پ اپنا گہرا* ثبت کرنے والے ان دونوں اشخاص کے کرداروں کو نکھارنے والی بھی ذاتیں ضرور ہیں۔ جن کے عمل و کردار کی روشنی میں علامہ اقبال اور امام خمینیؒ نے نہ صرف خود اپنے کردار کو نکھارا ، سنوارا بلکہ دوسروں کے لئے بھی مشعل راہ بن گئے یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں کتنی ہی مقتدر شخصیات کو%اج عقیدت پیش کیا ہے ان میں شاعر، فلسفی، صوفی، مفکر، مفسر* دشاہ ، نبی، رسول اور اسلامی و غیر اسلامی رہنما شامل ہیں۔ اقبال کو جس شخص نے بھی متا* کیا انھوں نے اس کا ذکر اس کی فکری بلندی کی بنا پ ضرور کیا۔ حضرت آدمؑ، حضرت ا. اہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ حضرت محمدؐ کے اصحاب کرام اور اہل بیتؑ اطہار کی ú ئندگی بھی کلام اقبال

میں* پ ئی جاتی ہے۔علامہ اقبال نے عہد رسول کو اچھی طرح پ ڑھا اور پ کھا۔قرآن حد$ اور* ریخ کی روشنی میں مردوں اور عورتوں میں سے چند ذاتوں کا انتخاب کیا۔مردوں میں حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کو منتخب کیاH تو عورتوں میں صرف جگر* پ رہ رسول جناب بتول کا انتخاب کیا۔اقبال نے مولا علیؑ کی کل ایمان کی حیثیت سے مرد کامل جا* تو امام حسینؑ کو عزم وعمل اور صبر کا کوہ گ ا ں سمجھا ہے۔

بسی ہمچو شبیرؑ در خون نشست
نہ ی- *لہ از سینہ ی او کسست ا
گ چہ ہر مرگ ا & ,. مومن شکر
مرگ پور مرتضیٰ چیزی د گ ۲
تیر وسنان و خنجر و شمشیر م آرزو &
*من میا کہ مسلک n م آرزو & ۳

میری تمنا تو راہ اسلام میں تیر وسنان وخنجر اور تلوار کی ہے۔تو میرے ساتھ نہ آ کیوں کہ میں تو حضرت شبیرؑ کی پیروی کا خواہش مند ہوں۔

کربلا کوA میں ر p ہوئے اس راہ پ چلنا آسان نہیں ہے یہاں-- کہ اپنی کلیات کا اختتام بھی* م nؑ پ ہی کیا ہے۔

قلندر میل تقر ی + ارد
بجز این نکتہ اکسیری + ارد
از آن کشت% ابی حاصلی نیست
کہ آب از خون nؑ ی+ ارد ۴

قلندر تیری تقر ی کو کیا سمجھے گا سوائے اس نکتہ کے کسی* ت میں* ثیر نہیں ہے کہ اس بیکار کھیتی سے کوئی فا+ ہ نہیں ہے کہ جس* پ نی میں خون n کی* ثیر نہیں ہے وہ ایمان کی کھیتی کو ہرا نہیں

رکھ سکتا۔ ایمان کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ خون ﷺ کی روایت کو. قرار رکھا جائے۔

یہ چند مثالیں . اگانہ اشعار سے دی گئی ہیں ورنہ اسرار ورموز میں پوری نظمیں بھی موجود ہیں۔اسی طرح مولا علیؑ کے عشق میں بھی چند اشعار لکھے جاتے ہیں۔

ورنہ نظمیں بھی تحریر کی گئی ہیں۔

کور را بینندہ از دیدار کن

بولہب را حیدر کرار کن ۵

ھا یعنی جو دین کی. توں سے بے بہرہ ہے اسے چاہئیے کہ وہ بصارت کے لئے اس نور کا دیدار کرے اور اپنے دل کے بولہب یعنی جہا) کو حیدر کرارؑ کے علم سے سرفراز کرے۔

& بوذرا نوای حیدرؑ ہÈ

& ۶ چہ از حلق بلال وقنبرا اَ

جناب بوذر جو صحابی ہیں جن کے لئے حضور نے فرمایا ہے بوذر جیسا سچا اس روئے زمیں پر کوئی دوسرا نہیں ہے۔ ان کی صداء کلÈہ حیدر ہے۔ بلال جو موذن رسولؐ رہے ان کی تکبیر میں اور à کی آواز میں بھی حیدر کی محبت نہاں ہے۔

حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کو %خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد وہ اپنے پیغام کو آفاقی بنانے کے ساتھ ہر فرد- اپنی آواز پہنچانے کے لئے عورتوں کی úزندگی کو بھی بڑی شدت سے پیش کرتے ہیں۔اقبال نے کلام: اا اور احادیث رسولؐ سے ہی یہ نتیجہ بھی نکالا ہے کہ حضرت فاطمہؑ مومنۂ کامل ۸ خاتون .A ہیں۔۹ آیت مباہلہ ۱۰ اور آیتِ تطہیر ۱۱ جیسی کتنی ہی آیات اور احادیث آپ کی طہارت اور صداقت کی گواہ ہیں۔ان کے فارسی کلام میں صرف دو عورتوں کے نام Ã آتے ہیں ا- زلیخا کا نام جو عشق میں جاودانی عناصر کے لئے متحرک Ã آتی ہیں۔اور دوسرا پاک و پاکیزہ نام ہے دختر رسول جناب فاطمہ زہراؑ کا جن کے کردار و عمل کو وہ بڑی آب و تاب کے ساتھ سراہتے ہیں۔ان کے کردار کو اسلام کی اشا (کا ا- اہم ستون ما... ہوئے ارمغان حجاز میں دختر ان ملت کے عنوان کے تحت یوں گویا ہیں۔

اگر پندی ز درویشی پذیری
ہزار امت بمیرد تو نہ میری
بتولی باش و پنہان شو ازین عصر
کہ در آغوش شبیری بگیری ۱۲

ترجمہ: نصیحت اگر فقیری مان لے گی
کوئی مرجائے تو زندہ رہے گی
کنیز فاطمہ بن کر نہاں رہ
کسی شبیر کو لے کر اٹھے گی

اگر تو اس درویش کی نصیحت پر عمل پیرا ہوجائے تو ہزاروں امتوں کے موت کی آغوش میں سو جانے کے بعد بھی تو زندہ رہے گی تو تُو جناب فاطمہ زہراؑ کی سیرت پر چلنے کی کوشش کر اور اس زمانے کی (لذتوں) سے دور ہو جا تاکہ تو اپنی آغوش کو حسینؑ ابن علیؑ جیسے کسی بلند کردار محسن اسلام کی پرورش سے سرفراز کرسکے۔

قرآن میں جب عورتوں کے انتخاب کی بات آتی ہے تو حضرت مریمؑ کا نام سرفہرست آتا ہے یہی وجہ ہے کہ اقبال نے مریمؑ کا نام بھی لیا ہے ان سے محبت وعقیدت کا اظہار بھی کیا ہے لیکن جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب مریمؑ میں عظمت و بزرگی کی بحث کا آغاز بھی کردیا ہے اس سوال پر وہ فقیہ وقت یا زاہدان خشک کی طرح مصلحت سے کام نہیں لیتے بلکہ جناب فاطمہؑ کی عظمت کو جناب مریمؑ سے زیادہ بتاتے ہیں گو کہ خود رسولؐ اکی احادیث سے یہ بات ثابت ہے۔لیکن دشمنان اہل بیت اس عظمت میں قیل قال کی گنجائش رکھتے ہیں۔مثنوی رموزِ بی خودی میں اقبال نے فاطمہ زہراؑ کی عظمت اس طرح بیان کی ہے:

”در معنی این کہ سیدۃ النساء فاطمتہ الزہرا اسوہ کا ملا ایست برای نساء اسلام“

مندرجہ*. لاعنوان کے تحت پہلا شعر اس طرح لکھتے ہیں۔

مریم از ـ نسبت عیسیٰ عزیز

از سہ نسبت حضرت زہراؑ عزیز

ترجمہ: حضرت عیسیٰ کی اک نسبت سے ہیں مریمؑ عزیز

اور ہیں سہ نسبتوں سے فاطمہؑ پیہم عزیز

جناب مریم فقط حضرت عیسیٰ کی ایک نسبت سے عزیز ہیں *ـ در ہے کہ جناب مریمؑ کے *. رے میں قرآن کہتا ہے۔ " یا مریم ان اللّٰہ اصطفک وطہّرک واصطفٰک علیٰ نسآء العالمین " [۱۳]

ترجمہ: اے مریمؑ! اللہ نے تمھیں منتخب کیا اور ہر. ائی سے* پ ک رکھا اور تمام عالمین کی عورتوں پر تمھیں فضیلت دی۔ لیکن فاطمہ زہراؑ کو تین نسبتوں سے عزیز رکھ ہوں۔

یہاں اقبال مومن کامل کے Ã یہ پر عمل پیرا ہیں وہ اسلام میں تفرقے کی C یر* یہ پھر سید شیخ پٹھان کی نسبت پر سخت اعتراض کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے فکری تخیل میں صرف اسلامی Ã یہ کارفرما ہے۔ کسی خاص فقہ* یہ قوم سے انھیں کوئی سروکار نہیں ہے انھیں اپنے رسول سے والہانہ عشق ہے اور جو رسولؐ کے Ã یۂ سے رسولؐ کے پیغام سے ہم آہنگی رکھ ہے وہی ان کی Ã میں سچا مسلمان ہے۔ کیوں کہ رسولؐ : ا تمام رسولوں اور نبیوں سے افضل ہیں اور اپنے بعد وہ "علیؑ منی وانا منہ' علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں" [۱۴] "حسینؑ منی وانا من حسینؑ [۱۵] میں حسینؑ سے ہوں اور حسینؑ مجھ سے ہے۔" "انّ فاطمۃؑ بضعتہ منی [۱۶] بیشک فاطمہؑ میرا ہی ٹکڑا ہیں"۔ حسنُ منی وانا منہ [۱۷] حسنؑ مجھ سے ہے اور میں حسنؑ سے ہوں، کہہ کر یہ بتا گئے کہ یہ & حضرات ہی میری طرح تمام نبیوں سے افضل ہیں گو کہ یہ مسئلہ امت میں بحث طلب بنا ہوا ہے جسے اکثر اہل تصوف اور شیعہ حضرات نے بعینہ تسلیم کرلیا ہے۔ علامہ اقبال بھی رسولؐ کے اس قول کا مطلب یہی سمجھتے ہیں اور جناب مریمؑ کو فقط حضرت عیسیٰؑ جو نبی بھی ہیں رسول بھی، کی منا L سے عزیز رp ہیں جبکہ جناب

مریمؑ ایک نبی کی بیٹی بھی ہیں اور شوہر والے پہلو سے مبرا ہیں اور یہ بھی جناب مریمؑ کی عصمت و عظمت کی ایک دلیل ہے لیکن اقبال صرف ایک نسبت وہ بھی ؟م لے کر کہ حضرت عیسیٰؑ کی وجہ سے دو & ر p ہیں۔ لیکن بی بی فاطمہؑ کی تین نسبتوں کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

ے نور چشم رحمت اللعالمین

آن امام اولین و %ین

آن کہ جان در پیکر گیتی دمید

روزگار *ـ زہ آ M آفر±

,ـ جمہ : رحمت اللعالمین کی آ ç کا ہیں آپ نور

جو امام اولین و %ین ہیں* شعور

روح جس نے پیکر گیتی میں ڈالی ہے تمام

اک بنا کر کرdی قانون اس د * میں عام

فاطمہ زہراؑ جو رحمت اللعالمین کی بیٹی اور آنکھوں کا نور ہیں۔ علیؑ کی شریک حیات اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی والدہ ہیں۔ مختصر یہ کہ اقبال جناب زہراؑ کو جناب مریمؑ سے افضل سمجھتے ہیں جس کی Cی دان احادیث$ پر معلوم ہوتی ہے۔

''سعید بن مسیّب نے ابن عباسؓ سے روا$ بیان کی ہے۔ میں اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ محشر کے ٭ قہ نور پر سوار ہو کر آئی ہے۔ اس کے داہنی جا$ ستر ہزار فرشتے* N جا$ ستر ہزار فرشتے، آگے ستر ہزار فرشتے، پیچھے ستر ہزار فرشتے ہیں اور میری امت کی مومنہ عورتوں کی A. کی طرف قیادت کر رہی ہے۔ بس جو عورت دن رات میں* پنچ وقت کی ú ز پڑھے گی رمضان میں روزے رکھے گی۔ حج M. اللہ الحرام کرے گی اپنے مال میں سے زکوۃ ادا کرے گی اپنے شوہر کی اطا (

کرے گی اور میرے بعد علیؑ کی ولای$ اور امامت کا اقرار کرے گی وہ میری بیٹی فاطمہؑ کی شفا (؛ کے وسیلے سے داخل .A ہوگی فاطمہؑ تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔“

کسی نے پوچھا رسول اللہؐ یہ اپنے ہی زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔آپ نے ارشاد فر*ی:

یہ صفت تو حضرت مریمؑ .M عمران کی ہے میری بیٹی فاطمہؑ تو تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے۔خواہ وہ اولین میں سے ہو*ی %ین میں سے۔ .# یہ محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو ستر ہزار مقرب فرشتے آکر اسے سلام کرتے ہیں اور اسے انھیں الفاظ میں خطاب کرتے ہیں جن الفاظ میں مریمؑ کو خطاب کرتے تھے۔وہ کہتے ہیں ۔*ی فاطمہؑ !ان اللّٰہ صطفكِ وطہرّكِ واصطفكِ علیٰ نسآء العالمین، اے فاطمہؑ ! اللہ نے تمھیں منتخب کیا اور ہر. ائی سے*پک رکھا اور تمام عالمین کی عورتوں پر فضیلت دی“

اس کے بعد آپ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فر*ی:

”فاطمہؑ ! میری* پرہ جگر ہے میری نورA ہے میری میوہ دل ہے۔جس نے اس کو رنج پہنچا*ی اس نے مجھے رنج پہنچا*ی جس نے اس کو خوش رکھا اس نے مجھے خوش رکھا۔ یہ میرے اہل بیتؑ میں & سے پہلے مجھ سے ملحق ہوگی۔لہذا میرے بعد اس کا.ٰ اخیال رکھنا اور حسنؑ اور حسینؑ میرے فرز+ ہیں جو میرے شجرہ+ گی کے دو پھول ہیں یہ دونوں جو*. ن اہل .A کے سردار ہیں ان دونوں کا بھی اتنا ہی خیال رکھنا جتنا تم اپنی چشم و گوش کا دھیان رp ہو۔“

اسی طرح کی ا- حدی$ حلیۃ الاولیا اور کتاب شیرازی میں عمران بن حصین اور جا. بن سمرہ سے روای$ ہے ۱۸

''کہ آپ (رسول:) نے فرمایا کہ بیٹی کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم سیدۃ النساء العالمین ہو؟ انھوں نے عرض کیا بابا اگر ایسا ہے تو پھر مریم بنت عمران کا کیا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں تم ہر زمانے کی عورتوں کی سردار ہو۔''[۱۹]

جناب فاطمہؑ کا اپنے بابا سے یہ سوال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ زمانۂ رسولؐ میں بھی ضرور یہ بحث رہی ہوگی کہ ان دونوں خواتین میں زیادہ عظمت کس کی ہے؟ کیوں کہ جناب مریمؑ کی عظمت کی گواہی میں قرآن کی آیات آچکی تھی۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب قرآن کی رو سے جناب مریمؑ افضل ہیں تو یہاں حدیث رسول کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کو بھی بہت واضح طور پر حل کیا گیا ہے کہ جب قرآن مردوں میں انتخاب کی بات کرتا ہے۔ انّ اللّٰہ اصطفیٰ ادم و نوحاً وّال ابراہیم وال عمران علی العالمین بیشک ہم نے آدمؑ نوحؑ آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو عالم میں منتخب کیا۔ تو صرف آدم نوح آل ابراہیم اور آل عمران کو ہی چنتا ہے ہمارے رسول کو منتخب نہیں کرتا ہے لیکن یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ ہمارے رسولؐ آخری نبی اور آخری رسول ہیں اور تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ وہ آدم نوح آل ابراہیم اور آل عمران سے بھی افضل ہیں اسی طرح ان کی بیٹی جو عورتوں کے کردار و عمل کے لئے مثل پیغمبر نمونۂ عمل ہیں گویا کار رسالت انجام دے رہی ہیں وہ بھی مریم سے افضل ہیں۔ اور اگر ہمارے نبی آل ابراہیم میں ہیں تو جناب فاطمہ زہراؑ بھی آل ابراہیم میں ہی ایک فرد ہیں۔ علامہ اقبال بھی اسی امر کا اظہار جگہ جگہ کرتے نظر آرہے ہیں۔ رموز بی خودی میں ہی ''مخدرات اسلام سے خطاب'' میں فرماتے ہیں۔

فطرت تو جذبہ ھا دارد بلند
چشم ہوش از اسوہ زھرا مبند
تا حسینی شاخ تو بار آورد
موسم پیشین بگلزار آورد [۲۰]

, ۔ جمہ: تیری فطرت میں ہے .: بوں کی بلندی بے گماں
اسوہ زہرا پہ ہو جا گامزن بن کر ¶K ں
*۔ کہ پھر کوئی حسینؑ آئے ,۔ ی آغوش میں
پھر اسی دور محمد مصطفےؐ میں ہم جئیں

’ اشھد انک بــضـعـتـهٔ منی میں گواہی دیتاہوں کہ تو (فاطمہؑ) میرا ٹکڑا ہے‘۲۱‘‘

اقبال کبھی غیر اسلامی تصور پیش نہیں کرتے وہ اسوۂ زہرا کو اسوۂ پیغمبر سمجھتے ہیں اور اسلامی عورتوں کے لئے سیرت فاطمہؑ,پ چلناوا. # قرار دیتے ہیں۔مختصر یہ کہ فاطمہ زہراؑ کی عظمت کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ رحمت اللعالمین کی آنکھوں کا نور ہیں اور رحمت اللعالمین ہی وہ ہیں جو امام اولین و%0 ین ہیں اقبال رسولؐ: اکو پہلا اور%0 ی امام ما ... ہیں قرآن نے حضرت ا. اہیمؑ کو بھی امامت سے نوازا ہے۔ انی جاعلک لناس اما ماۂ ہم نے تمھیں لوگوں کا امام *بنا ی۔

اقبال امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو بھی امام ما ... ہیں تو %0 رسولؐ: اکو اول و%0 امام کس بناپ کہا H ہے یقیناً اقبال کے سامنے حضور اکرم کی وہ حد $ ہوگی جس میں آپ نے ارشاد فر* یا ہے۔’’اولنا محمد ،اوسطنا محمد ، آخرنا محمد و کلنا محمد ‘‘۲۲ اس طرح رحمت اللعالمین پہلے بھی امام ہیں اوسط امام بھی ہیں اور %0 ی امام بھی ہیں۔ جناب فاطمہ زہراؑ کو عظمت میں & سے,.* $ کرنے کے لئے رسول : ؐ کی وہ صفات بھی بیان کی جارہی ہیں جن کا تعلق تمام کائنات سے ہے انھیں کی وجہ سے اس کائنات کو بنا* یا H ہے اور انھیں کا بنا* یا ہوا قانون ہر زمانے کے لئے ہے یہ وہ پہلی نسبت تھی جس کی بناپ اقبال نے فاطمہ زہراؑ کو عز: ر p کی * .ت کہی ہے۔یہ* .ت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کوئی عورت اس وقت -- مکمل عورت نہیں Z . # -- وہ ان تین منزلوں سے نہیں ا' رتی۔اس کی پہلی منزل بیٹی کی حیثیت سے ہے۔دوسری منزل شر- حیات بن کر تو تیسری اور %0 ی منزل ماں کی حیثیت سے ہے۔ بی بی

فاطمہ ان تینوں منزلوں سے بڑی خوبصورتی کے ساتھ کامیاب گزری ہیں یہی وجہ ہے کہ بیٹی کی منزل میں وہ اپنے والد کے تمام Ÿ ش بڑ ب کر لیتی ہے *. پ کی: مت بڑی دلیری سے کرتی ہیں جس کے * رے میں بہت سے واقعات ملتے ہیں مثلا . # دشمن حضور کو ستاتے ہیں ۔ پیکر اطہر پر گندگی، اوجھڑی اور کوڑہ وغیرہ پk ہیں تو یہ فاطمہؑ ہی ہیں جو بڑی ذمہ داری کے ساتھ والد کا سہارا Z ہیں جسم اطہر کو صاف کرتی ہیں اور اپنے *. پ کا سہارا بن کر انھیں گھر لے آتی ہیں ۲۳ رسولؐ انھیں اپنے جگر کا ٹکڑا بھی کہتے ہیں اور رسا) کا ا۔ حصہ بھی سمجھتے ہیں *. ت یہاں -- پہنچتی ہے کہ بیٹی کو اس کی شفقتوں کی بنا پر ''ام ابیہا کے لقب سے بھی نوازتے ہیں یعنی *. پ کی ماں''

اقبال خاتون کامل کی عظمت کی پہلی منزل سے گزر کر دوسری منزل پر آتے ہیں تو ا۔ مثالی بیوی کی شکل میں کردار فاطمہؑ کو اس طرح uی ں کرتے ہیں:

*. نوی آن * . ار ھل اتی
مرتضٰی مشکل کشا، شیر : ا
*. دشاہ و کلبہ ایوان او
ی۔ حسام و ی۔ زرہ سامان او

; جمہ: * . ارھل اتی کی ہیں شر ی۔ ز گی
مرتضیٰؑ مشکل کشاء شیر: ا یعنی علیؑ
*. دشاہوں میں بھی اس گھر کی فقیری شان ہے
ا ی۔ تلوار اک زرہ مولا کا یہ سامان ہے

وہ *. ارھل اتیؑ، مرتضیٰؑ، مشکل کشا، شیر: ا یعنی مولا علیؑ کی شر ی۔ حیات ہیں ۔ وہ *. دشاہ ہیں 1 ان کے ایوان سے فقیری جھلکتی ہے ان کے * پ س مال د * میں فقط ا ی۔ تلوار اور ا ی۔ زرہ ہے گو کہ مولا علی کی ثنا اور فکر کلام اقبال میں جگہ جگہ * پئی جاتی ہے 1 یہاں یہ بتا مقصود ہے کہ وہ علی مرتضیٰؑ کی شر ی۔ حیات ہونے کی بنا پر بھی قابل تعریف ومثال ہیں اقبال کے کلام کی یہی اہم خوبی

ہے کہ انھوں نے صرف دو اشعار میں مولا علیؑ کی زند گی کے کافی اور اہم گوشوں پر روشنی ڈال دی ہے۔

تیسری فضیلت ماں کی حیثیت سے ہے جہاں بچوں کی پرورش کرنا ایک فریضہ ہے جسے انھوں نے بچوں کی اچھی، بہتر اور صالح تربیت اور پرورش کرکے ثابت کیا ہے۔

مادر آن مرکز پرکار عشق
مادر آن کا رواں سالار عشق
آن یکی شمع شبستان حرم
حافظ جمعیت خیرالامم
تانشیند آتش پیکار و کین
پشت پا زد بر سر تاج و نگین
وان دگر مولای ابرار جہاں
قوت بازوی احرار جہاں
درنوای زندگی سوز از حسینؑ
اہل حق حریت آموز از حسینؑ
سیرت فرزند ھا از امہات
جو ہر صدق و صفا از امہات

ترجمہ : ان کی ماں ہے جن کو کہئے مرکز پرکار عشق
شبرؑ و شبیرؑ ہی ہیں کارواں سالار عشق
ہیں وہی دراصل اک شمع شبستان حرم
امت خیرالامم کے ہیں محافظ باحشم

کی حسنؑ نے آگ ٹھنڈی Đت و پیکار کی
تخت کیا*ج و حکومت ,پ بھی ٹھوکر مار دی
دوسرے لخت جگر مولای لا ار جہاں
قوت اسلام ہیں*. زوی ا حرار جہاں
ﺖ+گی کے ساز میں اک سوز ہے ņؑ سے
سیکھتے ہیں لوگ آزادی کی لے ņؑ سے
نیک سیرت بچے بن جاتے ہیں ماؤ ں کے طفیل
جو ہر صدق وصفا*پتے ہیں ماؤں کے طفیل ۲۴

ان کے Wٹےجنھیں رسولؐ نے ''انّ الحسنؑ والحسینؑ سید شباب اہل الجنۃ '' کہاہے۔وہ ان اماموں کی مادر/ امی ہیں جو عشق کی,پ کار کا محور ہیں گو*یکائنات کا مر/ ہیں۔فاطمہ زہراؑ کے Wٹےکاروان عشق کے سالار اعظم ہیں جن میں پسرا کبر امام حسنؑ Û ن حرم کی ا ۔ شمع ہیں گو*یحرم کی روشنی انھیں کے دم سے ہے وہ امت رسولؐ کے اس طرح محافظ بھی ہیں کہ انھوں نےĐت و Bکاور ,, ائی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے تخت و*ج کو ٹھوکر ماردی یہ اشارہ ''صلح حسنؑ'' کی طرف ہے کہ اس صلح نے عالم اسلام میں کچھ دنوں کے لئے ہی سہی امن و امان کی راہ ہموار کردی تھی جس کی شرطوں کو فریق دوم نے کالعدم کر ڈالا تھا۔جس کے نتیجے میں پھر عالم اسلام میں) وفری$ کی آگ بھڑک اٹھی۔۲۵

جناب فاطمہؑ کے دوسرے Wٹےامام حسینؑ سید الشہدا مولای لا ار جہاں ہیں اور آزاد گان عالم کے قوت*. زو بھی ہیں اور حوصلہ بخشنے والے بھی ہیں ﺖ+گی کے ساز میں حسینؑ کی وجہ سے ہی سوز ہے حق والوں نے انھیں سے جینے کا سلیقہ سیکھا ہے ان دونوں بیٹوں نے یہ عالی مقام کیسے حاصل کیا ؟اقبال کیÃ میں یہ کا*مہ فاطمہ زہراؑ کی M. کا ہی ہے کیوں کہ بچوں کی سیرت کو ان کی ما N ہی نکھارتی ہیں ان میں صدق وصفا کا جوہر ما N ہی پیدا کرتی ہیں لہذا M. رسولؐ نے جوا ۔ مثالی اور د* کی & سے بہترین ماں کے درجے,پ فا,ہیں انھوں نے اپنے بیٹوں میں وہ

سارے جوہر بھر دئے جوا ۔ مومن کامل* ۔کل ایمان کی صفت* ۔پنے کے لئے ضروری ہیں ۔ان نسبتوں کا اظہار کرنے کے بعد اقبال اپنی عزیز ؛ تین ۔ عظمت ؤ ۔ عصمت بی بی کی سیرت کے کچھ گوشے لا ۔یں کر رہے ہیں۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادران را اسوۂ کامل بتول

ترجمہ : فاطمہؓ ہیں مرضی داور کی کھیتی کا حصول
ماؤں کی خاطر ہے کافی اسوۂ M رسول

اگر اللہ کی راہ میں تسلیم و رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو M پیمبرؐ سے یہ ہنر سیکھ لو جن کی سیرت تمام د* کی ماؤں کے لئے ا ۔ نمونہ قرار دی گئی ہے۔اقبال قرآن وحدیث $ کے علاوہ چند *ر [واقعات سے بھی بی بی کی عظمت کا اظہار کرتے ہیں۔

بہر محتاجی دلش آن گونہ سو #
* ۔یہودی چادر خود را فرو #

ترجمہ: ہیں سخی ایسی کہ محتاجوں کی خاطر بے گماں
اپنی چادر @ ڈالی اک یہودی کے یہاں

وہ ایسی سخی ہیں کہ خود تو فاقوں پہ فاقے کرتی ہیں لیکن کسی یتیم* ۔محتاج کو اپنے گھر سے بھوکا بھیجنا گوارہ نہیں کرتیں بلکہ اپنی چادر کو اس محتاج کی بھوک مٹانے کے لئے ا ۔ یہودی کے *پس اگر وی رکھ دیتی ہیں اور اپنی ماں : بچہ کی طرح ہی امت کے کسی فرد کو بھوکا نہیں رہنے دیتیں۔

نوری وہم آتشی فرما نبرش
گم رضایش در رضای شوہرش

ترجمہ : جس کے زیر حکم ہیں جن بھی فرشتے بھی جناب
اس کی مرضی مرضئ شوہر میں گم ہے بے حساب

وہ ایسی مثالی بیوی تھیں کہ اپنی مرضی کو اپنے شوہر کی مرضی میں اس طرح مدغم کر دیا کہ وقت نزع مولا علیؑ کو کہنا پڑا کہ فاطمہؑ تم نے کبھی کوئی خواہش ظاہر ہی نہیں کی ۲۶ یہی وجہ ہے کہ جن اور فرشتے بھی آپ کا حکم مانتے تھے۔ یہاں کتنے ہی واقعات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں جن میں سے دو واقعات درج ہیں ۔

۱۔"بسا اوقات حضرت فاطمہ زہراؑ ز وعبادت میں مشغول ہوتیں اور آپ کے بچے (حسنؑ اور حسینؑ) رونے لگتے ۔تو دیکھا جاتا کہ گہوارہ ہلنے لگا اور فرشتہ اس کو ہلا رہا تھا"۔

اس روایت کو ابولقاسم بستی نے مناقب حضرت امیر المومنینؑ میں اور ابو صالح موذن نے اربعین میں اور ابن فیاض نے شرح الاخیار میں تحریر کیا ہے ۲۷

۲۔حضرت ابوذر غفاری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ علیؑ کو بلا لاؤ .... میں نے دیکھا کہ چکی خود بخود چل رہی تھی۔

میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے بڑا تعجب ہے کہ حضرت علیؑ کے گھر میں چکی خود بخود چل رہی تھی۔ آپ نے فرمایا میری بیٹی فاطمہؑ کا دل اللہ نے ایمان و یقین سے بھر دیا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ فاطمہؑ کس قدر کمزور ہو تواں ہے اس لئے روزمرہ کے کاموں میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ کچھ فرشتے آل محمد کی : مت و معاونت پر متعین ہیں۔" ۲۸

(الخرائج والجائم)

آ ن ادب پر ورد ہ صبر و رضا
آسیا / دان و) قرآن سرا

اَ یہ ہای او *ژ لین بی *ز
گوہر افشا+ ی + امان Úز
اشک او. چید جبریل از زمین
ہمچو شبنم ریخت .. عرش .. ین
,ۃ جمہ: سایۂ صبرو رضا میں ,پ ورش اس کی ہوئی
ہاتھ میں چکی لبوں ,پ قرأت قرآن رہی
استرا # خواب اور بستر سے ہو کر بے *ز
آہ و زاری اشک افشانی سے ,پ ڑھتی تھیں Úز
ان کے آ 2 اس زمیں سے چن کے جبرا L نے
ہرطرف ما# شبنم عرش ,پ بکھرا دئے

وہ تو صبرو رضا کہ سایے میں ,پ وان%ھی تھیں مالک دو جہاں ہوتے ہوئے بھی چکّی ` کراپنے کھانے کا انتظام کرتیں اور چکی ` تے وقت بھی قرآن کی تلاوت کرتی رہتی تھیں انھوں نے نہ کبھی آرام کیا نہ بستر استرا # کو پسند کیا بلکہ ہر وقت خصوصاً اس وقت . # تمام عالم آرام سے سو* تھا وہ جاÚز ,پ آہ وزاری کے ساتھ: اکی عبادت کیا کرتی تھیں ان کی آنکھوں سے ٹپکے ہوئے موتی جیسے اشکوں کو جبریلؑ زمین سے چن کر آسمانوں ,پ شبنم کی طرح بکھیر دیتے تھے گو* یہ اشک آسمان والوں کے لئے بھی خنکی چشم کا. (بن جاتے تھے۔

رشتۂ آ M حق زنجیر *پ &
*پ س فرمان جناب مصطفیٰ ا &
ورنہ اَ دِ ,ۃ بتش اَ +دی می
سجدہ ھا. خاکِ او *پ شیدمی
,ۃ جمہ : وہ تو کہئے حکم رب کی *پ ؤں میں زنجیر ہے
مصطفےٰ کا ہر گھڑی فرمان دامن گیر ہے

ورنہ میں کرتا طواف ,ت .$ زہرا مدام

اور اس کی خاک,پر سجدے کیا کرتا دوام

غرض کہ فاطمہ زہراؑ کی اتنی زیادہ خصوصیات و عظمتیں ہیں کہ اگر بقول اقبال، میرے قدموں کو شرع نے باندھ نہ دیا ہوتا یعنی اگر اس معاملے میں شرع خاموش بھی ہوتی تو میں ان کی ,ت .$ کا طواف بھی کرتا اور اس,ت .$ کی خاک,پر سجدے بھی کیا کرتا جو صرف اللہ کے لیے جاتے ہیں۔

گویا رسول : آکی طرح بقول سعدی:

بعد از : ا,.زرگ توئی قصہ مختصر

بعد از نبی,.زرگ توئی قصہ مختصر

حوالہ جات:

۱۔ کلیات اشعار فارسی، مولانا اقبال لاہوری ازانتشارات کتابخانہ سنائی ۱۳۸۳، ۲۳۷

۲۔ ایضاً، ۲۴۸

۳۔ ایضاً، ۲۴۸

۴۔ ایضاً، ۴۸۶

۵۔ ایضاً، ۳۱۳

۶۔ ایضاً، ۲۷

۷۔ *تاریخ ابن واضح، جلد ۲، نجف، ۱۴۸

۸۔ بحار الانوار، 5محمد باقر مجلسی، Âمی پریس لکھنو، ج ۳

۹۔ ایضاً، ۳۳

۱۰۔ قرآن شریف، ترجمہ مولانا فرمان علی، سورہ آل عمران، آیت ۶۱

۱۱۔ ایضاً، سورہ% اب آیت ۳۴ اور درمنشور، ج ۵ ۱۹۸

۱۲۔ کلیات اقبال مذکور،۴۶۶

۱۳۔ قرآن شریف ترجمہ مولا* فرمان علی، سورہ آل عمران، آ $ ۴۲

۱۴۔ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء از شاہ ولی اللہ، مشکوٰۃ

۱۵۔ صحیح ترمذی، ج ۲، ۳۰۷، صحیح بخاری، ج ۲، ۳۰۲

۱۶۔ کنزالعمال، ج ۴، از المتقی، ۱۲۰

۱۷۔ مسند امام احمد بن m، ج ۶

۱۸۔ بحار الانوار، مذکور، ۳۴، ۳۵

۱۹۔ ایضاً، ۳۶

۲۰۔ کلیات اشعار فارسی، اقبال لاہوری* مقدمہ احمد سروش، کتابخانہ سنائی، ۱۰۴

۲۱۔ بحار الانوار مذکور، ۱۱۶

۲۲۔ رحمت العالمین از اقتدار حسین، ۲۰

۲۳۔ بحار الانوار مذکور

۲۴۔ کلیات اشعار فارسی، اقبال لاہوری مذکور

مظفر حسین جو﷤ری کے قصیدوں میں
جناب سیدہؑ کا کردار

سیدہ بلقیس فاطمہ حسینی

بیسویں صدی میں بستے%تے اور تقسیم ہوتے ہوئے ملک کے جگر سوز صدموں سے دو چار ہونے والے ہندوستانی عوام کے سامنے لٹتی ہوئی بستیاں، بہتے ہوئے خون اور تڑپتی ہوئی لاشیں تھیں ایسے میں ان کے لئے قصیدہ گوئی بے معنی تھی۔ غزلوں کی رومانی کیفیت میں% یہ+ از کارفرما تھا۔ آزادی کی تمنا N، سرفروشی کی آرزو N شاعر کے بھٹکتے خیالوں میں درد کی قوس قزح بکھیر رہے تھے۔ کس میں اتنا دم تھا کہ وہ طربیہ شعر کہتا۔ خوشی کے نغمہ بکھیر*۔

اس کے*.وجود بیسویں صدی کے دامن ادب میں قصیدے کی رعنائیاں کچھ اس طرح *.قی رہیں جیسے غم روزگار سے سروکار نہ ہو۔

مدحیہ شاعری کی اپنی شان ہی اور ہوتی ہے۔ اس کے مخاطب بھی عوام نہیں ہوتے۔ یہ خواص کے لئے+ رانہ ہے۔ یہ صدی ایسی تھی جہاں بے شک شاہی دز*.رتو نہ تھے، لیکن وہ چوکھٹیں ضرور تھیں جہاں شاہوں کے سر جھک جاتے ہیں۔ وہ دز*.رضرور تھے۔ جنھیں دیوان عام و خاص کا *.منہیں 5 تھا۔ یہ وہ دز*.رتھے جہاں گھڑی اور گھنٹے کی قید نہ تھی۔ یہ اس شہنشاہ کا دز*.رتھا جہاں مادی$ کے%اغ بجھ چکے تھے جہاں صرف فکرو+ یشہ کے قمقمہ تھے۔ انوار الٰہی کی روشنی تھی، تقدس

کے%پاغ تھے، زہد کی ہیبت تھی افتخار فقر کی منزلیں تھیں ،خلق عظیم کی نوازشیں تھیں جبین * ز کے سجدے تھے ، اسرار الٰہی کی سرگوشیاں تھیں ۔اس د* رمیں جانے سے روکنے کے لئے کوئی پ دہ دار نہ تھا بلکہ . # . #نسیم وحدت کے جھو ê اٹھتے شاعر کے پژ مردہ دل کی کلی پڑB اٹھتی اور وہ طوطی بوستان بوستان رسا) بن کر قصیدے کہتا رہا کبھی رسولؐ کی مدح میں کبھی معراج کا منظر کبھی اصحاب کی وفا کبھی غدیر کا نقشہ کبھی بلال کی اذان ،کبھی اہلبیتؑ کی فضیلت اور کبھی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کی خوشی میں قصیدہ سرائی کر* وہ د* رصرف کل ہی نہ تھے وہ آج بھی ہیں او* قیامت رہیں گے ہر موضوع اور ہر صنف شعر ممکن ہے ختم ہو جائے لیکن مضمون محبت اور صنف قصیدہ پ شا کبھی آنچ نہ آئیگی ۔

مظفر حسین جو z ری نے بیسویں صدی کے کچھ ایسے ہی پ آشوب ماحول میں آç کھولی تھی ۔صا #قلمŽ نگار اور صا # طرز شاعر تھے مختلف کتابیں لکھیں، متعدد مجموعہ آپ کی* دگار میں ،مذہبی شاعری کو پ وال% ھا* نوحے ،سلام اور قصیدہ کے موصوف فارسی کے بھی اچھے شاعر تھے ۔مرقع کربلا* می مجموعہ میں ان کے نو>فارسی ز* ن میں بھی چھپے ہیں ۔جو z ر کی عزاداری کی * ریخ لکھی موق%# کے مد* ر(* یٹر) بھی رہے اور اچھے خطاط بھی تھے ۔

فاطمہؑ آغوش رسا) کا وہ عظیم کردار ہے جس کی مدح وثنا ہر ا- کے بس کی* ت نہیں یہ ضرور ہے کہ شاعروں نے بیان فضیلت کے لئے قصیدہ کے دامن میں پناہ لی د* وی ممدوح کے لئے مبالغے الفاظ کی بندیشیں* ا کیب کی حتمی تشبیہ اور استعارے اس کی فضیلت میں چار چا* لگاتے ہیں ۔لیکن مذہبی پیشواؤں کی ستائش کرتے وقت مداح کو کیوں مشکلوں کا سامنا کر* پ* ہے ۔کیوں یہاں ا دش شمس وقمر رک جاتی ہے%ام فلکی کی چمک ما* پڑ جاتی ہے اور کیوں د* کی روانی میں وہ تیزی نہیں * نی میں وہ* کیز گی نہیں ،فطرت میں وہ* زگی نہیں ،* ن میں گو* ئی نہیں عقل میں وسعت نہیں اور رفرد میں تو* ئی نہیں ۔کیوں شاعروں کو قدم قدم پ یہ احساس ہو* ہے کہ کہیں آبگینۂ احترام کو ٹھیس نہ لگ جائے اور وہ مجبور ہو کر اشہب قدرت متخیلہ کو میدان فصا # میں لگام دیتا ہے ۔کیوں ان کے لئے شعر کہنا اتنا مشکل ہو جا* ہے ۔اس* رے میں دیکھنا ہوگا کہ

شعراء کیا کہتے ہیں اور کیا جواز پیش کرتے ہیں؟

فارسی کے مشہور شاعر عرفی کہتے ہیں:

عرفی مشتاب این رہ Æ ا & نہ صحرا &
آہستہ کہ رہ ,. دم تیغ ا & قدم را
ھشدار کہ نتوان بہ ۔ آہنگ سرودن
Æ شہ کونینؐ و مدیح کی و جم را
گیرم کہ %د حضر کند مایۂ نعتش
آن حوصلہ % ز کجا Á و رقم را (۱)

یعنی عرفی جلدی نہ کرو یہ کوئی صحرا نہیں ہے کہ دوڑ پڑے یہاں آہستہ چلو یہ وہ راستہ ہے جہاں* پ ؤں تلوار کی دھار پ ہو* ہے خبردار ہو جاؤ دونوں د * کے شہنشاہ کی مدح وثنا اور* بت ہے اور کے وجمشید کی مدح اور یہ دونوں ا۔ لہجہ اور ا۔ آہنگ میں ممکن نہیں۔ میں نے ا* کہ نعتیہ مضامین کا تعلق % د سے ہے لیکن میری گو* ئی اور تحر ی میں وہ تو* ئی و حوصلہ کہاں کہ ان کہ Æ شہ کو 2 لکھ سکوں۔

خود مظفر حسین صا # فرماتے ہیں ''میرے ممدحین کی دوات مقدسہ اتنی ارفع و اعلیٰ ہیں کہ: اکے بعد بس انھیں کو. رگ و.. کہا جاسکتا ہے۔ ارشاد: ا+ ی ہے ''لولاک ماخلقت الا فلاک'' ''اگر تم نہ ہوتے تو زمین و آسمان کر پیدا نہ کر* یعنی کچھ نہ ہو*'' ..... Ќا ن ان کی مدح کیا کرے گا [جس کی مدح قرآن میں: اکر رہا ہو] ہاں اپنے .* بت عقا+ کا بہ قدر معرفت اظہار کر سکتا ہے'' ۔۲؎

اس سے ان کیر نہیں کہ تعریف کے لوازم د * کی عظیم اور حسین چیزیں ہیں۔ . # عالم امکان پ Ã ڈالی تو یہاں کی ہر شے بے مقدار، فانی و قلیل تھی۔ خود ممدوح کی نگاہ میں اس کی قدر و قیمت کہنہ* پ پوش سے ز* دہ نہ تھی۔ حسن کی . # مثال دینی چاہی تو حسن یوسف نے سہارا تو ڈ* 1 جوانی زلیخا مسکرا اٹھی کہ حسن یوسف میں یہ* شیر کہاں، طیور کے نغموں کو معیار موسیقی بنا* تو حضرت

داؤدؑ نے چیلنج کر*ڈ یہ کہ ہماری آواز کے جادو, پر طا, ٗ دم بخود ہو جاتے تھے آگے,. ڈھے صد*ڈیں اَ٘ ریں تو دیکھا رسولؐ کی آواز کا وہ اعجاز تھا کہ رسا) شجر متحرک اور صامت حجر گو*ڈیا تھے ایسے میں شاعر کیا تعریف کرے:

بشر سے مد # زہراؑ مظفر ہو نہیں سکتی ثنا میں خود) قرآن گوہر*. رملتے ہیں

مظفر حسین کے قصیدے جناب سیدہ کی معرفت اعلیٰ کے نمونہ قرار*پ N گے ان کے قصیدے کا ہر شعر کسی حد$ کی تشریح ہے*یہ *آ یت*ڈ. نی کی تفسیر*یہ کوئی*- ر [حقیقت ان کے قصیدوں کو موضوع کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:۔

۱ ۔فاطمہؑ *آ یت قرآنی کی روشنی میں ۲۔فاطمہؑ احاد$ کے پیشÃ ۳۔فاطمہؑ *- ریخ کے آئینہ میں۔

قصیدوں کے عناوین کے انتخاب سے ہی ان کی ذہا$ ،معرفت عقیدت اور یقین کا # ازہ ہو*- ہے وہ کوئی صفت قرآن سے ہٹ کر پیش کر٘ پسند نہیں کرتے ۔جیسے مرا ٘تطہیر، مرا٘ انوار ،ورثہ دار t ت، شمع اُلا وغیرہ یہ وہ نظمیں ہیں جو X زمیں مکمل صفات سیدہ کی آئینہ دار ہیں ۔آ$ تطہیر یعنی اُلا, یٖ اللہ لیذھت عنکم ۔اارجس

: انے قرآن میں رسولؐ واھلبیتؑ کی طہارت کا اعلان کیا ہے۔مظفر حسین نے فاطمہ سلام اللہ کو مرا٘ کہہ کر ان کے اَ درسا) وامامت کا ایسا دا, ٗہ کھینچ*ڈیا ہے جس کے ہر خط, پر رسولؐ، علیؑ ،حسنؑ اور حسینؑ کو جلوہ آرء کر*ڈیا ہے اور اس طرح رشتوں کے فاصلوں کو کم کر*ڈیا ۔اَ رسولؑ مرا٘ ہوتے تو حسنینؑ و رسولؐ میں ا یہ مشت کا فاصلہ پیدا ہو جا*- ۔فاطمہؑ کی مرا٘ $ قطر کے ہر دا, ٗہ کو ,. ا,. کر دیتی ہے۔

انھیں کو مرا٘ تطہیر خالق نے بنا*یا ہے
انھیں کے ربط سے تطہیر کی آئی ہے آ$ بھی ۲
فاطمہؑ ہیں معصومہ اور مرا٘ تطہیر

آپ کی طہارت تو انّما سے آگے ہے

آیۂ مودت:

اس آیۂ مبارکہ کی روشنی میں مدح زہرا کرتے ہوئے $ کرتے ہیں کہ عظمت زہرؑا کا عرفان حاصل کرنا اور مودت پر یقین ہی معیار آدمیت ہے

وہی ہے آدمی جو D منشاء : ا ی
رکھے آل پیمبرؐ سے محبت اور مودت بھی
وہی ہے آدمی عرفان والقان جس کا کامل ہو
ہو جس کے دل میں زہرا کی مودت اور عظمت بھی
مظفر آل اطہر کی مودت اپنا ایماں ہے
زہے قسمت اگر میثم سا ہو ا• م الفت بھی

آیۂ وراثت:

قرآن میں نبیؐ کی وراثت کا ذکر حضرت سلمانؑ و داودؑ کے ضمن میں کیا H ہے۔ اس آیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے تمام فضائل t ی کی ورثہ داربتا کر وہ تمام خوبیاں جو کردار رسولؐ میں Ā آتیں اسے فاطمہؑ کے وجود میں دیکھتے ہیں اور اس چھوٹے سے لفظ ورثہ دار کے استعمال کے ذریعہ فاطمہؑ کے اختیارات کی وسعت اور تطہیر کا ذکر کرتے ہیں۔

: انے بیٹی جو اپنے حبیب کو اک دی وہ فاطمہؑ ہے t ت کی ورثہ دار بھی ہے
یہ ورثہ دار نبی ہیں تو مثل پیغمبرؐ تمام عالم امکان پہ اختیار بھی ہے

صراط مستقیم:

قرآن میں رسولؐ کی زبان سے فرمایا: ان اعبدونی هذا صراط مستقیم ، اسی آیۂ مبارکہ میں دیے گئے، حکم الٰہی کی ضرورت کو حکیمانہ بصیرت کے ساتھ ان

اشعار میں پیش کیا ہے۔

.، اے سالکان حق ہے شمع جادۂ یقین
صراط حق پہ نور قلب راہبر کی روشنی
جہاں سے تیرگی مٹی وہ درس معرفت *ۃ ِ
پیام حق کا عکس تھی پیام .، کی روشنی
صراط مستقیم ,، پہ بشر کا کارواں `
ہوئی ضیاء شمع حق جو رہ /َ ٔ ر کی روشنی

مظفر حسین مرحوم . # فاطمہؑ کی مدح کرتے ہیں تو وہ ذات رسولؐ میں کھو جاتے ہیں وہ کچھ دِ ۔ نعتیہ اشعار کہتے ہیں پھر وہ انھیں فضیلتوں میں کردار جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی تصو ِ چابکدستی سے ابھارتے ہیں اور اپنی دینی بصیرت کے تحت کبھی .M نمیر کبھی نور عین کبھی نبی کی لاڈلی کہہ کر مدح کرتے ہیں۔

جمال سیدا 2 کا فاطمہؑ تھیں آئینہ	رہین شمس جس طرح سے ہے قمر کی روشنی
: ا کی رحمتیں .M نمیر کے جلو میں ہیں	ہے ان سے رابطہ ر b t ت بھی امامت بھی
مصطفیٰ کی بیٹی ہے ، سیدہ دوعالم کی	اس کی جو فضیلت ہے ماسوا سے آگے ہے
نبی زادی کی سیرت سیرت محبوب* ِ ری تھی	مشابہ تھی رسول اللہؐ سے بیٹی کی صورت بھی
شرف .M نبی کا کیا کوئی بے معرفت سمجھے	اسی کے گھر %اغ طور جلوۃ* ِ ر ہو* ہے
ہے خاص ز $ وزین سے نبی کے نور عین سے	: ائے ذوالجلال کے ولی کے گھر کی روشنی
کنیز خاص کبر * ِ سکون قلب مصطفیٰ	ضیاء شمع Ú! علی کے گھر کی روشنی

فاطمہؑ احادی$ کے پیش Ã:

حدی$ قدسی ہے کنت کنزاً مخفیا احببت اعرف
فاطمہ زہراؑ کا بھی وجود وجہ کن فکان ہے۔

%Pاغ کنزمخفیا کی خاص جلوہ رائیاں رسول کردگار کے وصی کے گھر کی روشنی

حدیٰ$ t ی ہے: الفاطمه بضعته الرسول

خود نبی نے فرمایا ان کو بضعته منی کون اس فضیلت میں فاطمہؑ سے آگے ہے۔

نبی کی بیٹی t ت کی ورثہ دار بھی ہے یہ قول بضعۃ منی سے آشکار بھی ہے

رسول اللہؐ کہتے تھے انھیں کو بضعۃ منی رسا) میں تھیں شامل اس سے یہ اظہار ہو* ہے

حدیٰ$: اناوعلی من نور واحد

اس حدیٰ$ کی روشنی میں فاطمہؑ مظہر صفات ذات ہے

صفات ذات کا مظہر بنایا ان کو خالق نے

مجازاً ان میں وصف ایزدغفار ملتے ہیں

حدیٰ$: فاطمہؑ سیدۃ النساء العالمین

کوئی صنفK ءمیں مثل ان کے ہو نہیں سکتا

,. اے فاطمہؑ مخصوص ہے اک یہ فضیلت بھی

حدیٰ$: اولنا محمد واوسطنا محمد و آخرنا محمد و کلنا محمد

ہے ان کی ذات شامل کلنا قول پیمبر میں ملی تھی ان کو صورت بھی نبی کی اور سیرت بھی

فاطمہؑ تاریخ کے آئینہ میں :

کبھی کبھی ان کے قصیدوں میں* ر [حقیقتوں کا بھی ذکر ملتا ہے اور ,یہ کے# از میں صرف اشارے ملتے ہیں۔ جناب: یچہ نے اپنی دو) کو* رگاہ ایزدی میں% چ کر دی اور وہ کوئی معمولی سامال نہیں تھا بلکہ زر و جواہر کے m| رتھے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عجب# از دیکھا ان کی شان بے* زی کا

زر و گوہر کے ٹھوکر میں پڑے m| ر ملتے ہیں

ای- مرتبہ ای- سائل عرب میں لوگوں کے دروازوں دروازوں بھیک مانگتا رہا لیکن

اسے کسی نے ا ی% ما بھی نہیں ۃ ی۔ جناب سیدہ کو. # اس* ت کی خبر ہوتی تو وہ پ یشان ہو N گھر میں کچھ ننھے ننھے بچے بھوک سے بے حال تھے لیکن سائل کو کیسے رد کرتیں سلمان صحابی کے ذریعہ اپنی پیو لگی چادر کو رہن کیا* ج منگا ی ،Q روٹیاں بنا N اور سلمان کو* ی کہ سائل -- پہو™ دیں سلمان کا دل ; ً کی/ ó پ بھر* ی کہا بی ای- روٹی بچوں کے لئے نکال لیجئے۔ فاطمہؑ نے فر* ی ہم راہ: ایں دی ہوئی چیز واپس نہیں e ۔

فاقہ کرے سوال نہ سائل کا رد کرے ,. ڈھتی ہے اس سے جود وسخاوت کی آ. و

حضرت علیؑ کی ولادت خانۂ کعبہ میں ہوئی اور اس واقعہ کو فاطمہ سلام اللہ علیہا کی منقبت میں کس خوبصورت# از سے نبھا* ی ہے

ہوا ہے ای- ہی فرز گھر میں لم یلد کے بھی

کہ ای- دختر محبوب کردگار بھی ہے

بعد واقعۂ کربلا علیؑ بن الحسینؑ نے جن مصا$ کا سامنا کیا یہ* ر [µ ہیں جس سے ان کی*. ممکن ہے مظفر حسین اس واقعہ کی تفصیل کو ای- لفظ کربلا کے ذریعہ سے بیان کرتے ہیں اور مدح فاطمہؑ کا عنوان بناتے ہیں:

فاطمہؑ کے پوتے نے دین کی وہ : مت کی

اس کی سعی کا میدان کربلا سے آگے ہے

خلاصہ کلام:

مظفر حسین جو z ری نے اپنے قصا# کی C ی د قرآن ،حدی$ ،اسوہ رسولؐ اور اس عہد کی سیاسی سماجی* ریخ پر رکھی ہے۔ وہ پھو- پھو- کر قدم ر p ہیں لیکن ان کی یہی احتیاط ان کے قصیدوں کی علمی ادبی دینی اور* ر [اہمیت کو. قرار ر b ہے۔

جیسا کہ ان اصطلاحات سے ظاہر ہے جو انھوں نے سیدہ کو 2 کی مدح میں استعمال کیں وہ قابل 5 حظہ ہیں۔

ضیاءِ شمع اُںٓ، مریم کبریٰ، مبلغ دین، خاتونِ قیامت ،شفیعۂ محشر% ورسا)، شمع امامت ،فخر مریمؑ،فخر حواؑ، کنیز خاص کبُ* ذمہ دارشریعت وقرآن صا # اسرارالٰہی، وسیلۂ اظہار عبدیۃ$ ،معرّ عبودیۃ$ وغیرہ۔

اسرار: اکی قدرت کا سمجھا ہے نہ سمجھے گاKؐ ن

کہنے کوتو ظاہراس نے کئے قدرت کے بہت سے راز نہاں

Kؐ ن کی عقلیں ع% ہیں ادراک کی قوت قاصر ہے

ہر* بات سمجھ میں آجائے یہ* بات نہیں ہراَ آساں

اشجارکے) سے آئے صدا پتھر بھی شہادت دینے لگیں

سائنس کے عالم بتلا N ہےان کی Ā میں یہ امکاں

احمدؐ کےاخی احمدؐ کےوصی اللہ کی جا$ سے ہیں علیؑ

حضرت ہیں شر۔ نورنبی کیا کیا ہوں شرف مولا کے بیان

میں M. نبیؑ زوجہ ان کی حسنینؑ انھیں کے Wؐ ہیں

حاصل ہےولاۃ$ خالق کی مداح علیؑ کا ہےقرآن

مصطفیٰؐ کی بیٹی ہے سیدہ دو عالم کی — اس کی جو فضیلت ہے ماسواسے آگے ہے

فاطمہؑ ہیں معصومہ کل صنف 2 اں میں — منفرد شرف یہ ہے ماور اسے آگے ہے

وہ جناب حوا ہوں* یا ہوں مریمؑ و سارہؑ — کون صنف 2 اں میں فاطمہؑ سے آگے ہے

خود رسولؐ تعظیماً اٹھتے ان کے آنے پر — یہ فضیلت زہراؑ مرتضیٰؑ سے آگے ہے

فاطمہؑ ہیں معصومہ اور مراَ تطہیر — آپ کی طہارت تو انّما سے آگے ہے

کربلا میں اَ ہوتے کنبے اشجع عالم — فاطمہؑ کا C تو لافتیٰ سے آگے ہے

صبر کی منازل میں دیکھئے جو آنکھیں ہوں — ابن فاطمہ زہراؑ Oؑ سے آگے ہے

مظفر حسین جناب سیدہ کی مدح کرنے میں بہت محتاط ہیں وہ ادھر ادھر کی*.ت نہیں کرتے بلکہ صرف حقیقت کا ذکر کرتے ہیں البتہ شعری لطافت کے ساتھ چوè رسولؐ کا ہر فعل مرضی کردگار کے تحت تھا رسا } کے دامن کو بچاتے ہوئے جناب رسا } مابؐ کا جناب سیدہ کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہونے کے اس فعل کو فعل معبود سے منسوب کرتے ہیں:

نہ جانے پیش حق عظمت تھی کیا .M پیمبرؐ کی
پئے تعظیم اٹھتے احمد مختارؐ ملتے ہیں
محمد مصطفیٰؐ تعظیم کو بیٹی کی اٹھتے تھے
شرف کا فاطمہؑ کے اس سے بھی اظہار ہو* ہے

ان کے ان منقبتی قصیدوں میں ان ذات مقدسہ کی*. شناسی,پ کبھی طعن بھی ملتا ہے اور کبھی اسی قصیدہ کو ملت سے خطاب کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ اور اتحاد کا پیغام دیتے نیز تنظیموں، انجمنوں اور جماعتوں کے تخرR مقاصد کو دیکھتے ہوئے ان,پ خط بطلان کھینچتے ہیں اور اسوۂ رسولؐ اور اسوۂ فاطمہؑ کو ملت کی آ. و کہتے ہیں۔

تنظیم و اتحاد میں ملت کی آ. و	اسلام کے اصول اخوت کی آ. و
مردان سرفروش اž متحد نہیں	کیا ہوگی ان کی%oأت و ہمت کی آ. و
ذرے جو منتشر ہوں تو ہو جاتے ہیں غبار	F ہے ان کی ساری قدامت کی آ. و
مقصد جو ہے غلط تو وہ تنظیم ہے عبث	ہوتی نہیں ہے اہل خبا$ کی آ. و
کوشش ہو اÐادی ہی مقصد بلند ہو	ہوتی ہے خاص رب- میں وحدت کی آ. و
خالق ہو جس کے اسوہ حسنہ کا معترف	ہے وہ نجیب فرد، • $ کی آ. و
.M رسول فاطمہ زہراؑ کی ذات سے	ہے آج & ہی قوموں میں عورت کی آ. و
ہے آ. وئے .M رسول فلک وقار	دراصل کبر*ئی مشیت کی آ. و

اصلاً قصا+ کے موضوعات خود اے تحقیقی موضوع ہے جس,پ سیر حاصل بحث ہونی

چاہئے اور یونیورسٹیوں میں تحقیقی رسالوں کے عناوین میں ان کا شمار ہو* چاہئے* کہ اردو ادب کے تنوع پر دینی ادب کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو، آنیوالی نسلوں کے لئے مشعل راہ بنیں نہ کہ قصہ پارینہ۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر محمد ابوالکاظم وارثی والجما (ایک تقریظ میں لکھتے ہیں ’’اکثر حضرات شریعت کے پردے مناقب علی دینی کو غلو کہہ دیتے ہیں خواہ وہ حقیقت ہی کیوں نہ ہو گو کہ مقام علوی $* مقام رسا) ان پر روشن ہیں اور وہ ان مقامات کے حدود کا احصاء بھی کر h ہیں۔ ان پر افسوس ہے کہ مبتدلی بھی نہ ہوتے ہوئے F پر کم نگاہی کے شکار ہوتے ہیں........کوئی ہے جو علیؑ کے اوصاف کو جیسا کہ حق ہے..........اور وہ خواجہ معین الدین چشتی کے شعر پر اپنی بات ختم کر دیتے ہیں

اوصاف علی بہ گفتگو ممکن نیست — گنجائش بحر در سبو ممکن نیست

من ذات علی را بہ واجبی کی وانم — الا دانم کہ مثل علیؑ ممکن &

حق یہ ہے کہ یہ منقبتی قصائد علم دین ودب اور ثقافت کے زندہ %& انہ ہیں جس پر کام کرنا چاہئے۔

حوالہ جات:

ا۔ قصائد عرفی، مطبع نول کشور، ص ۵۰

۲۔ قصائد منطق، حصہ دوم، * رک آ ? پرنٹرس، جگدیش پٹی، جو Z ر، ص ۴۸

اسلام میں عورت کا درجہ اور جگر گوشۂ رسولؐ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

مسعود انور علوی کاکوروی

اسلام حقوق 2 اں اور مقام 2 اں کے تعین کے معاملہ میں د * کی & سے بڑ ی انقلابی تحر یـ بن کرا ُبھرا۔ اسلامی معاشرہ میں صنف*. زک اپنا ایـ C یـ دی مقام رb ہے۔ وہ اپنی تینوں حیثیتوں سے قدر و منز) کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ محسن Ki M اروا حنا فداہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیٹی، بیوی اور ماں کی اہمیت کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ اسلام نے عورت کو آ بگینہ کی طرح سنبھال کر ر p ہی کی*. کیدنہ کی بلکہ مرد کے لئے روحانی تسکین و تسلی کا / اں بہار ذریعہ بھی بنا* اور اسے وہ Ð اد $ بخشی جو کسی بھی قوم و معاشرے میں* لکل غیر مانوس تھی۔ Ki نی ‡ گی کی بقا، تخلیق اور نشو ولما میں بھی صنف*. زک کی حیثیت کو* معنی شرف بخشا کہ عالم شیر خوارگی سے ہی اولاد کی تعلم و M. جیسی اہم ذمہ داری کے لیے ماں کو مقرر کیا۔ ارشادِ t یؐ ہے: اُطلبوا العلم من المهد الی اللحدِ ''ماں کی گود سے اپنی ‡ گی کی انتہا- علم کی تحصیل کرتے رہو۔ یعنی نقش اول کی اہمیت کو ہر حال میں مقدم رکھا۔

اسلام نے ہر معاملہ میں حتیٰ کہ اعمال کی % امیں بھی عورت کو مرد کے* لکل مساوی رکھا اوران میں کوئی تفریق نہیں کی۔ فَاستَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنّی لَا اُضِیعُ عَمَلَ

عَـامِلٍ مِنكُمْ مِن ذَكَرٍ اَو اُنثیٰ بَعضُکُم مِن م بَعضٍ (آل عمران، آ$ ۱۹۵)
(ان کے پ وردگار نے ان کی دعا سن لی کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کی خواہ وہ مرد ہو* ی
عورت محنت اکارت نہیں کر* تم آپس میں ای ہو)۔ اس نے عورت اور مرد دونوں کے فرائض اور
حقوق کی صرا # کر دی اور یہ بھی واضح کر* ی کہ بہترین عورتیں اور بہترین مرد کیسے ہونے چاہیئے
ان حقوق وفرائض سے کما حقہ آگہی کے واسطے علم جیسی* /، ی شے کو بہ ی وقت دونوں کے لئے
ان الفاظ میں فرض فرما* ی۔ طَـلَـبُ الـعِـلـمِ فریضۃٌ علی کلِ مُسلمٍ ومسلِمَۃٍ
(ابن ماجہ) علم حاصل کر* ہر مسلمان مرد وعورت پ فرض ہے۔ اسلام کی وُسعت اور آفاقیت کی وجہ
سے عورت کو آزادی خیال، حری$ فکر اور اظہار کا مرد کی طرح پورا حق ہے۔ کتب احادی$ اور* ریخ
اسلامی کے مآ :* اس امر کے گواہ ہیں کہ عہد رسا } میں بھی خواتین نہ صرف اظہار رائے کے لئے
آزاد تھیں بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنجیدہ اور مودب رہ کر بحث و تمحیص اور حجت میں
شری وسہیم رہتیں۔ قرآن وحدی$ میں اس علمی وفکری حری$ کے لئے حیا* موس اور دامن
تقدس کی حفاظت وصیا$ کی شرط رکھی گئی۔

اسلام میں لڑکے اور لڑکی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ بعض معا5 ت پ تو لڑکی
کو پہلے درجہ میں اور لڑکے کو دوسرے درجہ میں رکھاHی ہے۔ ذیل کی آی$ میں لڑکی (عورت) کی
اہمیت کو واضح کیاHی ہے کہ پہلے اس کا ذکر ہے۔

لِـلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ ط يَـخْلُقُ مَايَشَاءُ ط يَهَبُ لِمَنْ
يَشَآءُ اِنَا ثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُورَ (سورۃ الشوریٰ ۴۹)

(ت جمہ) اللہ تبارک وتعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا
کر* ہے (اور) جسے چاہتا ہے (اولاد میں) لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ (تم
اس پ اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہو؟)

قرآن کی مندرجہ ذیل دو آ* یت بھی اسلام میں عورت کے درجہ اور مقام کی اہمیت کی
مزی وضا # کرتی ہیں:

وَمِنْ آيَاتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجاً لِتَسْكُنُوا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً۔ (سورۃ روم۲۱)

(ترجمہ) یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے تسکین پاؤ اور تمہارے درمیان محبت کے جذبات قائم کیے۔

دوسری آیت میں اس کی حیثیت کو کھیتی سے تشبیہہ دی ہے۔

نِساآءُ کُم حَرثٌ لَکُمْ (البقرہ:۲۲۳) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔

یعنی جس طرح اناج اور غلہ کی پیداوار اور اس کی بقا کھیتی پر منحصر اور اس کی رہین منت ہے اسی طرح بقائے نسلِ انسانی کا تمام تر انحصار عورت پر ہے۔ گویا عورت کی تخلیق کے دو اہم مقاصد ہوئے، سورۂ احزاب اور سورۂ ... میں مزید صراحت کے ساتھ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ عورت کو یکساں طور پر روحانی مدارج ... کیے جائیں گے اور وہ اس بخشش و ... میں مرد کی ... شریک و سہیم رہے گی۔ اور ایک کو دوسرے پر تقدم و ترجیح نہیں ہوگا۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَاَجْرًا عَظِيماً (الاحزاب::۳۵)

(ترجمہ) یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایمان والے، ایمان والیاں فرمانبردار مرد، فرمانبردار عورتیں، سچے مرد، سچی عورتیں، صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں، عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں۔ خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ دار عورتیں اور اپنی رسائی نگاہ رکھنے والے اور والیاں، اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑا ثواب اور مغفرت و بخشش رکھی ہے۔

مَن عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُومِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعمَلُونَ (النحل ۹۷)

(ترجمہ) مرد ہو یا عورت جو اچھا کام کرے، بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم یقیناً اسے پاک زندگی بسر کریں گے اور جو اچھے عمل انھوں نے کیے ہیں ان کا بدلہ دیں گے۔

علاوہ ازیں محسن انسانیت ﷺ نے ماں کے قدموں تلے جنت کی بشارت دے کر اس کے مرتبہ اور مقام کی اہمیت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔ الجنۃ تحت اقدام الامھات۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کی عرضداشت کے جواب میں یہ بھی فرمایا کہ تم پر سب سے زیادہ حق تمہاری ماں کا ہے اور تاکیداً تین بار یہ فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے سب سے بہتر ہو۔ گویا مرد کی بہتری اور برتری کا پیمانہ اس کے اہل و عیال کے ساتھ اس کی حسن معاشرت اور بہتر سلوک ہے۔

صنف نازک کی قدر و منزلت، لطافتِ حسن اس کے ساتھ رویہ میں نرمی اور لطف و کرم، اس کی عزت و ناموس کی حفاظت و تحریم کا حکم جیسا اسلام میں ہے اس کی مثال مشکل ہے۔ قرآن پاک جو رہتی دنیا تک کے لیے تمام انسانوں کے واسطے نسخۂ کیمیا اور سرچشمہ ہدایت و راہ نجات ہے اس میں جابجا عورت کے مرتبہ و مقام اور درجہ کی تعین و تشریح کی گئی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اپنی عبادت و بندگی کا حکم دیا ہے۔ وہیں اس کو اس امر کی بھی تاکید فرمائی ہے کہ وہ اپنے والدین (ماں باپ) کے ساتھ بہتر سے بہتر برتاؤ کرے اور اُن دونوں سے ہاں سے ہوں بھی نہ کرے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُ وَ اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَاناً۔ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا اُفٍّ وَلَا تَنْهَرْ هُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيماً۔ وَاَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ اَرْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيراً (سورة الاسراء / سورة بنى اسرائيل: ۲۳)

(ترجمہ) تمہارے رب نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

اور ماں* پ کے ساتھ حسن سلوک کروا/ تمہارے سامنے ان دونوں میں سے ا ۔* یہ دونوں ,ڑھاپے کو پہنچ جا N تو (خبردار) ان سے ہاں سے ہوں نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو، ان سے تعظیم وتکریم کی* ت کرو(؛ م گفتگو کرو) ان کے لئے %ہ ی کے* زو بچھاؤ (؛ می وتواضع سے پیش آؤ) اور یہ عرض کرو کہ ہمارے رب ان دونوں پ ویسے ہی رحم فرما جیسے ان دونوں نے مجھے بچپن میں* پلا ۔

جہاں -- مسلمان عورت کے حقوق کا سوال ہے تو ان میں بھی اس کی Ðادی شان اور شنا ٔ # ہے۔ ملکیت اور میراث میں اس کا حصہ، نکاح میں اس کی مرضی*٭ مساعد او*٭ رواحالات میں خلع کا حق*٭ ن نفقہ کے حقوق، شرعی حدود کے + رحصولِ علم کی مکمل آزادی، ماں کی حیثیت سے اولاد پ حق : مت کی*ٹ دتی وغیرہ تمام امور ایسے ہیں جو اسے دوسری قوموں کی خواتین سے ممتاز کرتے ہیں۔

مذہب اسلام میں عورت کے درجہ کا + ازہ اس* ت سے بھی لگا* جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں بلند مرتبہ* پ ک طینت* پ کباز ئی خواتین کا 5 + ٭ کرہ ہے، ان میں سرفہر & حضرت مریمؑ کا *٭ م٭ می ہے جن کی رفعت و بلندی کی دلیل سورۂ مریم ہے۔ حضرت %ہ ہ، حضرت آسیہؑ اور حضرت ایوبؑ کی شریکِ حیات جیسی معزز ومحترم ہستیاں بھی ہیں۔ علاوہ ازیں، ملکۂ سبا بلقیس بھی ہیں جو اقتدار وقوت وشو ٔ کی مالک، ذہین وفطین اور : م وحشم والی ہونے کے* وجود حق کی معرفت حاصل کر کے اور رشد وہدا $ سے بہرہ مند ہو کر فا ٔ٭ المرام ہو N ۔

سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے وابستہ خواتین کو* ریخ اسلام بلکہ اقوام عالم کی* ریخ میں ا ۔ مخصوص ومنفرد مقام ومرتبہ حاصل ہے۔ نور مبین سے آراستہ وپیراستہ، تقویٰ وطہارت سے از سر** پ مزین آپ ؐ کی والدہ ما ہ حضرت بی بی آمنہؓ، آپ کی حفاظت ونگہدا ٔ & کرنے والی حضرت امِ ایمنؓ، رحمت للعالمینؐ کی رحمت سے پورے طور پ سیراب ہونے والی حضرت حلیمہؓ سعدیہؓ، عالم کسمپرسی میں اپنے لازوال محبت سے سرشار کرنے والی * پ ک ذات حضرت : یجۃ کبریٰؓ اور امہات المومنینؓ جیسی ہستیاں اسلام کے دامن میں دُرِ بے بہا ہیں۔

محسن Kا M، Kا ن کامل صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس قسم کے معاشرہ کی داغ بیل ڈالی اور اس کی Mا وتکمیل فرمائی وہ عدیم المثال ہے۔ قرآن نے واضح الفاظ میں آپؐ کی بعثت کو عالم پر احسان عظیم سے تعبیر فرمایا اور آپؐ کے تزکیہ، تصفیہ اور تجلیہ کو قیامت تک پیدا ہونے والے Kا نوں کیلئے منت پذیری قرار دیا۔ اس Kا ن کامل کا کتنا بڑا احسان ہے جس نے بازاروں میں کوڑیوں کے مول بیچی جانے والی، زندہ درگور کردینے والی اور عیش و عشرت اور ہوس رانیوں کی شکار عورت ذات کو اپنی ہی قوم کے درمیان رسوائیوں و ذلتوں کے گہرے کنویں سے نکال کر کھلی و روشن فضاؤں میں نہ صرف قوت پرواز بخشی بلکہ اس کو اعلیٰ درجات بھی » فرمائے۔

اسی پاک و پاکیزہ معاشرہ کا ایک & سے درخشاں و بلند ترین سید و سرور عالمؐ کی طاہرہ و مطہرہ صا # زادی سیدۃ النساء فی العالمین حضرت فاطمہ زہرا علیہا و علی ابیہا الف الف سلام۔ بلاشبہ آپؐ کے فضائل و مناقب، Kا نی فہم و ادراک سے بالا ہیں اور جن میں عالم Kا M میں کوئی آپ کا شریک و مقابل نہیں ہے۔

آپؐ کے والد ماجد سردار الC ء صلی اللہ علیہ والہ وسلم، آپؐ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ جیسی عظیم ہستی۔ آپ کے شوہر نامدار امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، آپ کے فرزند ان والا تبار سرداران جوانان A حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین علیہما الصلوۃ والسلام، حضرت زینبؓ M جیسی عزم و حوصلہ، صبر و استقلال اور %ات والی آپ کی صاn ادی محترمہ۔

فخر موجودات عالم ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت سیدہؑ کے سلسلہ میں چند ارشادات مبارکہ ہی ان کی فضیل وعظمت کی دلیل ہیں۔

فرمایا فاطمۃؑ بضعۃ منی۔ فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، میری بیٹی فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے چاہنے والوں کو دوزخ سے دور رکھا۔ (Kئی) فاطمہؑ مجھ سے اور میں فاطمہؑ سے۔ جو چیز فاطمہؑ کے دل کو روک دیتی ہے وہی میرے دل کو روک دیتی ہے اور جو اس کے دل کو کشادہ کرتی ہے وہی میرے دل کو کشادہ کردیتی ہے۔ جو چیز اسے تکلیف دیتی

ہے وہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔

قیامت کے روز ا یہ پکارنے والا آسمان سے پکارے گا:

یــا اہــل الــجــمــع نــکسـو	اے اہل محشر تم اپنے سر جھکا لو اور
ارؤسکم وغضوا ابصارکم حتی	آنکھیں بند کرلو یہاں تک کہ فاطمہ .M
تــمــر فــاطــمــۃ بــنــت محمد صلی	محمد صلی اللہ علیہ وسلم صراط پر سے گذر
الــلــه علیه وسلم علی الصراط	جا N پھر حضرت فاطمہؑ ستر ہزار لو+ یوں
فــتــمــر مــعــهــا سبعین الف جاریة	کے ساتھ جو حوریں ہوگی بجلی کی طرح
مــن الــحــوارالــعــیــن کــمــرا لــبــرق	/؛ ریں گی۔
(الــدار ـة البیضاء فی تحقیق صداق	
فــــاطــمــة الــزهــراء ۱۸۶ بــحــوالــه	اے اللہ میں فاطمہؑ اور اس کی
الصواعق المحرقه)	اولا دکو شیطان رجیم کے آفات سے تیری
الــــلــهــــم اعیــذقهــــا بکــ	پناہ میں دیتا ہوں۔
وذریتها من الشیطان الرجیم	

خاتون .A حضرت سیدہؑ فطری طور پر نہایت$ متین وتنہائی پسند، صبر و استقامت، عفت وحیا اور توکل و رضا کا پیکر تھیں سرکار دو عالمؐ کی & سے چھوٹی اولاد اور اپنی ملکوتی صفات کی بنا پر & سے* دہ چہیتی اور محبوب تھیں۔ بچپن سے ہی اپنے والدین ما. ین کی صفات کو آئینہ قلب پر اس طرح منعکس کیا کہ ان کا آئینہ کمال بن گئیں آپ کی حیات مبارکہ کا ا یہ ا یہ پل اور ا یہ ا یہ سانس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض صحبت اور تعلیم و .M سے رچے بسے تھے۔

سرورکو 2 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعلان t ت کے بعد ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹے۔ خا+ ان کے لوگ اور* ہر کے سبھی در پے آزار ہوئے کیسے کیسے روح فرسا حالات پیدا ہوئے۔1 عظیم* پ کی عظیم بیٹی کے* پائے استقلال میں لغزش نہ آسکی۔ انھوں نے سخت تر ین حالات میں

بھی حضورؐ کی غمگساری اور : مت کو اپنا نصب العین بنا یا۔شعب ابی طا) میں قید و بند کی صعوبتیں، حضرت : یجتہ الکبریٰؓ جیسی ماں کی رحلت، طائف کے تبلیغی سفر سے واپسی پ سید عالمؐ کی خستگی جیسے حالات اور پھر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس عالم سے تشریف لے جا ۔جیسی قیامت ڈے ڈے جواں مردوں اور اثبات عزم کے دعو اروں کو متزلزل کردینے کیلئے کافی تھے 1 حضرت سیدہؓ نے کسی حال میں صبر واستقلال * مردی اور تسلیم ورضا کا دامن نہ چھوڑا۔

ہجرت مدینہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقد نکاح اپنے خا ان کے & سے بہتر فرد حضرت علی مرتضیٰؓ سے کر دیا۔ یہاں بھی ان کا صبر وشکر اور استقامت عدیم المثال ہے *۔ وجود ستی و • ت کے کبھی حرف شکا $ ن نہ لا N نہ کبھی مولائے کائنات کرم اللہ و õ سے کسی چیز کی فرمائش کی وجہ % ابی صحت کے کبھی کسی قسم کی جسمانی محنت ومشقت سے نہ گھبرا N جناب سیدہ صد i نے کبھی سچ کے سوا کچھ کہا ہی نہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صد iؓ فرماتی تھیں کہ میں نے فاطمہؓ کے والد رگوارؐ کے سوا فاطمہؓ سے * دہ سچا اور صاف گو دیکھا ہی نہیں۔

وہ قائم اللیل وصائم الدہر تھیں۔حضرت امیر لمؤمنین کرم اللہ و õ کی شہادت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء عبادت کرتی تھیں لیکن گھر W کام کاج میں سرمو فرق نہ آنے دیتیں۔حضرت سید امام حسنؓ کا ارشاد ہے کہ میں والدہ ما ہ کو کام دھندوں سے فرا (کے بعد صبح سے شام محراب عبادت میں اللہ تعالیٰ کے آگے / یہ وزاری اور دعا N مانگتے دیکھا کر ۔

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے تھے کہ جناب سیدہ زہراؓ گھر کے کام کاج میں لگی رہتیں حتیٰ کہ چکی پیستے وقت بھی قرآن * ک کا ورد جاری رہتا۔

آں ادب پ وردۂ صبر ورضا آسیا / دان و) قرآں سرا

عبادت الٰہی، احکام : ی کی کماحقہ تعمیل، تسلیم ورضا اور t ی کی مکمل پیروی ہی ان کی حیات طیبہ کا سرمایہ تھے۔ علم وفضل اور بصیرت کا یہ عالم کہ سید عالمؐ کے استفسار پ کہ عورت کی & سے اچھی صفت کون سی ہے۔ جواب دیتی ہیں کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس

کو دیکھے۔ کامل کے قول وفعل کی یکسا MI کی دلیل اس سے. ؑ ھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ انھوں نے اپنی ظاہری حیات میں بھی اس کا ہمیشہ اہتمام والتزام رکھا اور وصال کے بعد بھی ان کی اس فطرت پ ان کی وصیت کے مطابق عمل کیا H ۔

قد کان کل حجاب دون رویتها

فما قنعتِ لها یا ارض بالجب

ولا رایت عیون الانس تُدرکها

فهل حسدت علیها اعیُن الشهب

(ان کے d± ار کے ورپے تو پورے پ دے حائل تھے۔ اے زمین تو نے ان تمام پ دوں پ قنا (نہ کی اور خود ان کا حجاب بن گئی۔ تو نے نہیں دیکھا کہ K نوں کی آنکھیں اُنھیں د-] ہوں تو کیا ستاروں کی آنکھوں سے تو نے ان پ حسد کیا کہ تو خود ان کا حجاب بن گئی۔)

زہد وقنا (صبر وتوکل اور ان جیسی دوسری صفات حمیدہ آپ کی شخصیت مطہرہ کا حصہ تھیں۔ ایثار وسخاوت کا یہ حال تھا کہ خود کئی کئی روز کے فاقہ کے بعد اَ کوئی چیز میسر آتی اور اسی اثناء کوئی سائل آ جا- تو اس کو » فرما دیتیں اور اپنے لیے صبر وشکر پ قنا (کر لیتیں۔

جناب سیدہؑ کی تینوں حیثیتیں عدیم المثال ہیں: بیٹی۔ بیوی۔ ماں

ان تینوں حیثیتوں میں آپ کی* پ ک ؤ* پ کیزہ سیرت تمام د * کی خواتین کیلئے عموماً اور مسلم خواتین کے لئے خصوصاً قابل تقلید ولائق عمل ہے۔ کیو è Ł فاطمہ پ گامزن رہ کر دونوں جہان کی کامرانی اور خوشنودی الٰہی کو بآسانی دم × کیا جا سکتا ہے۔

دفتر تمام گشت و بپا یاں رسید عمر

❁ ❁ ❁

اسلام میں خواتین کی حیثیت
حضرت فاطمہؑ کی شخصیت کے حوالے سے

ڈاکٹر عذرا عا+ ی

اگر ہم اسلام کی تعلیمات کا) لباب در* یافت کر* چاہیں تو اسکا جواب ای- جملہ میں د* یا جاسکتا ہے کہ وہ Ki ن کی عظمت و سربلندی کی دعوت ہے وہ عزّت Ñ اور عظمت آدمیت کا درس دیتا ہے۔ اسلام کی نگاہ میں Ki ن اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے خامہ فطرت کا ای- عظیم شاہکار ہے۔ وہ اپنی ظاہری صورت اور* طنی خصوصیات دونوں کے اعتبار سے کائنات کی ای- مکرّم ہستی ہے جس کے شرف و فضیلت و. رگی کا مقابلہ د* کی کوئی مخلوق اور قوت نہیں کرسکتی ہے اس تصوّر کو تسلیم کرنے کے بعد Ki ن خواہ وہ مرد ہو* یا عورت کی عظمت فرش خاک سے بلند ہوکر کائنات مہہ وانجم سے بھی کہیں آگے نکل جاتی ہے اور اسے قدرتی طور پر ای- ایسا او™ مقام حاصل ہو جا* ہے کہ فکر Ã کے لئے جس سے بڑھ کر بلندی کا تصوّر ممکن نہیں۔ وہ ان Ã* یت کو جاہلانہ Ã* یت سمجھتا ہے جو عورت کو محض عورت ہونے کی وجہ سے ذلیل تصّور کرکے Ki M کی بلند* ین سطح سے دور N دیتے ہیں۔ اسلام نے واضح الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ عزّت و ذلّت، سربلندی و نگوں بختی کا معیار تقویٰ اور پرہیزگاری اور سیرت و اخلاق ہے جو اس کسوٹی پر جتنا کھر* $ ہوگا اتنا ہی اکی نگاہ میں قابل قدر اور مستحق اکرام ہوگا۔ چنانچہ قرآن نے خود بڑھ کر اسکا اعلان سورۃ نحل :

آ $ نمبر ۱۳، سورۃ ⅙ اب، آ $ نمبر ۵ اور سورۃ توبہ آ $ نمبر ۱۴ میں کیا۔

اسلام کے ¼ر سے قبل عورت کو ا ۔ غیر مفید عنصر سمجھ کر میدان عمل سے ہٹا ﷺ Hِ تھا اور اسے پستی کی طرف N ﷺ تھا۔ اسلام نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور بتا کہ ﷺ گی مرد اور عورت دونوں کی محتاج ہے رسول اکرمؐ سے . # آپ کی محبوب ﷺ ین شخصیت کے * رے میں سوال کیا Hِ تو آپ نے زوجہ کی حیثیت میں جناب : یجہ کو اور بیٹی جناب فاطمہ زہراؑ کو پہنچوا ۔ رسول اکرمؐ کی تعلیم نے لوگوں کی فکر وعمل میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ وہ صنف ﷺ زک کی چارہ / ی اور ,پ ورش کو اپنے لئے سرمایۂ حیات تصّور کرنے لگے۔

اسلام میں خواتین کی حیثیت کے ﷺ رے میں جو Ã یہ پیش کیا Hِ وہ اس اصولی حقیقت ,پ F ہے کہ مرد اور عورت دو الگ الگ صنفیں ہیں۔ تخلیقی اعتبار سے دونوں کی شخصیت میں فرق ﷺ جا ﷺ ہے اس لئے معاشرے میں ان کا دا ۂ عمل ا ۔ جیسا نہیں ہوسکتا۔ عورت کی شخصیت کے * رے میں یہ ہی تمام آسمانی مذاہب کا نقطہ Ã ہے۔ لیکن دورِ + میں آزادی نسواں کی تحری ۔ نے پہلے * رد * میں یہ ذہن پیدا کیا کہ خواتین ومرد دونوں یکساں ہیں۔ اسلئے دونوں کو ہر میدان میں یکساں کام کے مواقع ملنے چاہیے۔ اس تحری ۔ سے جڑی ا ۔ مصّفہ میری وولٹن نے ۱۷۹۲ء میں خواتین کے مسائل اور حقوق ,پ ا ۔ کتاب لکھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ تعلیم روزگار سیا & وغیرہ میں عورتوں کو مردوں کے ,ا مواقع ملنے چاہئیں۔ معاشرہ میں وہی اخلاقی معیار اُن کے لئے ہو ﷺ چاہیے جو کہ مردوں کے لئے ہے۔ ان جملوں سے صاف طور ,پ یہ ظاہر ہوجا ﷺ ہے کہ اس وقت ۔ ,, طا 6 میں خواتین کو ,ا کا درجہ نہیں 5 تھا اور وہ اپنے کو معاشرہ میں کمتر تصّور کر رہی تھیں۔ بہرحال آزادی 2 ان کی اس تحری ۔ کا مغربی ممالک نے ,ڑے زور وشور سے خیر مقدم کیا اور بیسویں صدی کے آغاز ۔ یہ فکر ساری د * میں چھا چکی تھی۔ اب اسی کے مطابق قوا 2 بنے ، بل * ,پ س کئے گئے اور معاشرے کا ہر شعبہ عورتوں کے لئے کھول ﷺ Hِ 1 عملاً یہ تجربہ سراسر ﷺ کام ﷺ $ ہوا دوسو سالہ جدّ وجہد کے بعد بھی اب ۔ عورت کو مرد کے ,ا کا درجہ معاشرے میں نہیں 5۔ آزادی 2 ان کی

اس تحر یـ کی مکمل*، کامیابی نے دو*. رہ لوگوں کو اس مسلئے کی تحقیق,پ آمادہ کیا۔ساری د* میں خالص سائنسی# از میں اس کا مطالعہ شروع ہوا اور0%کار یہ* .$ ہوا کہ عورت اور مرد کے درمیان تخلیقی فرق ہے۔یہی تخلیقی فرق وہ L ہے جسکی C دیپ عورت اور مرد کی شخصیت کو الگ الگ شعبہ عمل میں تقسیم کر دH*۔ کہ معاشرہ میں توازن,. قرار ہے خواتین کے*. رے میں دینی نقطÃ کو جھوٹے فلسفوں نے مشکوک کر دیـ تھا۔سائنس کے حقایق نے د*. رہ اسکو* .$ کر دیـ۔

عورت کا حقیقی دائیرۂ عمل:

اسلام نے ز# گی کا جو نقشہ تیار کیا ہے۔خواہ اسکا تعلق عبادات سے ہو* خا# انی Ä سے *یـ معاشرتی آداب سے،اقتصادی قوا 2 سے ہو*یـ اصولِ تہذ$ سے اس نے کسی بھی گوشہ میں عورت کی شخصیت کو مجروح ہونے نہیں دیـ۔دین میں عبادات کی جیسی اہمیت ہے اس سے ہر شخص واقف ہے ان عبادات کی ا یـ اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان کے مخاطب ہیں تو افراد لیکن ان کی ادائیگی کی صورت اجتماعی رکھی گئی ہے۔لیکن شریعت کی نگاہ میں اجتماعی عبادت میں عورت کی شر ! سے زیـ دہ اس*. ت کی اہمیت ہے کہ وہ اپنے محاذ,پ جمی رہے۔اسکا کسی اجتماعی,پ ہ/ ام سے الگ رہنا معاشرہ کے لئے اتنا ضرر رساں نہیں جتنا کہ اسکا اپنے مر/ کو چھوڑ* ہوسکتا ہے۔اسی لئے عورتوں,پ وہی عبادات وفرائض وا. # قرار دئے گئے جو انہیں اپنے مقاصد حیات سے انھیں غافل کرنے والے نہیں ہیں۔معاشرہ میں کسی فرد کے کامیاب رول ادا کرنے کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں۔پہلی شرط یہ ہے کہ وہ فرد صحیح فکر رr ہو* کہ بھلائی,. ائی،نفع ونقصان میں بہ اسانی تمیز کر سکے۔دوسری شرط یہ ہے کہ اسکو اپنی صوابِ د یـ کے مطابق عمل کے مواقع حاصل ہوں۔تیسری شرط یہ ہے کہ اگر ا یـ طرف فرد سے معاشرہ کی وفاداری کا مطالبہ ہو* ہے تو دوسری طرف اسکو معاشرہ کی خیر خواہی کے صحیح طر hں,پ عمل کرنے کا بھی حق دیـ جائے کیوè ان ہی کی C دیپ شخصیت کی نشو ۂ ہوتی ہے مندرجہ*. لا تینوں شرطوں کو ہم مختصر الفاظ میں تعلیم و M، مواقعِ عمل اور معاشرہ کی تعلیم واصلاح کی آزادی سے تعبیر کر h ہیں۔

اسلام نے صنفِ 2 اں کے سامنے زن+ گی کا جو فلسفہ پیش کیا اس میں اخلاقی* پ بند* یں تھیں، جا ئ * ن جا ئ ، حرام و حلال ،ثواب وعذاب، جنّت ودوزخ کا تصوّر تھا۔: ااور اس کے رسول کا اقرار اور ان کی فرمانبرداری کی تعلیم تھی۔ اس فلسفہ کی C دپ اسلامی معاشرہ کی تعلیم شروع ہوئی اور اس سے اخلاق وقوا 2 کی* پ بندی کا عہد لیاH* کہ وہ : ااور رسول کی مخالفت سے بچیں۔

عورت میدان علمِ وفکر میں:

اسلام نے عورت کی جدّ وجہد کو علم وفکر کے میدان سے خارج نہیں کیا بلکہ علم کی دو } کو جنس، قوم، فرقہ اور مذہب کی حد بندی سے دور رکھا* کہ ہر K ن * یدہ سے * یدہ علم حاصل کر سکے۔ قرآن مجید کی مختلف آیتیں اس کی دلیل ہیں یہی L تھا کہ . # عرب کی سرزمین پ اسلامی تعلیمات روشن ہونے لگیں تو مختلف خواتین نے اپنا تعاون * یجس میں خاص طور سے جناب : یجہ، جناب امّ سلمٰی اور حضرت فاطمہؑ کا* م لیا جا سکتا ہے جناب : یجہ مکّہ میں عورتوں کو* قاعدہ تعلیم دیتی تھیں جسکے لئے آپ نے ا - دینی مدرسہ قائم کیا۔ جناب امّ سلمٰی فتوے * ی کرتی تھیں جنکی تعداد کم وبیش تین سو* یاس سے بھی ز+ ہیں ا۔ جناب فاطمہؑ جنکی پ ورش میں جناب : یجہ، رسول اکرمؐ، امّ ایمن، امّ سلمٰی، ہمشیرہ جناب ہانی، زوجہ ابنِ عبّاس 2 وغیرہ کا تعاون رہا۔ جناب : یجہ کی وفات کے بعد جناب امّ سلمٰی کو آپ کی پ ورش کی ذمّہ داری سو } گئی لیکن جناب امّ سلمٰی خود اس * ت کا قرار کرتی ہیں کہ میں خود معصومۂ عالم سے M حاصل کرتی تھی نہ کہ میں آپ کو کچھ تعلیم دوں 3۔ جناب فاطمہ زہراؑ کے علم وفکر کے * رے میں علامّہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں امام عسکریؑ کی حد $ کو Ü کیا ہے۔ امام سے روا $ ہے کہ ا - عورت جسکی ماں کافی ضعیفہ تھیں وہ جناب فاطمہ زہراؑ کے گھر اکثر مسلئے مسائل د* یفت کرنے * یکرتی تھی۔ ا - دن اسے یہ احساس ہوا کہ کہیں اس کے . ا. آنے سے جناب فاطمہؑ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی۔ # اسنے یہ سوال آپ سے کیا تو آپ نے جواب * یکہ تم جو کچھ بھی مجھ سے د* یفت کر* چاہو کر سکتی ہو

مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی کیوèتم خود سوچو کہ اَ کسی شخص کو بھاری وزن پہاڑی کی او™ئی --
پہنچانے کے عوض ا ی- ہزار دینار ڈ ی جائے تو کیا اسےٰ گوارا َ رے گا۔آپ نے اپ ٰ ت کو آگے
,۔ڑھا ی اور فر ا ی کہ دینی مسائل کے جو ٰ ت دینے کیلئے: ا مجھے جو» کرے گا وہ بیشمار ہے۔آپ
فرماتی ہیں کہ میں تے**۔ جان سے یہ سنا ہے کہ جو لوگ: ا کی راہ میں اپنا علم% چ کرتے ہیں اور
اسے جہاد سمجھتے ہیں اللہ بھی اس کے عوض دس لاکھ بہشتی لباس انھیں » کرے گا ؎۔

عورت میدانِ عمل میں:

اسلام نے عورت کی جدّ و جہد کو صرف علم وفکر کے میدان -- محدود نہیں رکھا بلکہ اس کی
,پ وازِ عمل کے لئے اسے وسیع ت فضا مہیّا کی ہے۔ وہ جس طرح علم و ادب کی راہ میں پیش قدمی کرسکتی
ہے اسی طرح زرا (اور تجارت میں بھی ,ت قی کرسکتی ہے۔اس کی اس سعی کو ۔ تے ی کچل دینے
کے, خلاف اسلام اسے اسکی تکمیل کی دعوت دیتا ہے۔اسکی & سے عمدہ مثال جناب : یجہ ہیں
جو ملکۃ العرب کہلاتی تھیں۔ دوسری مثال جناب جا. ابن عبداللہ ا « ری سے رقم ہے آپ فرماتے
ہیں کہ میری خالہ کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی۔عدّت کی مدّت میں ہی آپ اپنے کھیت ,پ
گئیں اہ% مہ کے در ٰ# کو کٹو ی اور یہ ارادہ کیا کہ انھیں فرو ٰ# کریں لیکن کچھ مسلمانوں کو اس ,پ
اعتراض ہوا اور یہ معاملہ رسول اللہ کی : مت میں پیش کیاH آپ نے تمام حالات ġ کے بعد
فر ا ی: اے خاتون! آپ اپنے کھیت ,پ تشریف لے جا N اور در ٰ# کو فرو ٰ# کریں۔ بہت ممکن
ہے کہ اس رقم سے صدقہ وخیرات ی کوئی بھلائی کا کام آپ کرسکیں۔اسطرح یہ تمھارے لئے%
%ت کا L ہوگا ۵۔ ان الفاظ کے ذریعہ رسول اکرمؐ نے عورتوں کو بہی خواہی اور فلاح و بہبود
کے لئے اکسا ی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت عورت کو اس قابل دیکھنا چاہتی ہے کہ وہ اپنے
جیسے دوسرے K نوں کی : مت کرے اور اس کے ہاتھوں بھلے کام ا • م ,پ N ۔یہی L تھا کہ
جناب فاطمہؑ تمام K M کو یہ تعلیم دیتی Ā آتی ہیں کہ دیکھو اَ گھر کے # ربھی رہ کر تمھیں بھلائی
کرنے مواقع ملیں اور اللہ کی راہ میں صدقہ وخیرات دینے کا موقع ملے تو اسے گنواؤ نہیں۔ جا. ابن

عبداللہ ا« ری نے امام جعفر صادق علیہ اسلام سے یہ حدی$ رقم کی ہے کہ ای- بوڑھا عرب بدّو اپنی حا. # لیکر رسول اللہؐ کے* پ س آ* ی آپ نے اسے جناب بلال کے ہمراہ درِ سیدہ پ بھیجا اس نے اپنی حا. # بیان کی آپ نے اپنا ہار اسے دے* ی* کہ وہ اسے فرو # کر کے اپنی ضرو* یت کی تکمیل کر سکے۔ وہ عرب بدّو اس ہار کو لیکر رسول اللہؐ کی : مت میں آ* ی جسے عمّار بن* یسر نے اپنے * پ س رکھ لیا اور اس سوالی کی حا. # د* یفت کی ۔ اس شخص نے کہا کہ وہ بھوکا ہے اور ضعیف بھی ہے اس کے* پ س لباس بھی نہیں ہے جناب عمّار بن* یسر نے اسے بیس دینار دو سو درہم، ای- یمانی قمیض، سواری کے لئے اپنا گھوڑا اور کھانے کے لئے روٹی وغیرہ » کی، اس کے بعد بہت عزت کے ساتھ وہ ہار معا ی- غلام کے جناب فاطمہؑ کو واپس کیا۔ جناب فاطمہؑ نے ہار کو اپنے* پ س رکھا اور غلام کو آزاد کیا یہ تمام %ہ دیکھ کر وہ غلام ہنسنے لگا۔ جناب فاطمہؑ نے اس کا L د* یفت کیا تو اس نے جواب د* ی کہ میں اس* بت پ حیران ہوں کہ آپ کے اس ہار کے L ای- بھوکے کی بھوک مٹی، ضرورت مند کو لباس » ہوا، ای- غری$ کی غر$ دور ہوئی ای- غلام کو آزادی ملی اور یہ تمام چیزیں ہونے کے بعد بھی یہ ہار پلٹ کر اس کے* پ س آ* ی جس کا کہ وہ تھا۔٦

شریعت نے عورتوں کے لئے جو میدانِ عمل قرار* ی وہ اس کا اپنا گھر ہے۔ یہی L تھا کہ شہزادی کو 2 نے کسی B میں حصّہ نہیں لیا لیکن . # اسلام کی صداقت پ آنچ آنے لگی تو آپ اپنے کنبہ کے ساتھ مباہلہ کے میدان میں Ā آ N ۔ دینِ حق کی نُصرت اور حمای$ کے لئے خواتین نے اپنی گفتگو اور تقری کو ای- ذریعہ بنا* ی جسکی مثال جناب زی M کی وہ تقری یں ہیں جو واقعاتِ کربلا کے بعد آپ نے سوئے ہوئے ذہنوں کو بیدار کرنے کے لئے دیں۔ معصومۂ عالم نے جو کچھ کہا اور کیا وہ ذاتی مفاد سے* بالا* ہو کر خالص دین اور معاشرے کی بھلائی کے لئے کیا۔ اپنے ان حقوق کو حاصل کرنے کیلئے آپ د* بار- جانے سے بھی پیچھے نہیں ہٹیں جن سے کہ یتیموں، مسکینوں اور ضرورتمندوں کی حا. # پوری کی جا سکے۔

اسلامی* ریخ اس* بت کی شاہد ہے کہ معاشرے کی* قی اور اسے بحال بنانے میں

خواتین کے مشوروں کو بھی تا*H ہے۔ نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کا ا۔ اُسوہ اور طرِیق عمل جناب حسن بصری نے لکھا ہے رسول اکرمؐ مشورہ کرتے تھے یہاں۔۔ کہ عورت سے بھی اور کبھی وہ ایسی رائے بھی دیتیں جسے آپ اختیار بھی کرتے تھے۔ یہ اُسوہ ز گی کسی ا۔* چند پہلوؤں کے ساتھ مخصوص نہیں تھا بلکہ اس کا تعلق ہر نوعیت کے مسائل اور تمام پہلوؤں سے تھا۔ پھر چاہے غارِ حرا میں پیش آنے والے واقعات کا ذکر اپنی رفیقۂ حیات جناب: یجہ سے ہو۔ پھر صلح حدیبیہ کے موقع پہ جناب امّ سلمٰی کے اَ ا× ر مشورے ۸۔* ریخ اسلام نے انھیں محفوظ کرلیا۔ ا۔ اور اہم واقعہ جو جناب فاطمہؑ کے %ی ایاّ م ز گی میں پیش*۔ # آپ نے اسماM. عُمیس سے فر*یٔ کہ مسلمانوں میں جنازہ لے جانے کا طر i مجھے پسند نہیں۔ آپ نے خود اسماء کے ساتھ مل کر% مے کی شاخ اور پتّیوں سے اپنا* بوت تیار کیا جو کہ اس وقت ملک حبش میں « رئی میں رائج تھا۔ اس اَ ا× ر مشورہ اور طر i کو تمام مسلمانوں نے قبول کیا جسے & سے پہلے اسلام میں ا۔ عورت نے ہی رائج کیا۹۔

سورة% اب کی آ $ نمبر ۳۵ میں مومن مرد اور عورت کی جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ انھیں ا اَ بشری پیکر میں بیان کیا جائے تو جناب فاطمہ زہراؑ کی شخصیت اس کا ا۔ مکمل اور حقیقی نمونہ ہے۔ چاہے وہ اسلام کی پیروی کا ۔ ت ہو رہی ہو، صبر ہو، ایمان کی منزل ہو صدق ہو، ذکر اللہ ہو۔ پھر عبادت۔ معصومۂ عالم ہر ا۔ منزل پہ کامیاب Ā آتی ہیں۔ یہی L ہے کہ خالق عالم نے آپ کو تمام عالمین کی خواتین کی سرداری » کی اور رسول اکرمؐ نے اپنی دختر کو اپنا جُز قرار د n ان کی اطا (؛ اور مودّت کو%ت کی کامیابی قرار*۔ حضرت فاطمہؑ نے بحیثیت بیٹی، بحیثیت زوجہ، بحیثیت ماں اور بحیثیت مسلمہ جو دین کی: مات ا• م دیں وہ ہم & کے لئے ا۔ نمونہ عمل ہے جس میں کامیاب ز گی اور خوشحال معاشرے کا مکمل فلسفہ چھپا ہے۔: ا ہم & کو آپ کی طرح ز گی اَ· ارنے کی توفیق » کرے* کہ د * و%ت دونوں سنور سکے۔

حوالہ جات:

۱۔ مولاؔنا وحید الدّین خاں، خاتون اسلام، صفحہ۔۱۴۰

۲۔ علاّمہ سیّد نجم الحسن، چودہ ستارے، صفحہ ۹۳

۳۔ ایضاً، صفحہ ۹۲

۴۔ Fatima, The Gracious Compiled by Odeh A, Muhawesh, Page No.140

۵۔ ابو داؤد۔ کتاب الطلاق باب فی المبتوتہ تخرج بالنہار ورداہ مسلم وابن ماجہ

۶۔ Fatima, The Gracious Compiled by Odeh A. Muhawesh,Page No 126.127

۷۔ ولد بن قتیبہ، ایوان الاخیا، جلد اوّل، صفحہ ۲۷

۸۔ بخاری، کتاب شروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل لاعرب انخ

۹۔ طبقات ابنِ سعد جلد ۸ صفحہ ۲۰۴

❁ ❁ ❁

حضرت فاطمہ زہراؑ نمونۂ خواتین عالم

شہناز پروین

حضرت فاطمہ زہراؑ کے یوم پیدائش کے موقع پر ایران میں ہر سال ۲۰ جمادی الثانی کی جشن منا* جا* ہے یہ دن ''یوم خواتین'' کے* م سے منسوب ہے۔اس دن شوہر اپنی بیوی کو W اپنی والدہ محترمہ کو بھائی اپنی بہنوں کو تحفے دیتے ہیں ان کی تکالیف کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور é قدر کرتے ہیں صرف یہ ہی نہیں بلکہ مختلف اداروں میں ان کے ساتھی خواتین کو تحفے دیتے ہیں اور ان کی قدر کرتے ہیں۔

خواتین وحضرات صحت مند ذہن ایسے لوگوں کا ا* ہو* ہے جو* پ ک* ز اور* پرسا ہوتے ہیں جن کی ز* گی ا* اعلی مقصد کے لئے وقف ہوتی ہے جن کا وجود منبع خیرات و* کات ہو* ہے جن کا دامن اما M، خودغرضی، حرص و رذائل سے* ک ہو* ہے جو ز* گی کے افق پر مہر و مہ بن کر نمودار ہوتے ہیں ان کی حیات مستعار کی ہر گھڑی نبی نوع K ن کی خیر خواہی میں گذرتی ہے اور # وہ د* سے رخصت ہوتے ہیں تو اپنے پیچھے بطور* یادگار ایسے Ý ش چھوڑ جاتے ہیں جو آنے والی نسلوں کے لئے مینارہ نور کا کام دیتے ہیں جی ہاں ! حضرت فاطمہ زہراؑ ایسی ہی خاتون تھیں جن میں یہ تمام صفات موجود تھیں۔فاطمہ زہراؑ کون تھیں؟

فاطمہ زہراؑ سرورکو 2 فخر موجودات رحمت دوعالم سید الC والرُسل صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی چہیتی صا ñ ادی تھیں۔کتب حد$ اور سیر* ریخ میں سیدہ فاطمہ زہراؑ کی ابتدائی ز* گی کے

جو واقعات ملتے ہیں ان سے ان کے بچپن سے سنِ شعور تک کی زندگی پر جو روشنی پڑتی ہے ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہؑ فطری طور پر نہایت تنہائی پسند طبعیت کی مالک تھیں۔ بچپن میں انھوں نے نہ کبھی کھیل کود میں حصہ لیا اور نہ ہی گھر سے باہر قدم نکالا۔ رسول اکرم صلی علیہ والہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو ان سے حد درجہ محبت تھی اور کیوں نہ ہو؟ ننھی سیدہ بچپن ہی میں اپنے فخر موجودات اور اپنی امیؑ کی عادات واطوار، رفتار و گفتار کو غور سے دیکھتیں اور حضور پر نور کی عاداتِ مقدسہ کو اپنے آئینہ قلب پر منعکس کرتی رہتیں۔ سید الانامؐ باہر سے تشریف لاتے تو بلند آواز میں سلام کرتے۔ پھر چند لمحے توقف کے بعد گھر کے اندر داخل ہوتے ننھی سیدہ اپنے بابا اور پیارے باپ کی آواز سن کر گھر کے دروازے تک دوڑی ہوئی جاتیں اور حضور کی انگشتِ مبارک پکڑ کر ساتھ لاتیں۔ سرورعالم اپنی نشست گاہ میں پہنچ کر اپنی آغوش مبارک میں لے لیتے اور نہایت شفقت و محبت کے ساتھ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے۔

بعثت کے بعد سرور کونینؐ تین سال تک نہایت راز داری کے ساتھ اپنا فریضۂ تبلیغ ادا فرماتے رہے۔ چوتھے سال کے آغاز میں خدائے حکیم و برتر کی طرف سے واضح حکم آیا:

فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشركين

ترجمہ۔ احکام الہی بلاخوف سنائیے اور مشرکوں کی طرف سے منہ پھیر لیجئے یعنی ان کی مخالفت کی پرواہ نہ کیجئے۔

تو حضور نے ہر خاص و عام کو علانیہ حق کی طرف بلانا شروع کردیا۔ اس پر کفار مکہ آپ کی جان کے درپے ہوگئے اور انھوں نے حضورؐ کو ستانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ حضورؐ کے ساتھ ساتھ آپؐ کی دعوت قبول کرنے والوں کو بھی اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور ان پر ایسے ایسے ظلم کئے جو انسانیت کے خلاف ہے۔ سیدہ فاطمہؑ نے ایسے ہی نامساعد حالات میں پرورش پائی وہ اپنے عظیم باپ اور ان کے ساتھیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھتیں تو بہت آزردہ ہو جاتیں۔ لیکن کمسنی کے باوجود وہ ان حالات سے کبھی خوفزدہ نہ ہوئیں بلکہ ہر مشکل موقع پر حضور کی غمگساری اور جو خدمات انجام دیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔

ا- روا$ میں ہے کہ سرور عالمؐ .# طائف سے مکہ واپس تشریف لائے تو خستگی اور زخموں کی وجہ سے ٹ ھال تھے سیدہ فاطمہؓ+ پ رأ امی کا یہ حال دیکھ کر سخت مضطرب ہو N اور کئی دن -- ,. ڈی تن دہی کے ساتھ حضور کی: مت گذاری میں مصروف رہیں. # -- آپ کی صحت بحال نہ ہوگئی۔

.#*. پ اپنے وطن میں رہ کر مسافر، اور اپنے میں بیگانہ، اپنوں کے ہوتے ہوئے تنہا، اپنی ژ. ن بولنے والوں میں بے ژ. ن، ہر وقت جہل و.$,پ ستی. سر پیکار، تبلیغ کرنے میں - وتنہا تھے تو فاطمہؓ ہی تھیں جو اپنی بے لوث محبت سے+ پ رأ امی کے دل کو شاد کرتیں اور یہی وجہ تھی کہ پیغمبرؐ فرماتے تھے تمہار* ,. پ تم پ قژ. ن ہو* یہ کہ اپنے* .پ کی ماں کے لقب سے پکارتے تھے۔(یعنی ام ابیھا) چوè فاطمہؓ اپنے والد. رگوار کے لئے مثل ماں تھیں۔

فاطمہ زہراؑ سرور کو 2 فخر موجودات رحمت دو عالم سیدالC والرسلؐ چہیتی صا ñ ادی تھیں فاطمہ زہراؑ کی صورت وگفتار ورفتار سرور عالم سے بہت ژ* دہ مشابہت رb تھی یہ ہی نہیں بلکہ حضور اکرمؐ کے بہت سے ظاہری ژ* طنی اوصاف ان کی ذات میں موجود تھے فاطمہؓ رفتار وگفتار میں حضو را کرمؐ کا بہترین نمونہ تھیں ہمیشہ سچی اور صاف* ت کہتی تھی فاطمہ زہراؑ ا -* پ رسہ مومنہ تھیں اس لئے وہ اپنے تمام اعزہ واقژ* سے بہت محبت کرتی تھیں اور ان سے حسن سلوک اور احسان ومروت سے پیش آتی تھیں۔سیدہ فاطمہ زہراؑ رسول* پ کؐ کی اطا (وفرمانبرداری کو% وایمان سمجھتی تھیں وہ ہر کام میں حضورؐ کی پیروی کرتیں حضور سے کوئی مسئلہ حکم* یا ارشاد صادر ہو* تو اس کو. رجان بنا لیتیں اور اسی کے مطابق عمل کرتیں۔

پیغمبر اسلامؐ اپنی صا ñ ادی فاطمہؓ کی بہت ژ* دہ تعظیم کرتے تھے. # کبھی حضرت فاطمہؓ اپنے. رگوار کی: مت میں حاضر ہوتیں تو آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے انھیں اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پ بٹھاتے۔ا- روا$ میں ہے حضورؐ سفر پ تشریف لے جاتے تو & سے% میں سیدہ فاطمہؓ سے رخصت ہوتے اور .# سفر سے واپس آتے تو & سے پہلے سیدہ فاطمہؓ ہی سے 5 قات کرتے۔یہ اس لئے نہیں کہ وہ آپ کی چہیتی صا ñ ادی تھیں بلکہ

حضرت فاطمہؑ کی قدر ومنز } ان کی عفت وعصمت اوردرجات عالیہ کے بےا تھی۔

. # فاطمہؑ سن بلوغ کو پہنچی تو آپ کی خواستگاری کے لئے بہت سے پیغامات آئے جس وقت حضرت علیؑ ،فاطمہ زہراؑ کی خواستگاری کے لئے تشریف لائے تو ان کے* پس مال د* میں سے کچھ نہ تھا لیکن پھر بھی اے ایسے جوہر کے مالک تھے کہ جس میں & کچھ پنہاں تھا اور وہ تھا تقوی الٰہی اور شرافت Ki نی۔پیغمبر اکرمؐ نے قبول فر*ای۔پیغمبر اسلامؐ نے علیؑ سے در* یفت کیا: اے علیؑ! فاطمہؑ کو مہر دینے کے لئے آپ کے* پس کیا ہے؟علیؑ نے جواب* یہ میرے* پس صرف اے تلوار،اے او$ ،اے گھر اور اے زرہ ہے حضور اکرمؐ نے کہا گھر تو ضروری چیز ہے یہ نہ ہو تو فاطمہؑ کو کہاں رکھو گے؟ او$ سفر اور تجارت میں کام* ہے اور تلوار B میں کام آتی ہے1 ہاں تم بہادر ہو جوانمرد ہو زرہ کے بغیر تمہارا کام چل سکتا ہے،لہذا اسے فرو# کر کے فاطمہؑ کا مہر ادا کرو حضرت علیؑ* زار گئے اور زرہ فرو# کی اور کل رقم : مت پیغمبر میں لا کر پیش کر دی۔اسی رقم سے رسول: ؐ نے فاطمہؑ کا جہیز% اور ولیمہ کیا۔

سرکار عالم نے اپنی لخت جگر کو جو جہیز* یہ مختلف روایتوں کے مطابق اس کی تفصیل اس طرح ہے۔اے بستر جس میں اون بھری ہوئی تھی،اے نقشی تخت،اے چمڑے کا تکیہ جسمیں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی،اے مشکیزہ دو مٹی کے. تن اے پیالہ،دو چادریں،دو* زوبندØئی،اے جاÚز۔

خواتین وحضرات فاطمہ زہراؑ کی ازدواجی ز+ گی نہا$ خوشگوار تھی حضرت علیؑ ان کی ,ڑی عزت کرتے تھے اور ان کا بہت خیال رp تھے فاطمہؑ بھی اپنے شوہر* مدار کا دل وجان سے احترام کرتی تھیں اور ان کی : مت گذاری میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتی تھیں۔

تین ہجری کو فاطمہ زہراؑ کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوئی جس کا* م 'حسنؑ' رکھاH حضور اکرمؐ خوش ہوئے اور فاطمہؑ کے گھر تشریف لے گئے اور امام حسنؑ کو اپنی آغوش میں لیا اور کان میں اذان دی۔امام حسنؑ کے اے سال بعد امام حسینؑ کی ولادت ہوئی اور اب رسول اکرمؐ کو اپنے Wبیٹا ''قاسم اور طاہر'' کہ جن کا بچپن میں انتقال ہH تھا حسنؑ وحسینؑ کی صورت میں مل گئے گو* یہ قدرت

کو یہ منظور تھا کہ ± پیغمبر آپ کی صا ñ ادی فاطمہؑ سے* .قی رہے ان دوستاروں کے f ع سے ا- ایسا* افق وجود میں*آ یے کہ جس میں رسولؐ، علیؑ و فاطمہؑ اور خود اپنے آپ کو دیکھ رہے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ نے: اکا شکر ادا کرتے ہوئے ان دونوں بچوں کو اپنے بیٹوں کا قائم مقام سمجھ کر اس قدر محبت کی کہ د* حیرت زدہ رہ گئی۔اس کے بعد ا- بچی تولد ہوئی جس کا* م زینبؑ رکھا اور اس کے ا- سال بعد فاطمہ زہراؑ کے ا- اور بچی کی ولادت ہوئی جس کا* م ام کلثومؑ رکھاH یا۔

فاطمہ زہراؑ کو عبادت الٰہی سے بے حد لگاؤ تھا وہ قائم اللیل و دائم الصوم تھیں۔امام حسنؑ مجتبیٰ سے روا$ ہے کہ میں نے اپنی والدہ/ امی فاطمہؑ کو اکثر دیکھا ہے کہ جمعہ کی ث& úز کے لئے محراب میں کھڑی ہوتیں اور صبح -- رکوع و سجود میں مشغول رہتیں نہا$ خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کرتیں اور دعا N مانگتیں وہ دعا N اپنے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمان عورتوں اور مردوں کے لئے مانگتی تھیں۔عبادت کرتے وقت سیدہ فاطمہؑ کا نورانی چہرہ زرد ہو جا* ، آنکھیں نم ہو جاتیں اور* ؤں سوج جاتے اور جسم پر لرزاں طاری ہو جا* ۔آنکھیں نم ہو جاتیں سخاوت کا یہ عالم تین دن مسلسل روزے رکھے اور اپنے آگے کا کھا* سائل کو دے* ی۔1 کسی سائل کو اپنے در سے کبھی خالی ہاتھ نہ جانے* ی۔ ہمیشہ دوسروں کی ضرورتوں کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھتیں اور ہر چھوٹے .ڑے سے* می سے پیش آتیں۔ا- مرتبہ کسی نے سیدہ فاطمہؑ سے د* یفت کیا چالیس اŠں کی زکوٰۃ کیا ہوگی؟ سیدہ فاطمہؑ نے فر* یا! تمہارے لئے صرف ا- او$ اور/ میرے *پ س چالیس او$ ہوں تو میں سارے ہی اللہ کی راہ میں دے دوں۔

فاطمہ زہراؑ گھر کے تمام کام خود بہ حسن و خوبی ا• م دیتیں۔ا- روا$ میں ہے کہ سیدہ فاطمہؑ کنیز مانگنے کے لئے سرور عالمؐ کی : مت میں حاضر ہو N لیکن شرم و حیا حرف مدعا ز* .ن پر لانے میں مانع ہوئی۔تھوڑی د* .رگاہ t ی میں بیٹھ کر واپس آگئیں دوسرے دن حضورؐ خود فاطمہؑ کے گھر تشریف لے گئے اور فاطمہ زہراؑ سے پوچھا! فاطمہؑ کل تم کس غرض کے لئے میرے *پ س آئی تھیں سیدہ شرم کے* . (کچھ عرض نہ کرسکیں۔اس موقع پر حضرت علیؑ نے عرض کیا* یا رسول اللہؐ فاطمہؑ کے ہاتھوں میں چکی سے* ٹ پینے کے* . (آبلے پڑ گئے ہیں میں نے ان سے کہا تھا کہ

اپنے لئے ا یہ کنیز ما نگ- لاؤ کہ تمہاری تکلیف کچھ کم ہو جائے رسول اکرمؐ نے فرمایا تم جس چیز کی خواہشمند تھیں اس سے بہتر چیز میں تم کو بتاتا ہوں سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۔ ۳۳ مرتبہ الحمدلله ۔ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لئے غلام سے بڑھ کر ثابت ہوگا۔ سیدہ فاطمہؑ نے شکر ادا کیا اور پیغمبر اکرم سے عرض کیا میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے اسی حال میں راضی ہوں۔

محدثین نے حضرت فاطمہؑ کے مختلف لقب لکھے ہیں۔ زہرا۔ صدیقہ۔ طاہرہ۔ راضیہ۔ مبارکہ۔ بتول وغیرہ لیکن زہرا لقب نے سب سے زیادہ شہرت حاصل کی۔ کبھی یہ نام ایک ساتھ ہے (فاطمہ زہراؑ) کبھی عربی ترکیب کے لحاظ سے (فاطمۃ الزہراؑ)۔

حضرت فاطمہ زہراؑ انتہائی عفیف و نجیب و باحیا تھیں وہ صاحب عصمت و عفت و اطہر تھیں وہ صفات فاصلہ اور اسرار الٰہی کی حامل تھیں انھیں قوت ارادی عشق الٰہی ، تہذیب و پاکیزگی و بزرگی و عزت اپنی والدہ گرامی سے حاصل ہوئی تو دوسری طرف ملکات آسمانی ، تقویٰ و پرہیزگاری، رسائی، عقل و ہوش مندی مشکلات میں صبر و قناعت بردباری وایثار اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی نیز اپنے شوہر سے شجاعت و بہادری فصاحت و بلاغت سیکھا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ فاطمہ زہراؑ نے شادی سے پہلے اپنے والد بزرگوار کے گھر جو مختصر زندگی گذاری وہ تو خود اپنی مثال آپ ہے جس کے باعث رسول اکرمؐ اپنی دختر کو ام ابیھا کہہ کر پکارتے تھے شادی کے بعد حضرت فاطمہؑ کی زندگی کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی اس عظیم خاتون نے اپنے دامن تربیت سے کیسی کیسی عظیم اور انقلابی شخصیتوں کو جنم دیا کہ جسے تاریخ عالم کبھی فراموش نہیں کرے گی ۔ کربلا کے سرخیل حریت امام حسینؑ اسی آغوش تربیت کا بے مثال نمونہ ہیں ۔ اسی طرح امام حسنؑ بھی اور کربلا کی شیر دل خاتون حضرت زینبؑ کے نام سے کون واقف نہیں جنھوں نے دربار یزید میں خطبہ دے کر انقلاب برپا کر دیا اور یہ شیر دل خاتون بھی حضرت فاطمہؑ کی آغوش تربیت کا ایک بہترین نمونہ ہیں۔

مختصراً یہ کہ مسلمان خواتین کے لئے سیدہ فاطمہ زہراؑ میں اس کی زندگی کے تمام مراحل

بچپن، جوانی ،شادی ،سسرال ،شوہر ،خانہ دار،عبادت ، زہدوتقوی ,پ ورش ، اولاد صدقہ وخیرات : مت خلق اعزہ واقر* . سے محبت ,پ ڑوسیوں کے ساتھ حُسن سلوک ،غرض ہر مرحلہ حیات کے لئے نمونہ موجود ہے فاطمہ زہراؑ کے Ýش حیات دختران اسلام کے لئےمشعل راہ ہےاوران کی پیروی د* وo% ت میں فلاح وکامرانی کی ضامن ہے ۔اللہ ہم & کوان کی پیروی کرنے کی توفیق » فرمائے (آمین)

خواتین وحضرات فاطمہ زہراؑ کے تمام اوصاف کا مفصل بیان اس مختصر سے مضمون میں مشکل ہے ۔لہذاامام خمینی کے چنداشعار جوانھوں نے حضرت فاطمہ زہراؑ کی مدح میں لکھے ہیں اسی ,پ اکتفا کرتی ہوں :

ازلیت خمیر خاک تیرا + $ جبین سے پیدا
جلوہ تیرا ہے آ $ رحمت آستیں تیرا را $ قدرت
تیرا بستر بہ فیض حق ، جودت تیرا تکیہ ہے رافعت و رحمت

حوالہ جات:

۱۔ ,./+ گان حضرت فاطمہ زہراؑ علیہا اسلام * . زنویسی مھدی رحیمی
۲۔ فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا نوشتہ استاد توفیق ابوعلم
۳۔ طا) ہاشمی، سیرت فاطمہ الزہرا۔
۴۔ عز ی الحسن جعفری، اسلام کی دس عظیم خواتین۔
۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صا ñ *ا ی ں۔
۶۔ معصومین کا تعارف: حضرت فاطمہ زہراؑ (سلام اللہ علیہا) اO رات ا « *ز ی ن قم

❁ ❁ ❁

مسند فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

ڈاکٹر سید فرمان حسین

مسند کی جمع مسا 7 ہے۔ مسند اس روا$ کو کہتے ہیں جس کے راویوں کا سلسلہ معصوم -- مذکور ہو، اس کے مقابل مسلسل ہے۔ اس حد$ کو مسلسل کہا جا* ہے جس کے راویوں کا سلسلہ منقطع ہو۔

مسند اس کتاب کو بھی کہتے ہیں جس میں احاد$ کی جمع آوری میں کسی -M کا لحاظ رکھاH ہو۔ مثلاً جن اصحاب نے معصوم سے روا$ کی ہو ان کا + کرہ حروف تہجی کی -M کے لحاظ سے ہو* ان کا ذکر سبقت اسلامی کی C دِ ہو* کسی خاص خا+ ان سے تعلق کی C دِ ہو* زمانہ کے تقدم و%0 کی بناء پ ہو چاہے وہ حدیثیں صحیح ہوں* غیر صحیح ہوں۔

جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا سے منسوب تین کتابیں اس وقت -- راقم السطور کے علم میں ہیں۔

۱۔ صحیفۃ الزہراؑ، ۲۔ مصحف فاطمہؑ، ۳۔ مسند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام

۱۔ صحیفۃ الزہراؑ۔ یہ صحیفہ جواد قیومی اصفہانی نے مر$ کیا ہے اور موسئہ نشر اسلامی قم نے اسے شائع کیا ہے۔ مقالہ نگار نے اس کے دوسرے +ٹ C کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں کل 356 صفحات ہیں اور قیمت 750 تومان ہے۔ ا- صفحہ پ عربی عبارت ہے اور اس کے مقابل صفحہ پ اس کا فارسی - جمہ ہے گو* کل عربی عبارتیں 178 صفحات میں ہیں۔ پہلی فصل میں معصومہؑ کو 2

سے منقول دعا N درج کی گئی ہیں اور ان کے موضوعات مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ اللہ کی حمد اور حاجتوں کے لیے دعا N ، ۲۔ںٔا ز سے متعلق دعا N ، ۳۔رنج وغم دور کرنے اور حاجتوں کو پورا ہونے کی دعا N ، ۴۔خطرات اور بیماریوں سے حفاظت کے لئے دعا N ، ۵۔*یم ہفتہ اور مہینوں سے مخصوص دعا N ۔۶۔آداب خواب سے متعلق دعا N ، ۷۔افراد کی مدح* یذمت کے سلسلہ میں دعا N ،۸۔روزِ قیامت سے متعلق دعا N ،۹۔متفرق امور کے سلسلہ میں دعا N ۔یہ حصہ صفحہ 38 سے 213 -- ہے۔

دوسری فصل میں جناب سیدہ کو 2 کے تین خطبے ہیں۔ پہلا خطبہ وہ ہے جو شہزادی نے فدک چھن جانے کے بعد ارشاد فر*یا تھا دوسرا خطبہ وہ ہے جو مہ% ین وا « رکی خواتین کے لئے حا) مرض میں ارشاد فر*یا تھا اور تیسرا خطبہ میں ان لوگوں سے خطاب ہے جنھوں نے امیر المومنین کا حق غصب کر لیا تھا۔

تیسری فصل میں شہزادی کو 2 کے چالیس اقوال درج ہیں۔ان میں اللہ کی حمد، قرآن کی توصیف، مدح رسول، علماء کی فضیلت امام حسین کے قاتلوں کا ا• م،۔کھا* کھانے کے آداب، اور آ%الذکر کے سلسلہ میں آپ نے فر*یا ہے کہ کھا* کھانے میں* رۃ* توں کا لحاظ کر* چاہئے اور ہر مسلمان کے لئے ان کا پہچاننا اور جاننا ضروری ہے ان میں سے چار* تیں وا. # ہیں:

ا۔معرفت، ۲۔رضا و خوشنودی، ۳۔اللہ* م8* ، ۴۔شکر کر*۔

سنن یہ ہیں: ا۔کھانے سے پہلے وضو کر* ،۲۔کھانے کے* N طرف بیٹھنا،۳۔تین انگلیوں سے کھا* کھا* (چوتھی* ت کا + کرہ کتاب میں نہیں ہے) کھانے کے آداب یہ ہیں:

ا۔جو چیز قری$ ہو اسے کھا* ، ۲۔چھو* لقمہ 8 ، ۳۔لقمہ کو خوب چبا کر کھا* ، ۴۔لوگوں کے چہرہ پر کم سے کم نگاہ ڈالنا۔

اس کے علاوہ اس فصل میں شبِ قدر کے فضائل، مہمان نوازی، پڑوسیوں کے حقوق، ماں کا رتبہ، اچھے مرد اور اچھی عورتوں کی صفات، بہترین عورت کون ہے۔ حجاب، دعا کا بہترین وقت (غروب آفتاب کا وقت) وصف مومن، روزہ دار کے فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ (اس سلسلہ میں فرمایا ہے کہ مـا یَصْـنَـعُ الـصـائـم بـصـیـامه اذالم لیُصن لسانه وسـمـعـه واجره و جوارحه ۔اس روزہ کا کیا فائدہ جبکہ روزہ دار اپنی زبان، کان، آنکھ اور جوارح کو برائیوں سے نہ روکتا ہو)۔

چوتھی فصل میں وہ استغاثے ہیں جن میں خاتون جنت کو وسیلہ بنا کر اور خطاب کر کے دعائیں کی گئی ہیں۔

پانچویں فصل میں وہ قصیدے ہیں جو لوگوں نے معصومۂ عالمؑ کی شان میں کہے ہیں۔

چھٹی فصل میں ان ماخذ اور مصادر کا تذکرہ ہے جن سے ان ادعیہ، خطبات اور کلمات کو اخذ کیا گیا ہے۔ مصنف نے مؤلف کا نام اور اسناد کا بھی تذکرہ ہے۔ جس کی وجہ سے کتاب کا اعتبار بہت بلند ہو جاتا ہے۔

۲۔ مصحف فاطمہؑ، اس کا تذکرہ مختلف کتابوں میں ملتا ہے۔

اصول کافی جلد ا۔ صفحہ 241 پر یہ روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے کسی نے مصحف فاطمہؑ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسولؐ کی وفات کے بعد فاطمہؑ 75 دن زندہ رہیں (مقالہ نگار کا متعدد روایات کا مطالعہ کرنے کے بعد خیال یہ ہے کہ یہ مدت 75 دن نہیں بلکہ 95 دن ہے)۔

وہ اپنے پدر بزرگوار کی رحلت کے صدمہ سے بے حد رنجیدہ اور غمزدہ تھیں۔ اس زمانے میں جبرئیل امین آتے تھے اور انھیں تعزیت اور تسلیت پیش کرتے تھے اللہ کے نزدیک۔ آں

حضرات کے مرا$ و درجات کے* رے میں بتاتے۔اور یہ بھی بتاتے کہ شہزادی کے بعد ان کی ذر$ کو کیا کچھ پیش آنے والا ہے۔حضرت علیؑ ان تمام* توں کو لکھ e تھے۔یہی مصحف فاطمہؑ ہے۔اس میں + کرہٗ حلال وحرام یعنی احکام شریعت کا بیان نہیں ہے بلکہ آنے والے زمانہ کے حالات کے* رے میں پیشین گوئیاں ہیں۔

کافی اور بصا‏ئر الدرجات کے مطابق اس میں سیدہٗ کونینؑ کی وصیتیں بھی ہیں اور تمام ائمہ طاہرین اور ان کے والدین کے* م بھی درج ہیں۔

دلائل الامامتہ میں اس مصحف کے* رے میں مکمل اسناد کے ساتھ یہ روا$ مذکورہ ہے کہ فیہ خبر ما کان وخبر مایکون الی یوم القیامۃ۔اس میں زمانۂ ماضی کے حالات اور قیامت -- رو ہونے والے واقعات کا بیان ہے۔

دلائل الامامہ میں یہ بھی روا$ ہے کہ اس مصحف کو جناب سیدہ نے حضرت علیؑ کو دے* تھا۔انہوں نے امام حسنؑ اور انہوں نے امام حسینؑ کو دے* اس کے بعد یہ ان ہی (امام حسینؑ) کی ± میں ہے اور صا # الامر-- پہنچ جائے گا۔

ابوبصیر نے امام جعفر صادقؑ سے Ü کیا ہے کہ آپ نے فر* کہ ہمارے* س مصحف فاطمہؑ ہے۔تم نہیں جا... کہ وہ کیا ہے۔میرے (ابوبصیر کے) استفسار پ انہوں نے فر* کہ وہ ا- صحیفہ ہے جو حجم میں قرآن مجید کا تین H ہ ہے۔اس میں قرآن کا کچھ بھی حصہ شامل نہیں ہے۔ یہ صحیفہ امیر المومنین نے جناب سیدہ کے لئے تیار کیا تھا۔اس میں جناب سیدہ کی ز+ گی اور عالم اسلام کے عام حالات کا + کرہ ہے۔عبداللہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ ا- شخص جناب سیدہ کی : مت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ کے* س کوئی ایسی چیز** ت ہے جو آپ ہمیں عنا$ فرما سکیں۔آپ نے کنیز کو اشارہ کیا کہ وہ صحیفہ لے آؤ۔کنیز نے اس کو تلاش کیا 1 وہ نہ مل

سکا۔ جناب معصومہؑ عالمؑ نے کنیز کو دۃ* رہ حکم ؔ* یِ کہ اسے تلاش کرو۔ وہ میرے لیے حسنؑ اور حسینؑ کے., ا. ہے، تلاش ۃ یِ ر کے بعد وہ صحیفہ د 7 یِ ب ہH ا س میں ا ی۔ حد$ یہ بھی تھی۔

''وہ شخص صا # ایمان نہیں جس کے شر سے اس کے, پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔ جو شخص اللہ اور روزِ آ%ت, پ یقین رr ہو اسے چاہئے کہ اچھی* ت کرے* یِ خاموش رہے۔ بے شک اللہ ,. ۃ* ر اور معاف کرنے والے شخص کو دو & رr ہے اور+ گفتار+ ژ* ن، بخیل، بھکاری اور متکبر کو *. پسند کر* ہے۔ بے شک حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان متاع .A ہے اور+ گوئی فحش گوئی ہے اور دوزخ کا سرمایہ ہے۔''

۳۔ مسند فاطمہؑ: اسے شیخ عز* اللہ العطاردی نے مر$ کیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ انہوں نے ۳۸ اور کتابیں بھی* لیف* یِ تصنیف کی ہیں۔ ان کے* م یہ ہیں:

ا۔ مسند امام کاظمؑ، ۲۔ مسند امام رضاؑ، ۳۔ مسند امام جوادؑ، ۴۔ مسند امام ہادیؑ، ۵۔ مسند امام حسن عسکریؑ، ۶۔ اخبار و آ* ر امام رضاؑ (فارسی)، ۷* ریخ آستانۂ قدس، ۸۔ راو* ن امام رضاؑ، ۹۔ الادعیہ والرداجات المرویہ عن الامام الرضاؑ (فارسی)، ۱۰۔ جوامع الحکم والکلمات الرضا، ۱۱۔ ابناء الامام الموسی کاظم واخوانہ (فارسی)، ۱۲۔ اجازات نہج البلاغۃ (فارسی)، ۱۳۔ مسند عبد العظیم الحسنی وحیاتہ ومشیختہ (فارسی)، ۱۴۔ رجال* ج العروس، ۱۵۔ غر$ الحد$، ۱۶۔ حیاۃ السیدہ نفسیہ (فارسی)، ۱۷۔ فہر & تفسیر کا ذر (فارسی)، ۱۸۔ علما% اسان و نہج البلاغہ (فارسی)، ۱۹۔ ردشبہات حول نہج البلاغہ (فارسی)، ۲۰۔ المخطوطات الفارسیہ فی المدینۃ المنورہ، ۲۱۔ جامعہ کلمات امیر المومنین قبل السید رضی، ۲۲۔ ت جمہ مقتل الحسینؑ للسید عبد الزارق المقرم، ۲۳۔ ت جمۃ حیاۃ زہر شہید۔ السید المقرم، ۲۴۔ ت جمہ حیاۃ الامام سجاد علیہ السلام للسید المقرم، ۲۵۔ ت جمہ اعلام الوری الامین الاسلام طبرسی، ۲۶۔ ت جمہ مشکارۃ الانوار للطبری، ۲۷۔ ت جمہ النصائح الکافیہ لمحمد بن عقیل الخصرمی، ۲۸۔ ت جمہ مواعظ ا# صدوق، ۲۹۔ حیاۃ السید رضی مؤلف نہج البلاغہ، ۳۰۔ فہر & راوۃ الامام رضاؑ (فارسی)، ۳۱۔ تحقیق نہج البلاغہ وقابلث مع ¬ خطبہ عتیقیہ

۳۲۔تحقیق شرح نہج البلاغہ سرا+ ی،۳۳۔تحقیق شرح نہج البلاغۃ الکیدری البیہقی ،۳۴۔تحقیق اعلام نہج البلاغہ لعلی بن*۔ صرا سرختمی ،۳۵۔تحقیق شرح نہج البلاغہ من *: رالقرآن الثامن ،۳۶۔تحقیق التدوین فی اجنار قزوین للرافعی، ۳۷۔تحقیق کلمات مکنونہ للفیض الکاشانی، ۳۸۔تحقیق تعزیات رشید الدین بقلم علامہ۔

اس فہر & کے درج کرنے کا مدعا یہ ہے کہ+ ازہ لگا یا جاسکے کہ مسند فاطمہؑ کے مؤلف کون ہیں اور علمی د* میں ان کے کیا کا*: مے ہیں۔

اس کتاب (مسند فاطمہؑ) کو اO رات » رو نے شائع کیا ہے اس کی پہلی اشا (۱۴۱۲ہجری میں یعنی آج سے تقریباً ۱۲ سال پہلے ہوئی ۔تین ہزار نسخے چھپے تھے۔تقسیم کاری تہران میدان حسن* د،ضیا* ن السحر شمارہ ۳ میں ہوئی۔کتاب کے تمام حقوق محفوظ ہیں۔

مؤلف علام نے کتاب کا اہداء جناب سیدۂ صدیقۂ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو بھی کیا ہے اس عبارت کے ساتھ الی حبیبة رسول الله صلى الله عليه وآله وبضعته لحمد. وفلذة كبده وقرة عينبه۔

سیدّہ K والعالمین۔قرینۃ ،امیرالمومنین، وام الائمۃ الطاہرین ،المظلومتۃ المعصوبتہ والشہیدۃ السعیدۃ فاطمۃ الزہرا۔صلوۃ اللہ سلامہ علیہا وعلی ابیہا وبعلہا ودC %0 میں عرض کیا ہے:

یا سیدتی یا بنت رسول الله اہدی الیک هذالکتاب وارجو منک ان تشفعی لی والوالدی فی یوم الحساب۔ یوم یفّر المرء من اخیه دامه وابیه وصاحبته ونبیه۔

کتاب کو ابواب پر مر$ کیا H ہے اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ کچھ اور رو* یت بھی ہوں جو اس کتاب میں درج کرنے سے چھوٹ گئی ہوں ۔قارM کرام اور علماء اعلام سے امید کی ہے کہ اگر انھیں کوئی ایسی روا$ ملے جو اس کتاب میں درج نہ ہوسکی ہو تو وہ اس کے مصدر وما: کے *رے میں مؤلف کو آگاہ کردیں* کہ وہ اس کا بھی استدراک کرسکیں۔

مؤلف نے جناب فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا سے مروی رو*ایت کو متصل اسناد کے ساتھ اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے۔اور تحریر فرمایا ہے کہ میں نے اپنے مشائخ کا تذکرہ مسند امام رضا علیہ السلام کے مقدمہ میں کردیا ہے یہ کتاب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ حیات حضرت فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا اور ان کے فضائل و مناقب اور بعد وفات پیغمبرؐ زمانہ کا اختلاف اور وہ رنج و غم اور ظلم وستم جو رسول کی پارۂ جگر پر امت نے نازل کیے۔

۲۔ وہ احادیث و روایات جو آں جناب سے اصول، احکام و سنن کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

۳۔ معصومہؑ کو 2 سے روایت کرنے والے راویوں کی فہرست اور ان کے مختصر حالات۔

کتاب کا باقاعدہ آغاز صفحہ ۷ سے ہوا ہے1 وہاں یہ درج نہیں ہے کہ پہلی فصل یہاں سے شروع ہوگئی صرف نمبر (۱) ڈال دیا ہے اور اس کے نیچے عنوان ہے باب ولادتھا علیھا السلام“

پہلی فصل صفحہ ۷ سے شروع ہو کر صفحہ ۷۰ پر ختم ہوگئی۔اس میں ۳۶ ابواب ہیں۔

دوسری فصل صفحہ ۷۱ سے شروع ہوتی ہے1 مؤلف علام نے یہاں بھی دوسری فصل لکھنا مناسب نہیں سمجھا اور صرف نمبر (۱) ڈال دیا ہے۔ پہلا باب باب العلم کے نام سے شروع کیا ہے۔ یہ پتہ نہیں چلتا کہ اب دوسری فصل شروع ہوگئی ہے اور یہ بھی درج نہیں ہے کہ دوسری فصل کے مباحث کیا ہے۔ بہرحال اس فصل میں ۱۷ ابواب ہیں اور جناب سیدہؑ سے منقول روایت اسی فصل میں جمع کی گئی ہیں یہی مسند فاطمہؑ ہے۔ابواب کے عنوان بھی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔باب العلم، ۲۔باب الامامت، ۳۔باب فضائل اہل البیت، ۴۔باب الفقہ، ۵۔باب فضائل الشیعہ، ۶۔باب صفات المومن، ۷۔باب القرآن، ۸۔باب الدعا، (اس باب میں دو تعویذ بھی درج ہیں)، ۹۔باب الاحتجاجات، ۱۰۔باب الصلوۃ، ۱۱۔باب الحج و الزیارۃ،

۱۲ *۔ ب الاطعمہ، ۱۳ *۔ ب الاشربہ، ۱۴ *۔ ب الحدود، ۱۵ *۔ ب الحشر، ۱۶ *۔ ب حکمھا و مواعظہا ۱۷ *۔ ب اشعارھا+ بتھا۔

یہ فصل صفحہ ۴۷۱ سے شروع ہوکر۔ صفحہ ۵۸۹ پر ختم ہو جاتی ہے اس میں کل ۱۱۹ صفحات ہیں اور ۱۱۲ احادیث$ ہیں۔

علم کے *۔ ب میں ۲ حدیثیں *۔ ب امامت میں ۴ حدیثیں، فضائل اہل M. میں ۴۰ حدیثیں *۔ ب غیبت میں ۵ حدیثیں، فضائل الشیعہ میں ا۔ حدیث$، صفات مومن میں چار حدیثیں *۔ ب القرآن میں ۴ حدیثیں *۔ ب الدعا میں ۲۶ حدیثیں *۔ ب الاحتجاجات میں ۱۰ حدیثیں *۔ ب الصلوۃ میں ۶ حدیثیں *۔ ب الحج و ز*۔ رۃ میں ۳ حدیثیں *۔ ب الاطعمہ میں ا۔ حدیث$ *۔ ب الاشربہ میں ا۔ حدیث$ *۔ ب الحدود میں ا۔ حدیث$ *۔ ب الحدو میں ا۔ حدیث$، *۔ ب الحشر میں ا۔ حدیث$ ۔

*۔ ب حکمھا و مواعظھا میں *۔ ب اشعارھا+ بتھا میں شہزادی کے اشعار اور *۔ ت کا +ٔ کرہ ہے۔

کتاب کی تیسری فصل جو & سے مختصر ہے۔ اس میں ان لوگوں کے مختصر حالات کا ذکر ہے جنھوں نے معصومۂ عالمؑ سے روایتیں Ü کی ہیں۔ اس میں ۲۹ رافراد کا +ٔ کرہ ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے *۔ م درج کیے گئے ہیں۔

۱۔ ابن ابی ملیکہ: اصل *۔ م تھا ابوبکر عبید اللہ بن ابی ملیکہ، مکی تھے ابن زبیر کے قاضی اور مؤذن تھے۔ انہوں نے شہزادی سے ا۔ روایت$ Ü کیا ہے۔

۲۔ ابو ایوب ا« ری: +۔ بن خالد *۔ م تھا۔ بنی • ر کی شاخ % رج سے تعلق تھا۔ ا۔ روایت$ بیان کی ہے۔

۳۔ ابوسعید: ری: سعد بن مالک بن سنان *۔ م تھا % رجی تھے۔ ا۔ روایت$ ہے۔

۴۔ ابو ہریرہ: (ان کا ا۔ فقرہ انتہائی شہرت *۔ فتہ ہے کہ دسترخوان معاویہ کا اچھا ہے اور *ٔ ز

علیؑ کے پیچھے & سے افضل ہے) انھوں نے بھی شہزادی سے ای- روا$ Ü کی ہے۔

۵۔ اسماء.M عمیس، پور* م اس طرح ہے اسماء.M عمیس بن معبد الخثعمیہ۔ ای- روا$

۶۔ ام کلثومؑ: امیر المومنین اور جناب سیدہ کی لخت جگر، انھوں نے ای- حد$ بیان کی ہے۔

۷۔ بشیر بن ز±: یہ ان چھ افراد میں سے ای- تھے جنھوں نے عہد رسولؐ میں قرآن جمع کیا تھا۔ انھوں نے ای- حد$ حج کے سلسلے میں شہزادی سے روا$ کی ہے۔

۸۔ جاب ابن عبداللہ ا« ری، ابوعبداللہ* ابوعبدالرحمان کنیت تھی۔ انھوں نے متعدد رو* یت Ü کی ہیں۔

۹۔ حسنؑ بن علیؑ: امام حسن علیہ السلام انھوں نے ان ما درا امی قدر سے ای- روا$ بیان کی ہے۔

۱۰۔ حسینؑ بن علیؑ: یعنی امام حسین علیہ السلام۔ انہوں نے اپنی والدہ ما. ہ سے بہت سی روایتیں بیان فرمائی تھیں۔

۱۱۔ حکم بن ابی نعیم: انہوں نے ای- روا$ Ü کی ہے جو* ب صفات مومن میں مندرج ہے۔

۱۲۔ ربعی بن%اش* بعی تھے۔ انہوں نے دو حدیثیں بیان کی ہیں۔

۱۳۔ زM.M ابی رافع۔ صحابیہ تھیں ان کے والد ابو رافع رسول اللہ کے غلام تھے۔ انھوں نے کئی رو* یت Ü کی ہیں۔

۱۴۔ زینبؑ .M علیؑ: عقیلہ ابنِ ہاشم جناب زM کبریٰ سلام اللہ علیہا آپ نے اپنی مادرا امی قدر سے دو حدیثیں روا$ کی ہیں۔ ای- علم کے سلسلہ میں ای- فضائل اہل M. کے سلسلہ میں۔

۱۵۔ سلمان فارسی کنیت ابوعبداللہ تھی انھیں سلمان خیر بھی کہا جا؟ تھا۔انہوں نے کئی حدیثیں روا$ کی ہیں۔

۱۶۔ سہیل بن سعدا « ری، ابو العباس کنیت تھی اصحاب رسول میں سے تھے۔ انہوں نے کئی حدیثیں روا$ کی ہیں۔

۱۷۔ شبیب ابن ابی رافع: یہ رسول اللہ کے غلام ابورافع کے فر؟ تھے ا- حد$ روا$ کی ہے۔

۱۸۔ عباس ابن عبدالمطلب: انہوں نے ا- حد$ فضائل اہل M کے سلسلہ میں شہزادی سےÜ کیا ہے۔

۱۹۔ عبداللہ ابن حسن: یہ امام حسنؑ کے پوتے اور امام حسینؑ کے نواسے تھے ان کی والدہ فاطمہ.M الحسین تھیں انھوں نے دو حدیثیں روا$ کی ہیں۔

۲۰۔ عبداللہ ابن عباس: انہوں نے شہزادی سے متعدد رو؟ یتÜ کی ہیں۔

۲۱۔ عبداللہ ابن مسعود: عظیم صحابی تھے کئی رو؟ یت کے راوی ہیں۔

۲۲۔ علی ابن ابی طالبؑ: امیر المؤمنین نے شہزادی کو 2 سے متعدد رو؟ یتÜ کی ہیں۔

۲۳۔ علیؑ ابن الحسینؑ: امام زین العا؟ ینؑ، انہوں نے ا- روا$Ü کیا ہے۔

۲۴۔ عوانہ ابن حکم: انہوں نے معصومۂ عالمؑ سے دو روایتیںÜ کی ہیں۔

۲۵۔ فاطمہ بن الحسینؑ: آپ امام حسینؑ کی صا ñ ادی اور حسن F امام بن حسنؑ کی زوجہ تھیں۔ ان کی رو؟ یت مرسل ہیں اس لیے کہ انہوں نے اپنی دادی کو نہیں دیکھا تھا۔

۲۶۔ قاسم ابن سعید: ری: انھوں نے شہزادی سے دو روایتیںÜ کی ہیں۔

۲۷۔ ہارون ابن خارجہ: صحابہ ؟ بعین میں ان کا؟ م نہیں ملتا۔ مؤلف کتاب کے بقول احتمال ہے کہ یہ اصحاب امام جعفر صادقؑ سے تھے۔ جناب سیدہ سے انھوں نے ا- حد$ مرسلÜ کی ہے۔

۲۸۔ ہشام بن محمد: ۔ان کے حالات بھی فراہم نہیں ہو سکے۔ انہوں نے دو روایتیں Ü کی ہیں۔

۲۹۔ ,ی± بن عبدالملک: ۔ پور*ٔ م اس طرح ہے۔ ابوالمغیر ہ ,ی± بن عبدالملک بن المغیر ہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب النوخلی۔انھوں نے ا ی- روا$ Ü کی ہے۔

کتاب کے ما ٔ اور مصادر کے طور پ ۶۰ کتابوں کے ٔ م درج ہیں۔

مؤلف نے یہ کتاب ۲۷ر. # ۱۴۱۲ھ کومکمل کی۔

5حظات:

ا۔ شہزادی کو 2 کے حالات، واقعات اور روا$ کے سلسلہ میں اہم کاوش ہے۔

۲۔ جا$ سیدہ کے حالات سے متعلق ہرطرح کے موضوعات پ احاد$ جمع کردی گئی ہیں۔

۳۔ کتاب میں صرف جمع و M ہی ہے مؤلف نے نہ کسی ب ت کی تشریح کی ہے نہ* ر [پس منظر بیان کیا ہے۔نہ کسی رد* ت کے سلسلہ میں اپنی کوئی رائے تحر ی کی ہے۔صرف ا ی- جگہ صفحہ ۱۶ پ انھوں نے ا ی- روا$ کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ دیلمی نے ارشادالقلوب میں اس روا$ کو Ü کیا ہے اور اس سے روا$ میں کچھ اضافہ بھی ہے۔اس مز± حصہ کا بھی ٔ کرہ کیا ہے۔

۴۔ جناب سیدہ کے سن ولادت کے سلسلے میں جتنی روایتیں ہیں وہ سبھی درج کردی ہیں۔کلبی، طبرسی، ابوجعفر طبری، ابن شہر آشوب کی وہ روایتیں بھی درج کردی ہیں۔جن میں کہا H ہے کہ جناب سیدہ بعثت کے* پنچ سال بعد پیدا ہوئی تھیں اور صدوق کی وہ روا$ بھی جس میں کہا H ہے کہ رسول: آ سے شادی کے بعد مکہ کی عورتوں نے جناب: یجہ سے ہر طرح کے تعلقات منقطع کر لیے تھے (یہ روا$ اگر چہ عقل و Ü دونوں اعتبار سے کم زور محسوس ہوتی ہے 1 اس وقت اس پ روشنی ڈالنا منا & اور. محل نہیں ہے) اور شیخ الطا A ابوجعفر طوسی اور ابن طاؤس کی وہ روا$ بھی مندرجہ ہے جس میں شہزادی کی پیدائش کو سن ۲ ہ ھ بعد

بعثت بیان کیاH یِ ہے۔

کتاب میں علی ابن عیسیٰ اربلی کی وہ روا $ بھی ہے جس میں یہ بھی کہاH یِ ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ بعثت کے* پ نچ سال بعد پیدا ہوئی تھیں اور اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر نو کرر ہے تھے (* ر [اعتبار سے یہ* ت قابل قبول نہیں ہوسکتی)۔

علماء اہل L کی وہ روایتیں بھی شامل کردی ہیں جن میں معصومہؑ کو 2 کی ولادت قبل بعثت * پ نچ سال بتائی گئی ہے۔اور علامہ مجلسی اور حاکم Q پوری کی وہ روایتیں بھی جن میں شہزادی کا سن ولادت بعثت کا پہلا سال بتا H یِ ہے۔

۵۔ کتاب میں فریقین کی کتب سے استفادہ کیا ہے جس سے کتاب کی افادی $ کے جہات میں وسعت پیدا ہوئی ہے۔

۶۔ متعدد در* یت کو محض Ü کر کے مؤلف علامہ نے ذوق تحقیق اور مطالعہ کا شوق ر p والے افراد کے لیے ا یِ اہم موقع فراہم کیا ہے۔اور در حقیقت انھیں تحقیق و جستجو اور × و بصیرت کی دعوت دی ہے۔

۷۔ مسند فاطمہ کے* ب امامت میں تیسری حد $ صدوق کی کتاب خصال سے یہ روا $ درج کی ہے کہ امام محمد* قرؑ نے جا. ابن عبداللہ « ری سے روا $ کی ہے کہ:

قال دخلت علی فاطمه علیها	میں جناب فاطمہ زہراؑ کی : مت میں حاضر
السلام و بین یدیها لوح فیه	ہوا تو دیکھا کہ ان کے سامنے ا یِ لوح ہے
اسماء الاوصیاء فعددت اثنی	جس میں اوصیاء کے* م ہیں۔ میں نے
عشر احدهم القائم ثلاثة منهم	انہیں H تو* رہ تھے ا یِ ان میں سے قائمؑ
محمد وثلاثة منهم علیؑ	اور تین محمدؑ اور تین علیؑ تھے

اس روا $ کا ا یِ پہلو ایسا ہے جو درا $ کے معیار پ پورا نہیں ا* اور وہ یہ ہے کہ تین محمدؑ تو سمجھ میں آتے ہیں امام محمد* قر، امام محمد تقیؑ اور حضرت صا # الأمر 1 جا ç ں رسول میں تین علی والی * ت سمجھ میں نہیں آتی اس لیے کہ* رہ اماموں میں سے علی* م کے تین نہیں بلکہ چار ہیں۔

۱۔ حضرت علیؑ ابن ابی طا) ۲۔ حضرت علی ابنِ الحسینؑ (امام زین العا یدینؑ، حضرت علی رضاؑ اور حضرت امام علی نقیؑ غالباً گنتی میں K مح یٍ تو راوی کو ہوا ہے کسی مرحلہ پ Ü روا $ میں۔

۸۔ آیۃ تطہیر کے نزول کے سلسلے میں جو روا $ مسند میں منقول ہے وہ عام شہرت ر p والی روا $ سے مختلف ہے۔ وہ یہ ہے۔

فرات بن ابراہیم الکوفی معنفناً عن شہربن حوشب قال اتیت ام سلمة زوجة النبی صلی اللّٰہ علیه وآلہٖ وسلم لا مسلم علیها فقلت امارأیت هذه الآیة یا ام المومنین''انما یرید الله لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ولیطہرکم تطہیراً وقالت انا ورسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آلہٖ وسلم علی منامته لنا۔ تحتنا کساء خیبری فجائت فاطمه ومعها الحسن والحسین وبرمته فیها حریرة۔

(ترجمہ) فرات ابن ابراہیم کوفی معنفن روا $ کے ذریعہ شہر بن حوشب سے روا $ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں ام المومنین ام سلمہ زوجۂ رسولؐ: ا کے پاس پہنچا کہ انھیں سلام کروں تو میں نے کہا کہ اے ام المومنین کیا آپ نے اس آیۃ کو دیکھا (انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً) تو انھوں نے کہا کہ میں اور رسول: ابستر پر تھے ہمارے نیچے خیبری چادر تھی۔ اس وقت فاطمہ حسن وحسین کے ساتھ آ گئیں اور ان کے ساتھ برتن تھا جس میں حریرہ تھا۔

فقال این ابن عمک قالت فی بیت قال فاذہبی، فادعیه، قالت فرعوته فاخذ الکساء من تحتنا فعطفه فاخذ جمیعه بیده فقال اللهم مؤلاء اہل بیتی فاذہب عنهم الرجس وطہرهم تطہیراً وانا جالسة خلف رسول الله بابی انت والی معنا، قال انک علی خیر ونزلت هذه الآیة انما یرید الله لیذہب عنکم الرجس

اہل البیت ویطہر کم تطہیرا'' فی النبیؐ وعلیؑ و فاطمہؑ و الحسنؑ والحسینؑ

(ترجمہ) آں حضرتؐ نے پوچھا فاطمہؑ تمہارے ابن عم (علیؑ) کہاں ہیں انھوں نے کہا کہ گھر میں ہیں۔آں حضرتؐ نے کہا کہ جاؤ اور انھیں بلا لاؤ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں انھیں بلالائی رسولؐ نے ہمارے نیچے سے چادر کو لے لیا۔اور فرمایا کہ اے پروردگار! یہ مرے اہل بیت ہیں ان سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھ اور ایسا پاکیزہ رکھ جیسا حق ہے،ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں رسولؐ کے پیچھے بیٹھی تھی۔میں نے کہا کہ: اے رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر نثار! میرے بارے میں کیا ہے؟ توانھوں نے فرمایا کہ تم خیر پر ہو۔اور یہ آیت نازل ہوئی:

انما یرید اللّٰہ:یہ آیت نبیؐ، علیؑ،فاطمہؑ،حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی

حدیث کساء کی عام روایت اور اس روایت میں فرق مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ مشہور روایت میں حدیث کے راوی جابر بن عبداللہ ہیں اس میں شہر بن حوشب ہیں۔

۲۔ اُس میں روایت جناب سیدہؑ سے ہے اس میں جناب ام سلمہ سے۔

۳۔ اُس میں آیۂ تطہیر کا نزول خانۂ جناب سیدہؑ میں ہوا اس میں جناب ام سلمہ کے گھر میں۔

۴۔ اُس روایت میں یمنی چادر کا تذکرہ ہے اس میں خیبری چادر کا

۵۔ اُس میں ذکر ہے کہ رسولؐ جناب معصومۂ عالم کے گھر میں تشریف لائے اس روایت میں ہے کہ جناب سیدہ رسولؐ کے پاس تشریف لے گئیں۔

۶۔ اُس روایت میں ہے کہ پہلے امام حسنؑ پھر امام حسینؑ اور پھر حضرت علیؑ آئے۔اس میں ذکر ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ جناب سیدہ کے ساتھ تھے۔حضرت علیؑ کو رسولؐ نے کہہ کر بلوایا تھا بہر حال مضمون دونوں کا ایک ہی ہے۔یعنی رسول: آنے حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو چادر میں لے کر بارگاہ رب العزت میں عرض کیا تھا کہ اللھم ھؤلاء اہل بیتی اور اللہ نے آیت تطہیر نازل فرمائی۔

جناب ام سلمہ کا ٹ کرہ اگرچہ عام متداول حدیث میں نہیں ہے 1 دوسری رو ا یت میں یہ ضرور ملتا ہے کہ انھوں نے چادر کے پ س جا کر اپنے بارے میں بھی عرض کیا تھا اور آں حضرتؐ نے انھیں خیر پر ہونے کی بشارت دی تھی اور فرمایا کہ اہل تطہیر بہرحال ہم پانچ ہی ہیں۔

مؤلف نے حاکم نیشاپوری کی مستدرک الصحیحین نے یہ روایت بھی نقل کر دی ہے کہ جناب سیدہ کے پ س سونے کی ای- زنجیر تھی۔اسے دیکھ کر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ لوگ یہ کہیں کہ یہ فاطمہ بنت محمد ہے اور تمہارے ہاتھ میں آگ کی زنجیر ہو۔ یہ کہہ کر آں حضرتؐ چلے گئے اور بیٹھے نہیں۔اس کے بعد خاتون جنت نے اس زنجیر کو فروخت کرا ی- غلام خریدا اور اسے آزاد کردیا۔ یہ بات آں حضرتؐ کو معلوم ہوئی تو فرمایا۔

الحمد للّٰہ الذی نجّی فاطمہ من النار تمام حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے فاطمہ کو آگ سے نجات دی۔

اول تو اس روایت کو نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ۔

ا۔ یہ روایت حاکم نیشاپوری کی مستدرک سے لی گئی ہے۔اور یہ اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو اہل بیت کے فضائل کے سلسلہ میں انتہائی بخل سے کام لیتے ہیں۔اگر کوئی حدیث ان کے سلسلہ میں بیان بھی کرتے ہیں تو عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسی حدیث بیان کرتے ہیں جس میں ای- پہلو مدح کا ہوتا ہے تو دوسرا منقصت کا بھی۔

۲۔ جناب سیدہ کے پ س سونے کی زنجیر کہاں سے آئی جبکہ ان کی ماں کا سارا مال تو اسلام کی نشر و اشاعت میں صرف ہو چکا تھا۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی وہ ہدیہ و تحفہ غرباء فقراء مساکین اور ضرورت مندوں میں خرچ ہو جاتی تھیں۔اکثر فاقوں کی نوبت آتی تھی۔

۳۔ بفرض اگر جناب سیدہ کے پ س سونے کی زنجیر بھی تھی تو سونا پہننا خواتین کے لئے مباح اور جائز ہے اس کے پہننے پر رحمۃ اللعالمینؐ کا اس قدر ناراض ہونا کہ گھر سے چلے جائیں اور بیٹی کے پ س نہ بیٹھیں۔ یہ ایسے پہلو ہیں جو روایت کو درایت کی کسوٹی پر کھرا نہیں اترنے دیتے۔ پھر روایت کے مطابق جب آپ نے اس زنجیر کو فروخت کرا ی- غلام خرید کر اسے راہ خدا میں

آزاد کرد* یا اور آں حضرت کو پتہ ` تو شہزادی کے ایثار، د*, پ % ت کو ترجیح دینے ا ـ غلام کو آزاد کر کے
M K کی سربلندی کے فعل , پ بجائے مدح کرنے کے صرف یہ کہنا کہ: ا کا شکر ہے کہ اس نے فاطمہؑ کو
آگ سے • ت دے دی، وہ* قابل قبول تصور ہے جو خلاف عقل ہے۔ ایسے موقع , پ مؤلف کو ضرور تبصرہ
کر* چاہیئے تھا۔ بہرحال، جناب سیدہ سے مروی ۱۱۲ احاد $ کو مع اسناد کے یکجا کر دینا ا ـ عظیم کا* مہ
ہے ذوق تحقیق ر p والوں کے لئے دعوت فکر، علمی شوق ر p والوں کے لیے قیمتی سرمایہ اور اہل قلم کے
لئے ہمت و محنت کے لئے ا ـ اہم کا* مہ ہے۔ فخر اللہ خیرالجزاء ضرورت ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ تشریح
اور توضیح کی جائے* کہ ہر ز* ن کے لوگ استفادہ کر سکیں۔

❁ ❁ ❁

فاطمہؑ بنت محمدؐ: شخصیت اورافکار

پروفیسرشاہ محمدوسیم،علی گڑھ

فاطمہؑ صا # عزت وعظمت،: یجہ کی بیٹی
اور محمدؐ کی کہ ہے ا یـ %ی معصوم پیغمبرؐ
حسنؑ اور حسینؑ، جوشہداء ہیں،ان کی ماں
سرداران جو ں. A کہ ہیں پیغمبرؐ کے پیارے نواسے

اوراس کی بیٹیاں زینبؑ وام کلثومؑ
حق وصداقت کی مشعلیں لئے الوہی ایمان کی دلیل
کربلا اوراس کے ماسوابھی اسیران ظلم
حق کی ز+ گی جیتی،الٰہی عقیدہ کی علمبر دار
فاطمہؑ اک*.پ اور ماں کی اولا د
جو رنج میں لا نی ہیں۔
یقین کرلوورنہ تلاش میں جہاں چاہو چلے جاؤ
*. معلوم منزلوں ـ لیکن ملے گا نہ کوئی انکا ہمسر

اے رسولؐ کی* رہ جگر اور اکلوتی بیٹی

اے وہ کہ جنھیں ان کے+ پر. رگوار نے ام ابیہا کہا

اے وہ کہ جو اپنے عظیم* . پ کے زخموں کو تھی دھوتی

اے وہ کہ جن کے لئے پیغمبر. حق و%0 الزماں نے فر%ا* یا کہ

کہ فاطمہ . A کی عورتوں کی سردار ہے تو۔

اے وہ کہ جس کا سامان جہیز اس دور کے حریص K ن کے لئے ا ی- پیغام ہے

اے وہ کہ جو ا ی- قمیض ،Õب ، کالے ر- کا ا ی- , م روؤں کا کمبل ، کھجور کے پتوں سے بنا ہوا بستر ،موٹے* ٹ کے دو فرش ، چار چھوٹے چھوٹے چمڑے کے بنے تکیئے ، ہاتھ کی چکی* نے کا ,ٹ الگن کپڑے دھونے کے لئے ، ا ی- چمڑے کی مشک ، لکڑی کا* پ نی W کا. تن ، کھجور کے پتوں سے بنا ہوا. تن جس پر مٹی پھیر دیتے ہیں ، دو مٹی کے آبخورے ، مٹی کی صراحی ، زمین پر بچھانے کا چمڑا ، ا ی- سفید چادر اور ا ی- لو* ساتھ لائی ا. شوہر کے گھر پہنچی تو ا ی- بھیڑ کی کھال اور ا ی- بوسیدہ یمنی چادر* پ ئی۔

اے وہ کہ جس کے شوہر نے یہ کہہ کر+ رانہ عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ عظمت فاطمہؑ بیاں کی۔:

فاطمہؑ ا ی- . A کا پھول تھیں جس کے کمھلانے کے بعد بھی اس کی مہک میرے دماغ کو معطر کر رہی ہے۔ جس نے اپنے ہمسایوں کی تکلیف کو گوارہ نہ کیا اور اپنا گھر چھوڑ کر . A البقیع میں جا کر اپنے* . پ پر رو* قبول کیا۔ جس نے : ا کی اتنی عبادت کی کہ اپنے تمام فرائض ادا کرتے ہوئے دن کو روزے رکھے اور رات کو Ú زوں میں کھڑی رہیں کہ* پ ؤں پر ورم آ H یا۔ حضرت عائشہ سے روا$ ہے کہ جناب رسولؐ : ا نے اپنے مرض الموت میں فاطمہؑ سے فر%ا یا کہ اے فاطمہؑ! کیا تو اس سے راضی نہیں ہے کہ تو تمام د* کی عورتوں کی اور اس امت کی تمام عورتوں کی اور تمام مومنین کی عورتوں کی سیدہ و سردار ہے۔[2]

اے وہ کہ جس نے آں حضرتؐ کے استفسار کرنے پ کہ عورت کے لئے بہترین شہ کیا ہے؟ فر$ یا کہ وہ کسی* محرم مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی* محرم مرد اس کو دیکھے اور آنحضرتؐ نے یہ جواب سن کر انھیں گلے لگا لیا۔۳

اے وہ کہ جو مصداق آیہ تطہیر ہے کہ سورہ ۲۳ کی آ$ ۳۳ میں ارشا* ری تعالیٰ ہے: انما یرید اللّٰہ لیُذ ھب عنکم الرجسَ اہل البیت ویطھرکم تطہیرا۔

اے وہ کہ جو شریِ قافلہ صادقین تھیں جن کی مدح سرائی قرآن یہ کہہ کر کر رہا تھا کہ:

فقل تعالو اندع ابنآء نا وابناءَ کم ونسآئنا ونسآءَ کُم و انفسنا و انفسکم وقف ثم نبتھلُ فنجعل لَّعنَتَ اللہ علی الْکٰذبین (آل عمران ۶۱)

اور اے وہ کہ جس کے لئے سورہ ۷۶ (الا K ن) کی آ$ یت ۸۔۷ نے ہمیں بتا$ یا کہ یہ ان میں سے ہے جو جو یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا o ویطعمون الطعام علی حبِّہٖ مسکیناً ویتیما واَسیرا o انما نطعِمُکُم لِوَجۃِ اللّٰہ o نریدُ منکم جزاءً ولا شکورا o کے مصداق ہیں۔

اے وہ کہ جس کی مودت کا امت سے اقرار لیا H یا۔ جس کا بیان ابن عباس نے یہ کہہ کر کیا کہ مما نزلت ہذہ الآیہ (قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المُودۃِ فی القربیٰ) قالو یا رسول۔ من ہولاء الذی امرنا اللہ تعالیٰ مبودتھم، قال علی و فاطمہؑ، انبا ھما [ابن عباس کہتے ہیں کہ. # آ$ مودۃِ القربیٰ* زل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ اے رسول مقبول وہ کون سے آپ کے قرابتدار ہیں جن کی محبت کا حکم: اللہ تعالیٰ نے ہم کو* یا تو آپ نے فر$ یا کہ علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے پسرانؑ]۔۴

اے وہ کہ جو گھر میں یہ^ والی تھی 1 اس نے آنے والی نسلوں کے لئے مناجاتوں اور دعاؤں کا ایسا بیش بہا % انہ چھوڑا ہے کہ مفکرین، علماء اور دانشوران ان کے معنی و مطا) آج -- بیان کر رہے ہیں۔

اے وہ کہ جس کی ۃ M. نے د * کے سامنے حسنؑ اور حسینؑ اور زینبؑ وام کلثومؑ کو پیش کیا۔

بقول امید فاضلی:

جو یقین کے لئے سرمایہ جاں ہوتی ہے   ماں کوئی ایسی زمانے میں کہاں ہوتی ہے
فاطمہؑ علم و عمل کا وہ مثالی کردار   جس کا ادراک ہے گہوارہ ضبط و ایثار
جس کی ہر چیں جبیں، عزم ویقین کی تلوار   ,ۃ M. ایسی کہ زینبؑ ہیں امامت *ؓ ر
لو اسی شمع کی *ۃ کرب و بلا جاتی ہے   ظلمت شام اسی نور سے تھراتی ہے

اور یہ کہ:

وہ فاطمہؑ وہ دختر محبوب کردگار   K M کو جس کے عمل سے 5وقار
کلثومؑ جس کے درسِ قنا (کا شاہکار   ,ۃ بیتِ حسینؑ و حسنؑ کی وہ ذمہ دار

زینبؑ کو اس نے اپنا سر* پ بنا3 ۔
دوش ہوا پہ شمع کو جلنا سکھا 3 ۔

اے وہ کہ جس نے امور خانہ داری کی تمام ۃ ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ عبادت و* یضت کا درس 3 ۔ حقوق K نی کا اعلان اپنے عمل سے اس طرح کیا کہ ا۔ دن خود کام کرتی تھیں اور دوسرے دن کنیز فِضّہ۔ وحید اختر نے اس طرح مدح سرائی کی:

ہے آسیائے فاطمہؑ افلاس کا غرور   محنت کشوں کے دستِ جہاں آفریں کا نور
مستضعفین دہر کو b ہے یہ غیور   مستکبرین وقت کے کرتی ہے خواب چور

فاقوں کا زور تشنہ لبوں کی ۃ ی ہے یہ
G طاقت وحشم وزرا ی ہے یہ

اور یہ کہ:

خلوت میں فقر وصبر کی گوشہ ا ۃ یں رہیں   کار امورِ خانہ میں عز) نشیں رہیں
چاکِ لباس کیا،) شکوہ بھی ہے سیا   اشکوں کے ساتھ زہر مصا $ بھی پی لیا
* ن جویں میں ساتھ : اکے ولی کا ہے   صبر بتولؑ حوصلہ صبر علیؑ کا ہے

اے وہ کہ جس کے لئے ۲۸ صفر ۱۱ھ کا دن کچھ اس طرح سے آ یا کہ آپ روN بھی اور ہنسیں بھی۔

کہ آں حضرتؐ نے اپنے مرض کے اخیر میں آپ کو بلا کر کچھ چپکے سے کہا تو رونے لگیں اور پھر کچھ اور کہا تو ہنسنے لگیں تھیں: پہلے یہ کہا تھا کہ میں اس مرض میں انتقال کر جاؤں گا اس پہ آپ رونے لگیں تھیں اور دوسری بار یہ کہا تھا کہ میرے اہلبیت میں & سے پہلے تم ہی مجھ سے آن ملو گی، تو ہنسنے لگی تھیں۵

اے وہ کہ جس نے اپنے شفیق باپ کا مرثیہ یوں پڑھا کہ۶

میں محمدؐ کے سایے کے نیچے محفوظ تھی۔ میں کسی ظلم اور ظالم سے نہیں ڈرتی تھیں۔ وہ میری مضبوط ڈھال تھے۔

اب میں ہر ایک ذلیل کی منت سماجت کرتی ہوں اور اپنے ظالم سے ڈرتی ہوں۔ اس کے ظلم کو اپنی ردا سے دفع کرنے کی کوشش کرتی ہوں (کیونکہ میری تلوار چلی گئی)

پس جب رات کو قمری درخت کی شاخ پہ وہ گیں ہوکر نالے کرتی ہے تو میں بھی اس کے ساتھ صبح تک روتی ہوں۔

[اے میرے باپؐ] میں نے تمہارے بعد غم و حزن کو اپنا مونس بنا لیا ہے اور آنکھوں سے جو آ نسوؤں کی لڑی جھڑتی ہے وہ میری تلوار ہے۔

احمدؐ کی قبر کی مٹی سونگھنا میرے اوپر فرض ہو گیا ہے کیونکہ میں اگر اسے نہ سونگھوں تو ہلاک ہو جاؤں گی یعنی اس مٹی کی خوشبو سے میں زندہ ہوں۔

اور اے وہ کہ جس نے یہ کہہ کر حالات اور زمانے کی بے وفائی کا شکوہ کیا کہ:

صبت علی مصائبٌ لوانھا!

صبت علی الایام صرن لیالیا!!

اے وہ کہ جو فریاد کرتی رہی اور کوئی کان دھرنے والا نہ تھا۔

اے وہ کہ جس نے مفہوم قرآن یہ کہہ کر بیان کیا کہ "......کیا یہ کتاب اللہ میں ہے کہ تو اپنے

. پ کی میراث پ ئے اور میں اپنے*. پ کی میراث نہ* پ ؤں...... ۔کیا تم لوگوں نے دہ ہ ودانستہ کتاب : ا کو چھوڑ رکھا ہے اور اسے پس پشت ڈال ڈ ی ہے۔ حالا è اس میں ذکر ہے کہ جناب سلیمانؑ اپنے*. پ داؤدؑ کے وارث ہوئے اور جناب یحیٰؑ کے قصہ میں حضرت ذکر*یؑ کی یہ دعا مذکور ہے کہ: اللہ مجھے اپنے* پ س سے ایسا وارث » فرما کہ جو میری میراث* پ ئے اور آل یعقوب کا ورثہ بھی لے۔ پھر اسی کتاب میں: اللہ تعالیٰ فرما* ہے کہ تمہارا رب تمہاری اولاد کے*. رے میں تم کو وصیت کر* ہے کہ میراث کی تقسیم میں ا ی۔ مرد کو دو عورتوں کے. ا. حصہ دو"۔: ا تو یہ فرما* ہے اور تم نے گمان کر رکھا ہے کہ میرا کوئی حق نہیں ہے۔ میں اپنے*. پ کی وارث ہی نہیں بن سکتی...... میں اس پیغمبرؐ کی بیٹی ہوں جو تم کو تمہارے سامنے آنے والے عذاب شدی سے ڈرا* ہے۔ پس تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا عمل کرتے ہیں۔ تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔ ے

ہر حق شناس و فرض شناس عظمت و جلا } فاطمہؑ کا m ہے اور ہو* بھی چاہئے کہ بقول شاعرِ مشرق علامہ اقبال:

مریمؑ از ی۔ نسبتِ عیسیٰؑ عزی: از سہ نسبت حضرتِ زہراؑ عزی:
نور چشم رحمت اللعالمینؐ آں امام اوّلین و آ%یں
. نوی آں ج دارِ ھل اتی مرتضیٰؑ مشکل کشاء شیر : ا
*. ور آں مرا. پ کارِ عشق مادرِ آں کاروان سالار عشق
مزرعہ تسلیم را حاصل بتولؑ مادراں را اسوۂ کامل بتولؑ
(رموز بے خودی)

اور شارب لکھنوی نے یہ* رانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

جلوہ ہائے شمع حقیقت ہیں فاطمہؑ آئینہ کمالِ t ت ہیں فاطمہؑ
یہ ما { ہوں ان کو رسا } نہیں ملی لیکن شریکِ کارِ رسا } ہیں فاطمہؑ

سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دفن کے موقعہ. پ حضرت علی علیہ السلام نے فرما* ی:

......اے رسول اللہؐ! آپ کی ./اَ+ یہ بیٹی کی رحلت سے میرا صبر وشکیب جا* رہا۔ میری ہمت وتو*· ئی نے ساتھ چھوڑ*ڈ یلیکن آپ کی مفارقت کے حادثۂ عظمیٰ اور آپ کی رحلت کے صدمہ جان کاہ پر صبر کر e کے بعد مجھے اس مصیبت پر بھی صبر وشکیبائی ہی سے کام 8· پڑے گا......اب یہ اما· $ پلٹائی گئی /اَ وی رکھی ہوئی چیز چھڑا لی گئی لیکن میرا غم بے** یں اور میری راتیں بے خواب رہیں گی یہاں-- کہ: ا+ عالم میرے لئے بھی اسی گھر کو منتخب کرے جس میں آپ رونق افروز ہیں۔ وہ وقت آ H یکہ آپ کی بیٹی آپ کو بتا N کہ کس طرح آپ کی امت نے ان پر ظلم ڈھانے کے لئے ا k کرلیا...... یہ ساری مصیبتیں ان پر M. یگئیں حالا è آپ کو اَ· رے ہوئے کچھ ز* یدہ عرصہ نہیں ہوا تھا اور نہ آپ کے ٹ· کرہ سے ز*. 3 بند ہوئی تھیں۔ آپ دونوں پر میرا رخصتی سلام ہو۔ ۸

حوالے:

۱۔ اعیانِ الشیعہ %0 ء الثانی، صفحہ ۴۹۷

۲۔ مسند ابی داؤد، طیاسی، حد $ ۱۳۷۴

۳۔ مناقب ابن شہر آشوب %0 چار صفحہ ۱۴

۴۔ جلال الدین سیوطی اور عبید اللہ امرتسری ازجح المطا)

۵۔ مدارج النبوہ، جلد دوئم، صفحہ ۵۵۴

۶۔ مناقب ابن شہر آشوب، جلد ا، صفحات ۔۱۳۱۔۱۳۰

۷۔ کتاب الاحتجاج میں یہ خطبہ موجود ہے

۸۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۳۰۰، احباب پبلشرس لکھنؤ ۱۹۸۲

صفحات ۶۳۵۔۶۳۴

❁ ❁ ❁

حضرت فاطمہ زہراؑ عورتوں کے لئے مینارۂ نور

,پ وفیسر منصورہ حیدر

حضرت فاطمہ زہراؑ کی زن+ گی ,پ بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ان کی زن+ گی اور زمانے سے متعلق کافی مفید معلومات مہیا ہیں۔ (ا) ان کی*۔ ریخِ پیدائش اور وفات سے متعلق تنازعہ ,پ بہت بحث و مباحثہ ہو چکا ہے۔ ان کی زن+ گی کے نشیب و فراز کو پوری طرح اجا/ کیا جا چکا ہے۔ وہ ای- نمونۂ عمل تھیں جس میں قلب و ذہن کی اعلیٰ صلاحیتیں موجود تھیں۔ وہ ہر لحاظ سے زن+ گی کی تمام لطافتوں سے مالا مال تھیں۔ ای- مثالی بیٹی، ای- مخلص شریکِ حیات اور ای- محبت کرنے والی، اولاد کے لئے جان• ر کرنے والی ماں کی حیثیت سے انھوں نے اس سب رود* کے ری$,پ ان لوگوں کے لئے ایسے K*۔ت چھوڑ دیئے ہیں جن ,پ چل کر وہ ای- فرماں,. دار*. اصول، خوفِ: ار p والے، ایما+ اری اور اطا (شعاری کی زن+ گی/ ارنے کے لئے اپنے رب کے سامنے سرِ تسلیم خم کر سکیں۔ فاطمہؑ کے اعلیٰ مقام کا اظہار خود رسول اللہؐ کے کلمات نے اور د V ا افراد نے مختلف اوقات اور موقعوں ,پ کیا ہے۔

یہ کہا جا+ ہے کہ'': ا نے اپنے نور سے .A پیدا کی اور پھر اس نے اس نور کو بکھیر*۔ ی۔ اس کے ای- تہائی نور سے حضرت محمد کو پیدا کیا۔ دوسرے تہائی سے فاطمہؑ کو اور*. قی سے علیؑ اور گھر کے دوسرے افراد کو پیدا کیا۔ اس طرح جو بھی اس نور سے متا, ہوا وہ محمدؐ کے گھرانے کی ولا$ سے واقف ہوا۔!

اس امر کو بھی Ú*یں اہمیت دی جاتی ہے کہ ''محمدؐ، فاطمہؑ اور ائمہؑ کی پیدائش خاص عارفانہ ابعاد میں اس نور سے ہوئی جو: انے مادّی د* کی تخلیق سے پہلے پیدا کیا تھا۔ یہی نور بعد کی تمام تخلیقات کی وجہ بنا۔ اللہ نے آدمؑ کی پیدائش سے پہلے علیؑ اور رسول اللہؐ کو ا یہ نور سے پیدا کیا اس کے بعد اس نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر* یہ۔ اللہ نے دوسری تمام چیزیں محمدؐ اور علیؑ کے نور سے پیدا کیں۔ ''محمدؐ، فاطمہؑ اور ائمہؑ کو العیون کے مادہ سے پیدا کیا'' (قرآن ۱۹:۸۳) الیون، مترادف ہے بلند مقام کا۔ ساتویں آسمان* یہ دور افتادہ شجر (صدرة المنتہا)۔ یہ لفظ+ ات خود عبرانی ز* ن ایلیان، سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں بلند* ین مندرجہ ذیل قول رسول اللہؐ سے منسوب ہے۔ اس نے ہمارے نور سے تخت و* ج کو روشن کیا اور میرے وارثوں کے نور سے شمس وقمر کو روشنی بخشی۔ ہم فرشتوں کو تسبیح، تحلیل اور تحمید سکھاتے ہیں۔ اس کے بعد: انے فرشتوں سے کہا: ''میری قوت، میری .. رگی، میری مہر* نی، میری ..* ی، میری قوت ہے'' اس کے بعد اس نے فاطمہؑ کے نور کو %اغ کی طرح پیدا کیا اور ان ہی (فاطمہؑ) کے نور سے .A روشن ہوئی' اور فاطمہؑ کا لقب 'الزہرا' ہوا۔

ابو سینائی کائنات میں چہاردہ معصومین کی شمولیت ہوئی جہاں انھوں نے مستعد ذ ہا$ کو کائنات کی وجو* یت کے اسباب کی حیثیت سے تبدیل کیا۔ (۳)

عام طور پہ یہ کہا جا* ہے کہ حضرت فاطمہؑ اپنے والد کی نقشِ* نی تھیں جن سے وہ اپنے کردار کی خوبیوں، اپنے طور طر hں ،* وَاو* ت پہA کے+ از میں مشابہ تھیں۔ حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ (۴):

Ü×‰æ Ù•æ än×Â ä×Ö] o× ' ä×Ö] Ùç‰... ^ï, aæ]; Öæ æ ^fnÛ‰ ý]; u] k ï]•^Ú
ä×Ö] Ùç‰... k ße äÛ >^Ê àŠu ^â•çÃÎæ ^ãÚ^nÎ oÊ

اپنی ظاہری شکل وصورت میں وہ اپنی والدہ سے مشابہ تھیں۔ رسول اللہ اپنی بیٹی سے اتنا پیار کرتے تھے کہ .# بھی وہ آپ کے* پس آتیں تو آپ احتراماً کھڑے ہو جاتے اور ہمیشہ اپنے *پس بٹھاتے (۵)۔

مقدس قرآن کہہ رہا ہے:

ÓeťÏ̈] oÊ é•çÛ̈] Ÿ]]ťq] än×Â ÜÓ×ò‰]Ÿ

Ł میں رسول اللہؐ سے منقول ہے کہ:

o×Â^Ã̈] o×Âæ ö̈] gu] äÛ>^Ê

شیخ الوسیلین آقا محمد ہاشم درویش شیرازی کہتے ہیں:

عالم t ذحسن اامان قبول کاپشان* شند عزت آل رسولؐ

اَ شیعہ حیدری تو تعلیم بگیر سخن علم تو بشنواز ± بتولؑ

آپؑ کی اہمیت اس سے اور واضح ہو جاتی ہے کہ چوè ''آپ اپنے والد کو بہت عزیز تھیں، لہٰذا آپ نے اپنے شوہر اور والد اور اپنے صا ñ ادوں اور ان کے** کے درمیان ایک وسیلہ فراہم کرتیں۔ سیّد جو اپنے آپ کو رسول اللہؐ کا وارث ما... ہیں وہ حضرت فاطمہؑ اور* رہ اماموں کی وساطت سے ایسا ما... ہیں کہ ''علیؑ کے بعد ائمہ کے سلسلے میں فاطمہؑ کی حیثیت بہت اہم ہے کیوè آپ کے ذریعہ سے ہی ان کا واسطہ محمدؐ سے قائم ہو* ہے۔(۷) اس کے علاوہ حج کے ارکان کی تکمیل میں مدینہ کا سفر، محمدؐ، فاطمہؑ، دوسرے، چوتھے* پانچویں اور چھٹے امام کے روضوں کی ز*یارت بھی شامل ہے۔(۸) سیدوں کا اعلیٰ طبقہ فاطمہؑ اور ائمہؑ کے ذریعہ اپنی وراثت$ محمدؐ سے قائم کر* ہے اسی لیے یہ لوگ خاص احترام کے لائق سمجھے جاتے ہیں۔ ایک دوسری خصوصیت جو حضرت فاطمہؑ سے منسوب ہے وہ یہ کہ اسمٰعیلی اپنا نسبی تعلق فاطمہؑ کے ذریعہ علیؑ سے قائم کرتے ہیں۔ ان کی ± فا^ کہلاتی ہے۔ # اسمٰعیلیوں کے H رھویں امام جن کا* م عبداللہ ال مہدی تھا مصر کی فتح کے بعد خلیفہ بنے تو انھوں نے قاہرہ (کا ٔ و) کو ۹۶۹ء میں اپنا دار الخلافہ بنا* یا۔ خلفہ ٔ کے ایک نئے سلسلے کی حیثیت سے یہ اسمٰعیلی امام بعد کی نسلوں کے ذریعہ ''فا^'' کہلائے کیوè ''انھوں نے اپنا © رسول اللہ کی بیٹی سے اور اس طرح خود حضرت محمدؐ سے قائم کیا۔(۹) اَ چہ یہ ± اپنے آپ کو دعوت الحق کہتی تھی، جو ایک صحیح اور جا، ٔ سلسلہ تھا کیوè ان کا مشن دعوت الحق ایک سچا اور مستند مشن تھا۔(۱۰)

رسول اللہ کی دو بیؤ*یں حضرت: یجہؑ اور حضرت عائشہ اور صا ñ ادی حضرت فاطمہؑ وہ اہم ہستیاں ہیں (۱۱) کہ جنھوں تے* ر [واقعات کوشکل دی ہے۔ یہ* ر [شہادت ہے کہ ''.A کی بہترین خواتین'' (افضل ز*ِن اہل بہشت) حضرت مریمؑ، حضرت: یجہ، حضرت فاطمہؑ حضرت آسیہ .M مُزاحم ہیں۔ .A جن کی منتظر ہے لیکن فاطمہؑ ان میں بہترین سیدہ ہیں۔ اکثر فاطمہؑ کا موازنہ حضرت مریمؑ سے کیا جا* ہے۔ ای- مرتبہ فاطمہؑ نے فرشتوں سے پوچھا۔'' کیا مریم منتخبین میں سے نہیں ہیں؟'' جس پ جواب 5 کہ ' مریم اپنی د* کی سیدہ ہیں، فاطمہؑ کو اللہ نے اس د* اور اگلی د* کی عورتوں کا سردار بنا* یہ ہے۔'' (۱۲)) اس کے. خلاف ای- روا$ یہ بھی ہے کہ خود رسول اللہؐ نے فر*ا یا: (۱۳)

ä r m , ì èÚ Ÿ] å„ â ð^Šßö] †n ì æ Ü m†Ú , Çö^Šö] ÜÚ ¡ ö ð^Šÿ †n ì

*

æ , ×mç ì k ße ä r m , ì æ á]†ÛÂ k ße ëm†Ú à³nÛ³ö^³Ã³ö] ð^³Šÿ à³Ú Ô fŠu

!áçÂ†Ê èñ]†Ú] än‰• æ @ ÛvÚ k ße äÛ>^Ê

علاوہ ازایں فاطمہؑ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ان کی شادی ای- ایسے شخص سے ہوئی جو اس د* اور اگلی د* کا بہترین شخص ہے۔ لہٰذا فاطمہؑ.. ہیں۔ اگ چہ مریم نے اپنی دوشیزگی کو قائم رکھا تو æ بھی البتول کا خطاب 5 (جس کی وضا # اس طرح کی جاتی ہے کہ آپ کے مقابلے کی کوئی عورت پیدا نہیں ہوئی)۔ فاطمہؑ کا شمار ان چار اہم ہستیوں میں ہے ' جو: ا کی طرف واپس جانے والے ہیں۔'' (طوّاب) جن کے* م ہیں آدمؑ، یونسؑ، داوٗدؑ اور فاطمہؑ، اور فاطمہؑ کے لئے ہی قرآن نے حوالہ* یا (۱۱۱/۸۸/۹۱) & سے* یدہ اگ یہ کرنے والوں کی تعداد سات ہے جن میں آدمؑ، نوحؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ، شعیبؑ، داوٗدؑ، زین العا+ یںؑ اور آٹھویں فاطمہؑ ہیں۔ اپنے والد کے انتقال پ آپ اتنا اگ یہ کرتی تھیں کہ مدینہ کے لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ اگ یہ کے لئے دن* یا رات میں سے ای- وقت مقرر کر لیں۔ (۱۴) یہ ای- عام تسلیم شدہ* بت ہے جس کی تصدیق شیخ Âم الدین اولیاء اور شیخ%اغ دہلی نے بھی کی ہے کہ '' روحانی.. ی، شجا (،

اولوالعزم العزی اور علم میں علیؑ پہلے تین خلفاء سے افضل تھے۔'' اسی طرح یہ بھی کہا جا* ہے کہ قرآن کی مندرجہ ذیل آ $ علیؑ، فاطمہؑ اور ان کی کنیز فضّہ کی ذاتی قر* نی کی+ و }*· زل ہوئی (۱۵)۔

''اور وہ کھا* کھلاتے ہیں ضرورت مندوں کو، یتیموں کو اور قیدیوں کو: ا کی محبت میں۔'' بی بی فاطمہؑ کو ان کے والد کا پ سہ دینے کے لئے جبر L کے ذریعہ ا- منفرد کتاب ''مصحفِ فاطمہ'' *· زل ہوئی (۱۶) جس نے آپ کو ان پسند± ہ لوگوں میں شامل کر* جن پ وحی* زل ہوتی تھی۔ یہ بھی ا- اہم* ت ہے کہ اَ چہ رسول اللہؐ کی کئی اولادیں ہو N لیکن آپؐ کی ± فاطمہؑ سے ہی چلی۔ یہ بھی ا- غیر معمولی* ت ہے اور آپ کے بلند مرتبہ سے منسوب ہے کہ* رھویں امام مہدیؑ %ö الزمانؑ ''فاطمہؑ کی ± سے رسول اللہؐ کے وارث ہیں۔ (۱۷) یہ اعلیٰ مقام امام د* سے استبداد اور ظلم وستم کا خاتمہ کریں گے اور اس زمین کو ا« ف اور صحیح رہنمائی سے بھر دیں گے۔ (۱۸) حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ، حضرت عائشہ، حضرت سلمہ، حضرت امِ ہانی، حضرت انس نے حضرت فاطمہؑ کے بہت سے اقوال کا+ کرہ کیا ہے۔ درقاطع نے مسندِ فاطمہؑ تیار کی ہے (۱۹)۔ حضرت فاطمہؑ د* وی خواص اور بے** یں حکمت جیسے خواص سے مبرا نہیں تھیں۔ وہ ا- اچھی شاعرہ بھی تھیں اور ان کی تصنیف کردہ* عیاں اور اشعار آج بھی محفوظ ہیں (۲۰)۔ آپ کو ''مطہر مواہبِ الیہ'' اور ''سیدۃ النساء اہل A '' بھی کہا جا* ہے (۲۱)۔

اپنی وفات سے قبل حسینی شیرازی نے جن الفاظ میں ائمہ کی تعریف بیان کی ہے اور رسول اللہؐ کی بیٹی کا+ کرہ کیا ہے وہ بہت سے لوگوں کی دلی کیفیت کی ت جمانی کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

Í †•] I]•^‰ Üâ äÛñŸ] Ý] ...]çÞ] éçÓŽÚ o×Â Ý¡ Šö] Ü$

اس غیر معمولی خاتون کو مختلف القاب دیئے گئے ہیں جو ان کے بلند مرتبہ کی ت جمانی کرتے ہیں (۲۲)۔ مثلاً سیدۃ النساء العالمین، البضعة النبویة۔ (جگر گوشہ رسول)

äÛñŸ] Ý] !ð^ŠßÖ] é , ñ‰ !ð^ŠßÖ] Í †•] !Dà ñÊ†_ Ö] èÛm†ÒE ^ãne] Ý]

å†â^_Ö] èÃ—fÖ] èn•†ÛÖ]

کچھ عالموں کا خیال ہے کہ مریمؑ کا مقام اول ہے فاطمہؑ کا دوسرا اور : یجہ کا تیسرا، جبکہ دوسرے افراد فاطمہؑ کو سرِ فہر & ر p ہیں کیوè وہ رسول اللہؐ کا جُز ہیں (انّھا بعد منّی) ۔+ رانہ شفقت اس درجہ تھی کہ رسول اللہؐ نے اعلان کرد* تھا کہ ''جس نے فاطمہؑ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔'' رسول اللہؐ کے مقدس گھرانے میں بہت سی خواتین ہیں جن کا موازنہ اگر فاطمہؑ سے کیا جائے تو وہ فاطمہؑ کے سامنے پھیکی پڑ جا N گی۔ الفاغری کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ کا مرتبہ حضرت فاطمہؑ سے بڑا ہے کیوè ان سے ۲* دہ احاد $ منسوب ہیں جبکہ فاطمہؑ سے صرف ۱۸* یا ۱۹ احاد $ ہی منسوب ہیں۔ دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ فاطمہؑ کا کوئی* نی نہیں ہے کیوè وہ رسول اللہ کا جُز ہیں الالوصی کے مطابق حضرت فاطمہؑ کا رتبہ حضرت عائشہ سے بلند ہے۔ (۲۳)۔ وہ یقیناً ''افضل النساء'' ہیں۔ ابن حجر نے بہت تفصیل کے ساتھ فاطمہؑ کی تمام بہنوں کی صفات کا بیان اپنی کتاب [ZZ]Ô333Ë333j333çÙ u333 , m%n33 6 XX میں کہا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ فاطمہؑ اپنی آٹھ اعلیٰ خصوصیات کی C دی پر اپنی تمام بہنوں سے افضل ہیں (۲۴)۔ آپ کی شخصیت کی کرامات کا تجزیہ ان معجزات سے کیا جا سکتا ہے جس پر سفرہ کے ذریعے خواہشات کو پورا کر*، جناب سیدۃ کی کہا*ں اور شکرگذاری کے دوسرے طر h ں کا ذکر ہے۔ اپنی کتاب ''شرح الاخبار'' میں میر سید علی ہمدانی نے پورا ا یـ* ب ''فاطمہؑ کی خصوصیات'' پر صرف کیا ہے جو دوسرے ا یـ* ب ''علیؑ کی فضیلت'' سے علیحدہ ہے۔ (۲۵) رسول اللہؐ کی بہت سی احاد $ ہیں جن میں فاطمہؑ کی حیثیت کو اجاگر کیا H یا ہے۔ (۲۶) وہ علیؑ کی زوجہ تھیں جو+ ات خود ''دین کے تعقلی، مخفی اور شرعی پہلوؤں، کے نمائندے تھے۔ ایـ خلاق ماں کی شکل میں جو رومن Å لک میں مریمؑ کی حیثیت سے مختلف نہیں ہے آپ کو بتول کا درجہ حاصل ہے (۲۷)۔ جلالی سلسلے کی ± کے لوگ جو سہراوردی سلسلے کی ایـ / ی ہے جس کا تعلق عثمانی ترکوں کے بیک* سی سلسلے سے ہے جو پنجاب اور ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں پھیلے ہوئے ہیں، علیؑ کو اللہ اور محمدؐ کے ساتھ* } ما... ہیں اور* رہ اماموں، فاطمہؑ اور : یجہ کو معصوم ما... ہیں۔ (۲۸) ضرورت ہوتی وہاں آپ مضبوط* $ قدم اور مددگار* $ ہوتیں۔ وہ ضرورت کے وقت اپنے والدین کے ساتھ کھڑی رہیں۔ # آپ کی والدہ کی رحلت ہوئی تو

آپ اپنے والد کے ﴿* دہ قری$ آ گئیں اور ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سنبھالی۔ یہ خیال کہ فاطمہؑ حد سے ﴿* دہ شرمیلی تھیں ان کی تفصیلی ز+ گی کے تجز* ت اور واقعات کی تفصیل کے پیشِ Ã *۔ $ نہیں ہو*۔ اپنے والدین کی تکالیف کو جو انھوں نے : ا کی راہ میں اٹھا N آپ بے چارگی سے دیکھا کرتیں اور خاموشی سے سہہ لیتیں۔ اسلام کی مقدس لڑائی کے دوران . # رسول اللہ نے حضرت : یجہ، حضرت فاطمہؑ بنتِ اِمد، فاطمہ زہراؑ اور بنی ہاشم کے دوسرے افراد کے ساتھ شعب ابی طا) میں پناہ لی اس وقت تین سالہ فاطمہ زہراؑ نے ہر طرح کی مصیبت کا سامنا کیا۔ وہ تمام وقت اپنے والد کے ساتھ ان*۔ مسا (حالات کا سامنا کرتی رہیں۔ . # اسلام اپنی ز+ گی کے ابتدائی دور میں تھا اور پھل پھول رہا تھا اس وقت اللہ کو ماننے والے رسول اللہؐ کے ساتھیوں کی تعداد بہت کم تھی۔ ا ۔ مرتبہ ابوجہل اور دوسرے کافروں نے دیکھا کہ رسول اللہ مسجدِ t ی میں Ü ز ادا کر رہے ہیں تو انھوں نے رسول اللہؐ کی توجہ ہٹانے اور انھیں پ یشان کرنے کے لئے ان کی پُشت پ گندگی ڈال دی۔ اپنی کم عمری اور* تجربہ کاری کے* وجود ننھی فاطمہؑ اپنے گھر سے دوڑتی ہوئی آ N اور بے تحاشہ روتے ہوئے دکھی دل سے اپنے والد کی پُشت سے گندگی کو صاف کیا، رسول اللہؐ اس وقت سجدے کی حا) میں تھے۔ (۲۹)

بے شک وہ ا ۔ نہای$ رحم دل، محبت کرنے والی، اعلیٰ K نی قدروں پ عمل کرنے والی، نیک روح کی مالک تھیں۔ . B احد میں فاطمہؑ اپنے والد کے ساتھ تھیں جہاں انھوں نے جون آف آرک (%ٖ اغ کے ساتھ خاتون) کی طرح اپنی% ا $ اور شجا (*ؐ .$ کیا۔ وہ پورے وقت Ü زیوں کو* پ نی پلانے کا کام کرتی رہیں۔ بہت رحمدلی اور احتیاط کے ساتھ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔ . # رسول اللہؐ زخمی ہوئے تو آپ ان کے* پ س : مت کے لئے موجود رہیں . # رسول اللہؐ کے چہرے پ زخم لگے تو+ ات خود فاطمہؑ نے ان زخموں کو دھو* ، صاف کیا اور مرہم لگا ۔ امِ ہانی سے روای$ ہے کہ مکہ کی فتح کے وقت حضرت فاطمہؑ بھی موجود تھیں (۳۰)۔ احد کی . B میں . # سے فاطمہؑ نے اپنے والدِ. گوار کے زخموں کی مرہم پٹی کی اسی وقت سے فاطمہؑ کو حضرت محمدؐ اور حضرت علیؑ کی خون آلود تلواروں کو صاف کرنے کی ذمہ داری دی گئی......

فاطمہؓ رسول اللہؐ کی وہ واحد صا ñ ادی ہیں جنھیں*۔ م، عزت، شہرت، لوگوں کی عقیدت و محبت حاصل ہے لوگوں کا ا ی۔ خیال یہ ہے کہ چوè آپ ا ی۔ عظیم شخص کی زوجہ اور اتنے ہی اعلیٰ رتبہ بیٹوں کی ماں تھیں جنھوں نے Kl نوں کے دل ود ماغ پر ا ی۔* پ Gار ا۴ چھوڑا ہے لہٰذا عزت و شہرت آپ کو آسانی سے حاصل ہوئی۔ آپ کا لقب 'الزہرہ'، 'رخشندہ' بھی آپ کے درخشاں چہرہ کے L تھا۔ ا ی۔ خیال یہ بھی ہے کہ آپ کی عزت اس لئے کی جاتی ہے کہ آپ ''اسلام کے ابتدائی دور میں ہر اہم موقع پر سامنے رہیں۔'' اور یہ بھی کہ ''کیا آپ کو شہرت کے اس بلند مقام پر پہنچا یہ جا سکتا ہے؟'' کیا وہ ان خصوصیات کی مالک تھیں جن کے L انھیں یہ مقام حاصل ہوا اور کیا یہ خصوصیات بعداز ز+ گی شہرت کا L بنیں؟ فادر ہنری لیمن اور لوئس مسائنن نے متضاد خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اوّل الذکر نے حضرت فاطمہؓ کی محزون و معا+ انہ تصویر کھینچی ہے جس میں فاطمہؓ کو+ شکل اور+ عقل دکھا* یہ ہے جنھیں ان کے والد اور شوہر بہت کم اہمیت دیتے تھے۔ جی۔ لیوی، ڈیلا، ودا، سی، ایچ بیکر اور د V ان بے C ڈ* توں کی Q کرتے ہیں۔ (۳۲) مسائنن نے ڈیلا ودا کی تنقید کی ہے اور فاطمہؓ کو اوجِ رفعت پر پہنچا یہ ہے۔ جہاں ان کا رتبہ وہی بتا* یہ ہے جو عیسائیوں میں حضرت مریمؑ کا ہے۔ پھر اس نے ڈیلا ودا پر الزام لگا* یہ ہے کہ انھوں نے واقعات کو غلط طرز پر بیان کیا ہے اور ان پر تنقید کی ہے کہ وہ واقعاتِ ز+ گی کو ا ی۔ معقول طر j اور+ M میں پیش کرنے میں*۔ کام رہے ہیں۔ (۳۳) اس کے* وجود وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ا ی۔ طر i ہے جو ہمیں یہ سمجھنے کا موقع دیتا ہے کہ کس طرح فاطمہؓ کے و۔ انی عمل (جو شعوری طور پر مشکل سے ہی ہوتے ہوں گے) اسلام کی مجموعی* ریخ کے دوران فر $ ، مصلحت اور اصولی مسئلوں کی الجھنوں میں/ فتار ہوئے۔

کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ فاطمہؓ وہ ہیں کہ ''جن کی ز+ گی میں ان کی ذات کو سراہا نہیں H''۔ یہ ا ی۔ ایسا مشاہدہ ہے جسے ما: وں کے واقعات سے تشفی نہیں ملتی۔ اس کے۔ عکس انھیں اپنے والد کی طرف سے خصائص حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ان کے لئے کہا جا* ہے کہ وہ مہمان نوازی کے خیمہ کی منتظمہ، رسول اللہؐ کے آزاد کردہ غلاموں اور مذہب تبدیل کر کے اسلام

قبول کرنے والے غیر عرب لوگوں کی میز* ن تھیں اور اس طرح وہ عالمی اسلام کی ابتدائی زِ+ گی کا مظہر تھیں۔ یہ خیال کہ انھیں اپنے مرد محافظوں کی طرف سے% اب سلوک 5. لکل بےC ید ہے۔ فاطمہؓ رسول اللہؐ کی بیٹی اور علی مرتضیٰؑ کی زوجہ تھیں، وہ دوِ ییا جو عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا مطالبہ کرتی ہیں۔ عرفات میں رسول اللہؐ نے اپنے عام خطبہ میں مسلمانوں کو خطاب کرکے کہا تھا کہ ''اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کرو اور ان پہ مہز* ن رہو۔'' ای۔ ایسے شخص کے جواب میں جو. A میں داخلے کا مختصر ین راستہ دز* یفت کرتا تھا، رسول اللہؐ نے زور دے کر کہا کہ ''ماں کے پیروں کے نیچے .A ہے۔'' خواہ وہ رسول اللہؐ کی زوجہ ماریہ ہوں جو ای۔ قبطی لو+ ی تھیں جنھیں کا' وکے قبطی% چ کے سر. اہ نے رسول اللہ کی : مت میں پیش کیا تھا اور جن سے رسول اللہؐ کی دوسری ازواج حسد کرتی تھیں اور رسول اللہ کی ''زِ+ گی عذاب'' کر دی تھی۔ تمام خاص و عام عورتوں کی سمت رسول اللہؐ کا رویہ ' م تھا اور ان کی طرف سے وہ اپنے مزاج میں ' می ر p تھے۔ (۳۴)۔ اَ چہ علیؑ نے اپنے خطبہ ۸۷ میں ای۔ جگہ عورتوں کی کمزوریوں کا ذکر کیا ہے اور لوگوں کو آ گاہ کیا ہے کہ وہ آ ç بند کر کے ان کی تقلید نہ کریں تو دوسری جگہ انھوں نے عورتوں کو پھولوں سے تشبیہہ دی ہے جن کی پہ ورش ' می اور خوش اسلوبی سے کرنے کا حکم ڈ* یہ ہے۔ اپنے خطبہ ۱۴ میں علیؑ نے خاص طور پہ مشورہ ڈ* یہ ہے کہ ''عورتوں کو تکلیف مت دو اَ چہ وہ بُرے الفاظ سے تمہاری عزت پہ حملہ بھی کریں اور تمہارے سر. اہوں کو. ا بھلا کہیں، کیوè وہ (عورتوں) جسمانی، دماغی اور ذہنی طور پہ کمزور ہیں۔ (۳۵)

محمد شریف وقوعی K پوری نے حضرت فاطمہؓ کی شان میں ای۔ قصیدہ بھی لکھا ہے۔+ ایونی کے + ازے کے مطابق یہ قصیدہ عورتوں کی سردار کے لئے لکھاH یا ہے جو وقوعی کی بے اڈ* نہ اور کافرانہ تصنیف ہے جس کی وجہ سے+ ایونی نے اس کی کسی بھی ''خوشامدانہ M.'' (۳۶) کا حوالہ نہیں ڈ* یہ۔ لیکن اس فرقہ پہ ستی کے تعصبی دور میں ای۔ راسخ العقیدہ سنی مسلمان+ ایونی نے چاقی کے شاہ داؤد کے خواب میں ''دونوں جہانوں کے دو شہزادوں'' کے ظاہر ہونے کو بیان کیا ہے۔ شاہ داؤد کو کسی ای۔ امام نے قرآن کے پہلے سپارے کی* یت سکھائی تھیں۔ (۳۷)

شیعہ حضرات حضرت علیؑ اور فاطمہؑ کو اعلیٰ مقام دیتے ہیں اور کچھ طبقات تو ایسے ہیں جو علیؑ کو اعلیٰ ترین مقام دیتے ہیں علیؑ رسولِ : ؐ کے پسند+ ہ فرد تھے اور : انے انھیں ان کی غر.$ کے * وجود صا # حیثیت عمر، ابوبکر اور دوسرے اصحاب کے مقابلے میں فاطمہؑ بنتِ رسول اللہؐ کے لئے منتخب کیا تھا۔ (۳۸) رسول اللہؐ نے فاطمہؑ کو یقین دلا* یا تھا کہ وہ ان کا ہاتھ ایسے شخص کے ہاتھ میں دے رہے ہیں جو پوری اسلامی د* میں اپنے علم، را & داری اور دل و دماغ کی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ & سے افضل ہے۔

: ریخ میں رقم ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنی وفات سے کچھ پہلے فاطمہؑ کو اپنے پس بلا* یا اور اپنے مخصوص لاڈ پیار کے بعد فرما* یا کہ چوè اپنی سالانہ 5 قات کے. عکس حضرت جبرL ان کے* پس قرآن سنانے دو مرتبہ آ چکے ہیں لہٰذا ایسا لگتا ہے کہ اب موت کا وقت قری$ ہے۔. # فاطمہؑ یہ سن کر لرزنے لگیں اور اس+ وہناک خبر کو سن کر اَ یہ کرنے لگیں تو رسول اللہؐ نے انھیں تسلی و تشفی دی۔ غمزدہ فاطمہؑ کو آغوش میں لے کر رسول اللہؐ نے انھیں یقین دلا* یا کہ انھیں اس کے لئے ز* یدہ غم نہیں کر* چاہیے کیوè وہی ہیں جو سیدۃ النساء اور روضۃ الرضوان ہوں گی اور تمام اہل M. میں وہ پہلی ہوں گی جو رسول اللہؐ سے ملیں گی۔ اس یقین دہانی کے بعد حضرت فاطمہؑ مسکرانے لگیں۔ حضرت عائشہ یہ & بہت :د یـ سے دیکھ رہی تھیں انھوں نے فوراً حضرت فاطمہؑ سے ا یـ ساتھ رونے اور مسکرانے کا L پوچھا۔ فاطمہؑ نے کہا کہ سید ا. ارؐ کے اس راز کو کسی پ ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح یہ ا یـ راز ہی رہا۔ رسول اللہؐ کی رحلت کے بعد اس راز کو افشا کیا H یـ۔ (۳۹)

ما: وں میں یہ بھی درج ہے کہ رحلت سے کچھ پہلے. # آپ کی بیماری اور ضعف ط H یـ تھا تو رسول اللہؐ نے قلم اور کاغذ طلب کیا یہ کہتے ہوئے کہ میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں* کہ امت صحیح راستہ سے بھٹک نہ جائے۔ اس مسئلہ پ اصحاب میں اختلاف ہH یـ۔ کچھ لوگ آپ کو خواہش کے مطابق کاغذ اور قلم دینا چاہتے تھے جبکہ دوسرے لوگوں نے یہ کہتے ہوئے اعتراض کیا کہ اس وقت رسول اللہؐ کو کچھ تحری کرنے میں مصروف کر* منا & نہیں ہے۔ چوè اس وقت یہ بحث چھڑ گئی اور دونوں فریقین زور و شور سے اپنی اپنی* ت پ عمل کرنے پ زور دینے لگے تو رسول اللہؐ نے کہا کہ رسول کی

موجودگی میں اس قسم کی بحث وتکرار منا & نہیں ہے۔(۴۰) عمر بن الخطاب نے کہا کہ رسول اللہؐ
یہ* ت* یدہ ضعف اور غشی کی حا) میں کہہ رہے ہیں۔شیعہ علماء کا کہنا ہے کہ رسول اللہؐ کو اس
وقت کچھ لکھنے کا موقع نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ جا... تھے کہ رسول اللہؐ چاہتے ہیں کہ خلافت کے
لئے اپنا فیصلہ علیؑ کے حق میں دیں۔کشف الغمہّ پر لکھے دو اشعار اس کی ترجمانی کرتے ہیں۔

†Žf0] , n‰ † r ³â ä³e Ø³³¾ , ³Î Ü³ãx³ⅱ^³Î Ù^³Ï³Ê g ³³0] o³³uæ]

†ÛÂ o0] ouæ] , Îæ†³ r ³â ä³e Ü0æ h^³ '] †³³Ó³e ^³³e] p•]æ

اگر چہ رسول اللہؐ کے رحلت سے قبل کاغذ اور قلم طلب کرنے کا تو قیاس ہی کیا جا سکتا ہے لیکن اس* ت سے & ہی متفق ہیں کہ علیؑ، فاطمہؑ اور د V اشخاص تو رسول اللہ کی رحلت کا سوگ منا رہے تھے اور ان کی تد فین کی تیاری میں مصروف تھے اور ا« ر، مہ% ین، اوس او% راج قبیلے کے افراد اور خاص طور پر ابوبکر اور عمر رسول کے جانشین تلاش کر رہے تھے، ''اجماع الامہّ'' پر زور دیتے ہوئے انھوں نے ابوبکر کو جانشین (خلیفہ) مقرر کر لیا اور جمہور $ کی لین۔ دین کی* پالیسی پر زور د* ی۔ کچھ لوگوں نے، اگر چہ & نے نہیں۔ اس فیصلے کو قبول کر لیا۔ ا« ریوں نے اعلان کر د* ی کہ ہم علیؑ کے علاوہ کسی سے بیعت نہیں کریں گے۔ کچھ بنی ہاشم اور مہ% ین نے بھی ان کا ساتھ د* ی۔ ان کا یہ فیصلہ کسی سیا & کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ ''علی کی ذات پر اعتماد اور بحیثیت ا ی K ن ان کو خوبیوں کے اعتراف میں تھا۔'' علیؑ اسلام کی* ہمی حیثیت کو قائم رکھنا چاہتے تھے اور قرآن یکجا کرنے کی ذمہ داری کو پورا کر* چاہتے تھے، بجائے اس کے کہ وہ اس بحث میں پڑتے۔ لہٰذا ان کی طرف سے بیعت کرنے میں کچھ* خیر ہوئی۔ یہ زمانہ فاطمہؑ کے لئے امتحان و پریشانی کا زمانہ تھا۔ ا ی* وفا شریکِ حیات کی حیثیت سے وہ اپنے شوہر کے آڑے وقت میں ان کے ساتھ رہیں۔ علیؑ کے گھر کو* ر آتش کر دینے کی دھمکیوں نے فاطمہؑ کو پریشان کر د* ی اور انھیں یہ کہنے پر مجبور کر د* ی کہ ''تم قریش لوگوں نے: اکے پیغمبرؐ کے جسدِ خاکی کو ہمارے ساتھ چھوڑ د* ی اور ہم سے مشورہ کئے بغیر ہی جانشین مقرر کر لیا۔ تم نے ہمارا حق غصب کیا ہے۔'' فاطمہؑ + اتِ خود سامنے آ N اور حملہ آوروں کو شرمندہ کیا اور کہا کہ میں ا ی ذاتی عوامی اپیل کروں گی۔(۴۱) ''علیؑ کے چچا عباس اور

ابو سفیان نے بھی ”مدینہ کو ہتھیاروں سے لیس سپاہیوں سے بھرنے کی تجویز رکھی کہ علیؑ کو رہنما (خلیفہ) بنایا جا سکے۔“ لیکن علیؑ اس کے لئے تیار نہیں تھے کہ اس وقت قوم کو تقسیم کیا جائے خاص طور پر اس وقت جبکہ کچھ عرب قبیلوں میں بے چینی پیدا ہو چکی تھی اور وہ اسلام سے انحراف کرنے لگے تھے لہٰذا ان کے خلاف قدم اٹھانے کی اشد ضرورت تھی۔ (۴۲) الیاقوبی نے بھی اس بات پر زور دیا ہے کہ فاطمہؑ اس عمل سے خوش نہیں تھیں اور ان کی وجہ سے ہی علیؑ نے بیعت کرنے میں دیر کی (۴۳)۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ علیؑ نے چھ ماہ بعد بیعت کی۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ علیؑ نے چالیس دن بعد بیعت کی۔ حضرت فاطمہؑ کی وفات کے بعد ہی حضرت علیؑ نے بیعت کی۔ (۴۴) اپنی کتاب ”انساب الاشراف“ میں البلازاری نے بتایا کہ جب علیؑ نے ابوبکر سے ذکر کیا کہ اس مسئلہ پر اہلِ بیت کو نظر انداز کیا گیا ہے تو ابوبکر نے بتایا کہ اس وقت بغاوت کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس وقت حضرت علیؑ نے فرمایا ”آپ نے نماز میں امامت کی تھی اور آپ غار میں بھی ساتھی تھے۔“ لیکن اس بیان کی جگہ میں نہج البلاغہ میں خطبات موجود ہیں۔

فدک پر حضرت فاطمہؑ کا دعویٰ ایک متنازعہ فیہ پہلو ہے جو ان کی حیثیت کو بہت نازک بناتا ہے اور موجودہ شواہد کی روشنی میں یہ دوہرا ہے۔ عام طور پر ان کی ہمدردی رسول اللہؐ کی اس بلند مرتبہ بیٹی کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ البلاذری نے بخاری، واقدی، معمر، الزہری، ابی شیبہ اور دوسروں کے مختلف زاویوں کو پیش کیا ہے۔ جب فاطمہؑ نے فدک پر اپنا حق مانگا جو کہ ان کے والد نے ان کو دیا تھا تو ابوبکر نے اس واقعہ کی گواہی طلب کی۔ جب علیؑ، امِّ ایمن اور رباح کی گواہیوں کو قبول نہیں کیا گیا تو کہا جاتا ہے کہ فاطمہؑ ابوبکر کے پاس گئیں اور ان سے معلوم کیا کہ ان کی جائداد کے وارث کون ہوں گے۔ یہ جواب ملنے کے بعد کہ ابوبکر کے بیٹے اور خاندان ان کو جائداد دی جائے گی فاطمہؑ نے سوال کیا ”تو پھر رسول اللہؐ کی جائداد کے مالک ہمارے بجائے تم کیسے ہو گئے اور کیوں تم نے خیبر اور فدک میں ہمارے حصہ کو خود لے لیا؟“ ابوبکر نے جواب دیا کہ ”یہ صرف اللہ کی طرف سے ہماری زندگی گزارنے کے لئے دیا گیا عطیہ ہے اور ہماری موت کے بعد یہ مسلمانوں کو دے دیا جائے گا۔“ عائشہ نے بھی دوسری ازواج سے کہا تھا۔ جب انھوں نے وراثت میں اپنا حصہ مانگا کہ ”کیا تمہیں

اللہ سے خوف نہیں آ* ؟ اور کیا تم نے رسولؐ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ جو کچھ ہم صدقہ میں چھوڑ دیتے ہیں اس میں وراثت$ نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ جاGاد محمدؐ کی امت کی ہے جس سے مہمانوں اور حاڈ* ت کے%O چے پورے ہوسکیں گے اور میرے مرنے کے بعد یہ میرے بعد آنے والے حاکم کے* پس رہے گی۔"

درحقیقت یہ المامون تھا جس نے فاطمہؑ کے وارثوں کو یہ حق دلوا* یا اور اس کے بعد المتوکل کے دور میں یہ ڈ* رہ جاری ہوا۔ (۴۵)

احسان اللہ نے ابن علی الحد± متزی کے ذریعہ دی گئی معلومات کا حوالہ ڈ* یا ہے کہ ا یۓ مرتبہ علی ابنِ فارقی کے سامنے یہ سوال رکھا Hۓ کہ کیا فدک کے سلسلے میں فاطمہؑ کا دعویٰ صحیح تھا؟ ان کے مثبت جواب کے بعد دوسرا سوال پوچھا Hۓ کہ پھر کیا وجہ تھی کہ فدک فاطمہ کو نہیں ڈ* Hۓ ؟ چوè علی ابنِ فرقی ا یۓ سنجیدہ اور سمجھدار شخص تھے انھوں نے جواب ڈ* یہ کہ "اگر فدک اسی طرح دے ڈ* Hۓ ہو* (مسترد ہدا ث&) تو اگلے دن وہ اپنے شوہر کی خلافت کا دعویٰ کرتیں (۴۶)" ا یۓ دوسرا واقعہ جو KM سے بھرپور دردمند دل رp والوں کو فاطمہؑ کے قری$ لا* ہے وہ امام حسینؑ کی قرٛبانی ہے۔ فاطمہؑ کی اپنے اصولوں پہ سختی سے قائم رہنے کی ادا آپ کی اولاد میں بھی منتقل ہوگئی تھیں۔ فرعوM اور دروغ گوئی کے خلاف ا یۓ اصولی Bۓ حضرت امام حسینؑ نے اپنی، اپنے اہل وعیال کے ساتھ اپنے اصحاب کی ز+ گی بھی داؤ پہ لگا کر لڑی جو دراصل ایسی قرٛبانی ہے جس نے فاطمہؑ کے گھرانے کو اسلام کی بقا کے لئے تمام کر* یا اور فاطمہؑ کا یہ نقصان پوری قوم کا فا+ ہ بنHۓ کیوè حسینؑ کی قرٛبانی نے اسلام کو ڈ* رہ+ ہ کر ڈ* یا۔ فاطمہؑ کے Wۓ کے علاوہ اس امتحان کی گھڑی سے کوئی دوسرا گذر ہی نہیں سکتا تھا۔ اپنی اور اپنی اہل وعیال کی یقینی موت کے سامنے یہ حسینؑ کا ہی uنہ عمل تھا کہ آپ نے ث& عاشور شمع گل کر دی اور اپنے ساتھیوں کو اجازت دے دی کہ وہ اپنی ز+ گی بچانے کے لئے + ھیرے میں ہی نکل جا N* کہ انھیں حسینؑ کے سامنے شرمندگی بھی نہ ہو۔

اسلام کے لئے فاطمہؑ کی & سے ب ڑی امداد، اگر چہ* بلواسطہ ہی سہی، یہ ہے کہ ا یۓ *طبقہ ابھر کر سامنے* یا جو آپ کے وارثوں کے لئے وقف ہے۔ جو حسینؑ کی عظیم شہادت میں اگر یہ ماتم اور

رنج والم میں فاطمہ کا ساتھ دینے میں فخر محسوس کرتے ہے۔(۴۷)

.. ای جگر گوشۂ فاطمہؑ سیہ پوش کر + یکسر ھمہ

فاطمہؑ کے لعل کا ماتم کرنے کے لئے & سیاہ لباس پہنتے ہیں۔

.. سر شوق وصال پسر فاطمہؑ ا & کہ بہ درد دل مجروح دوامی آیم

فاطمہؑ سے عقیدت مندی کو شیعوں نے مختلف طور طر h ں سے دوامی بنا ‍ ‍ یا ہے۔ ۲۲، ۲۴ یا ۲۵ ذی الحجہ کو عید مباہلہ اور سالانہ جلسے فاطمہؑ کے ‍ م سے منعقد ہوتے ہیں۔ فاطمہؑ کی روا $ اسماعیلیوں اور اسلام سے انحراف کرنے والے طبقوں کے درمیان ''ائمہ کے درمیان ہونے کے مقابلہ میں ‍ یدہ دشوار ہے، کیو è ان میں اسرار $ ہے اور وہ بہت سے فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ چہاردہ معصومینؑ کے اشارے قرآن مجید میں بھی ملتے ہیں۔(۴۸)

واقعہ کربلا بے لوث قر ‍ نی کی انتہا کا اظہار ہے۔

.. اوٗنی کی رائے میں شیعہ فرقہ کو & سے بہتر طر j سے ا ‍ - عالم مصنف، شہرستانی نے اپنی کتاب ''کتاب الحلال''، میں ظاہر کیا ہے۔ شہرستانی کا کہنا ہے کہ ''شیعہ فرقہ وہ ہے جس نے علیؑ کی طرفداری کی اور علیؑ کو واضح تحر ‍ یری طور پر امام اور خلیفہ قرار ‍ یا، اور وہ یہ ما... ہیں کہ امامت اپنی آنے والی نسلوں سے د n دار نہیں ہوسکتی اور ایسا کر ‍ پڑا تو کسی دوسرے کے ذریعہ غلطی کرنے پر ‍ یا اپنی طرف سے مصلحت + یشانہ د n داری ہوگی، کہ امامت کی کوئی مصلحت کا سوال نہیں بلکہ اصول کا سوال ہے جس کو منتقل نہیں کیا جاسکتا ‍ یا عام لوگوں کو نہیں ‍ یا جاسکتا۔'' فاطمہؑ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اماموں کی ماں ہیں۔ کچھ شیعہ فرقے امامت کو علی کی ± -- .. ڑھاتے ہیں یہاں -- کہ وہ ابن الحنفیہ کو بھی قبول کرتے ہیں۔ دوسرے (اسماعیلی اور امامی یعنی سات اور ‍ رہ کے فرقے) انھیں صرف علیؑ کی اولاد -- محدود ر p ہیں جو فاطمہؑ سے تھی۔

.. اوٗنی اس 'جمہور $ ' اور 'ملوکیت کے ‍ نی حق' کے درمیان ا ‍ - عقیدہ کی معا + انہ . B کہتا ہے۔ حالا è مومن نے مکہ اور مدینہ کے رہنے والوں کے درمیان سقیفہ میں ہونے والے مباحثہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے جس میں ابوبکر کو خلیفہ چنا H تھا۔ اس قرینِ مصلحت انتخاب کی وجوہات

مختلف ہیں۔ مثلاً رسا } اور خلافت کو ا ۔ ہی گھر میں رہنے دینے سے متعلق لوگوں میں اختلاف تھا، عدس اہ% راج قبیلوں میں آپسی دشمنی، ابوبکر کو عوس قبیلہ کی حما $ حاصل ہو* جبکہ ا « ر % راج کے سردار کو حما $ دینے کی تیاری کر رہے تھے% راج قبیلہ کے لوگوں میں آپسی ان بن اور & سے بڑھ کر قوم میں ابوبکر کی مقبولیت وغیرہ وغیرہ (۵۱)۔ دوسرے لوگوں نے شیعت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ''ا ۔ خلوت پسندی کا تصور شیعوں میں** جا* ہے، شیعہ اپنے آپ کو ا ۔ مخصوص اعلیٰ طبقہ سمجھتے ہیں جو عام مسلمانوں کے درمیان رہتے ہیں (۵۲)'' اکبر کا کہنا ہے کہ اللہ کے ۹۹ ناموں میں سے ا ۔ نام 'علی' ہے* علی 'اللہ سے مدد طلب کرنے کی دعا ہے۔ اس طرح شیعوں کے ذریعہ* علی' کی پکار ا ۔ سیاسی جملہ بن گئی جو اس کے سُبک استعمال کی سمت اشارہ کرتی ہے۔ (۵۳)''

اگرچہ رسول اللہؐ کی دو اور بیو* یں تھیں عائشہ جو ابوبکر کی بیٹی تھیں جنھوں نے ا ۔ لڑائی کی سر. اہی کی تھی اور حفصہ جو عمر کی بیٹی تھیں، لیکن شیعہ حضرت: یجہ کو & سے محترم ما ... ہیں اور اعلیٰ مقام دیتے ہیں۔: یجہ اور فاطمہؑ دونوں ہی مثالی عورتیں تھیں۔ منکسر المزاج، اطا (شعار، : ا س اور اپنے کنبہ کی بہترین دیکھ بھال کرنے والی (۵۴)، خو# میر نے تفصیل سے بتا یا ہے کہ رسول اللہ کس طرح حضرت: یجہ کو اکثر* یاد کیا کرتے تھے۔ ا ۔ مرتبہ انھوں نے عائشہ سے کہا تھا حضرت: یجہ سے بہتر شریکِ حیات اللہ نے کوئی اور » نہیں کی جس طرح: یجہ مشکل اعیام میں رسول اللہؐ کے ساتھ رہیں۔ (۵۵)

مومن نے اس سچائی کو خصوصیت دی ہے کہ ''شریعت کے قانون میں طلاق اور وراثت $ کے سلسلے میں عورتوں کے تئیں ز* دہ صلح پسند رویہ کا اظہار کیا H ہے جو رسول اللہؐ کی بیٹی فاطمہؑ کی غیر معمولی حیثیت اور اہمیت سے ظاہر ہوتی ہے۔ اکبر کا خیال ہے کہ 'ہوسکتا ہے کہ سماج کے کمزور طبقوں، عورتوں، بچوں اور یتیموں کی سمت نرم رویہ کا حکم، رسول اللہؐ کے اپنے بچپن سے ابھرا ہو۔ (۵۶)'' آپ کے والد کا انتقال آپ کی پیدائش سے پہلے ہی ہو H تھا۔ آپ . # چھ سال کے تھے تو والدہ کا انتقال ہوا اور آٹھ سال کی عمر میں دادا کا انتقال ہوا۔ بنکتی کا کہنا ہے کہ اپنی سڑسٹھ سالہ

زندگی میں رسول اللہؐ کو پدرانہ شفقت ۲ سال ۱۴ دن اور مادرانہ شفقت صرف آٹھ سال ہی حاصل رہی تھی جس کے بعد انھوں نے اپنی زندگی عبدالمطلب اور ابوطالب کے ساتھ گذاری (۵۷)۔ عام حالات میں ایک عام بچہ کے لئے والدین کی شفقت اور پیار کا فقدان غیر محفوظ بچپن کی تمام علامتوں کو پیدا کردیتا ہے لیکن رسول اللہ کی باطنی صلاحیتیں اور مخصوص حکمِ الٰہی نے آپ کو حسنِ سیرت وسلوک کا مجسمہ بنادیا۔

جہاں تک علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ وحسینؑ کا تعلق، آپ نے فرمایا "جس نے ان سے جنگ کی اس سے میری جنگ ہے اور جس نے ان سے صلح کی اس نے مجھ سے صلح کی (۵۸)"۔ جب سورۃ المباہلہ کا نزول ہوا تو مانتے ہیں کہ اس وقت رسول اللہؐ نے بہت واضح طور پر یہ بتادیا تھا کہ ان کے گھرانے کے لوگ کون ہیں۔ وہ چار افراد تھے جو اس وقت ان کی عبا کے سائے میں تھے۔ جب سورۃ تطہیر کا نزول ہوا (قرآن ۳۳:۳۳) کے معنی بھی ان ہی چار افراد کے حوالے سے دیئے گئے (یعنی علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ)۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ محمدؐ اور بارہ اماموں کے ہمراہ فاطمہؑ "چہاردہ معصومین" میں شامل ہیں (۵۹)۔ اور وہ پنجِ تن پاک کی بھی ایک رکن ہیں (۶۰)۔ سید جلال الدین محمد حسین شیرازی نے لکھا ہے (۶۱)۔

بحق حیدرؑ روز ہرہؑ ی اطہر + اں شاہی کہ ختم مرسلاں بود

سید ابوالقاسم آقا مرزا بائے ظہبی شیفی شیرازی، مولانا درویش شیرازی کے نواسے جو: اکی ذات میں بے پناہ اعتقاد رکھتے ہیں اور اہلِ بیت رسول اللہؐ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل تحریر سے کوئی بھی متفق ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا (۶۲)۔

ہستم بہ روزگار ہوا دار فاطمہؑ   ازجان و دل من آمدہ غمخوار فاطمہؑ
ہستم چو فا^ © و خانہ زاداو   زیں ہر دو راہ گشتہ ھوا دار فاطمہؑ
از بندگان درگہ خاتون محشر ا &   آں کس کہ راز جو & ز اسرار فاطمہؑ

احسان اللہ علی استخری نے یہاں بحوالہ دفراہم کی ہے۔

فاطمہ کو عرش حق ایوان او & بلکہ قلب شیعہؑ اوعرش او &

شدولی کل و کلی ولا & ñ شیرحق وخودفرداز : ا &

*یزدہ فرز+ *پکش از ازل نور حقندو ولی لم +ی ل

فاطمہؑ : یحہ کی بیٹی اور علیؑ کی زوجہ کی وفات ۳ جمای الثانی ۱۱ھ کو ہوئی (۲۶ راگست ۶۳۲ء)

ذیلی نوٹ

ا۔ حضرت فاطمہؑ پر تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے۔ الیاقوبی تحر یـ ، ہوتماں ، جلد ۲۔ صفحہ ۴) عمر رضا ، اسلام تحریکِ حضرت علی ، جلد ۹ صفحہ ۲۴ ، کشف الغمہ البلا دھری ، ا «ب الشراف جلد ا صفحہ ۴۴ ، الطبر ی* رتیخ نشر الحسینی جلد ۲۔ صفحہ ۲۵۸ قبل الوغی ، راہِ المغی جلد ۹ ، صفحہ ۴۶۵ ، ابن عبدل* ر ، العستیاب ، جلد ۴ صفحہ ۳۷۳ ، * مشل اصہبات ، مصر AH ۱۳۲۳ ، ابن سعد ، الطبقات ، زکاوٗ ، + یٹیڈ ، جلد ۸۔ صفحات ۱۱ ، ۱۷ ، الزرقانی ، شاہل مواہب ، مصر ۱۳۲۶ ، جلد III صفحات ۳ ، ۲۰۳ ، ابن العصیر اسدلغیات ، مصر جلد V ۱۲۸۰ صفحات ، ۶ ، ۵۱۹ ، خو+ میر ، یAِ السّیار ، تہران ۔ جلد ا ، III صفحات 132-532 ، میر خو+ ، روضۃ صفا ، جلد ۲ ، دا ٔ ہ معارفِ اسلامیہ ، جلد ۱۵ ، لاہور ۱۹۸۵ ۔ Kا ئکلو پیڈ* یـ آ ف اسلام ، + + یٹ C ، لیوسِ ، پیلاٹ اور ٹ& ، جلد II فیبی گلُس ۶ ۳ لیڈن ۱۹۶۴ صفحات ۴۸۷۔

۲۔ موجان مومن ، این انٹروڈکشن ٹوشیعی اسلام۔ صفحات ۱۴۹۔ ۱۴۸

۳۔ Kا یکلوپیڈ* یـ ۸۴۷

۴۔ مومن ۲۱۸ ،

۵۔ الترمزی حوالہ دا ٔ ہ معارف صفحہ ۹۵۔ ۹۷۔

۶۔ احسان اللہ علی است%0ی ، اصولِ تصوف ، تہران ۔ ۱۳۳۸ ء شمسی صفحات ۴۸۹ ، ۱۹۳

۷۔ مومن ، ۱۸۰ ، ۱۸۳ ، ۲۳۵ ، اکبر ۵۹۔ ۵۸

۸۔ ایضاً

۹۔ ہائنز ہام ، دی فاطمِد ز اینڈ دیئر ٹ+ یٹ C آ ف لرننگ ، نیو* یـ رک ، ۱۹۹۷ ، صفحہ ۲ ، ہولسٹر جان نور مین ، اسلام اینڈ شیعہ فیتھ ان +* یـ ، دہلی ۱۹۸۸ صفحات ۲۱۳ ، ۲۱۲

۱۰۔ ایضاً، ۲۵۔

۱۱۔ اکبر، ۲۲

۱۳۔ خوۃ میر، ۴۲۲

۱۴۔ Kا ئیکلوپیڈ*یا، ۸۴۹۔۸۴۸

۱۵۔ رضوی، صفحات ۱۵۳۔۱۵۲

۱۶۔ مومن، ۱۵۰

۱۷۔ مومن، ۱۶۸، سید جلال الدین حسینی شیرازی، محمد ظہبی حسینی شیرازی، صفحات ۵۳۰، ۵۲۵

۱۸۔ ہولسٹر، صفحہ ۱۹۶

۱۹۔ دا۔ ہ معارف، ۹۶

۲۰۔ علی فہمی، حسن الصحابہ، استنبول ۱۳۲۴ھ صفحہ ۱۲۶، عبدالقیوم، فہرستِ شعراء، لسان العرب، صفحہ ۱۸۔

۲۱۔ دا۔ ہ معارف ۹۳

۲۲۔ دیکھئے دا۔ ہ معارفِ اسلامیہ جلد ۱۵، لاہور ۱۹۸۵ صفحات ۱۰۱۔۹۰۔

۲۳۔ العروسی، روح المعنیٰ جلد ۱ ۵۷۸، دا۔ ہ صفحہ ۹۴

۲۴۔ ابنِ حجر، الفتوٰل۔ حدیثاتِ مصر ۱۳۵۰ صفحہ ۲۲۔

۲۵۔ جان نورمین، ہولسٹر، اسلام اینڈ شیعہ فیتھ ان ا*یا، دہلی، ۱۹۸۸ صفحہ ۱۳۔

۲۶۔ موجان مومن، این انٹروڈکشن ٹو شیعی اسلام، ۱۹۸۵، صفحہ ۱۵

۲۷۔ ''فاطمہ کو ان کا۔ م دینے جانے کی وجوہات، دیکھئے خوۃ میر ۴۲۳

۲۸۔ ایضاً، ۳۶۔۳۵

۲۹۔ احسان اللہ علی استخری، اصولِ تصوف، تہران، ۱۳۳۸ شمسی صفحات ۱۹۳، ۴۸۹، ۷، ۸، ۹، ۱۹۳، ۴۸۹، ۵۰۷، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۵۸، ۶۹۸، ۷۰۲، ۷۱۰

۳۰۔ فخری مد۔ آدابِ حرب وشجا (تہران، ۱۳۴۹، صفحات ۲۷۔۲۶
دا۔ ہ، ۱۰۱۔۹۰، Kا ئیکلوپیڈ*یا ۸۴۴، فادر ہنری لیمنس، فاطمہ، ا$ لیس، فلس صفحہ ۸۔

۳۱۔ دا۔ ہ معارف، ۹۶۔۹۵

۳۲۔ Kا ئیکلوپیڈ* یا آف اسلام، ب+ یا اشا (ٍ ۸۴۲، ۸۴۱۔۸۴۱

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ اکبر، ۲۲۔

۳۵۔ ایضاً، صفحہ۴۰۲، نہج البلاغہ، ۱۵۰، ۲۳۲، ۴۰۲۔

۳۶۔ +ب ایونی منتخب التواریخ، جلد III دہلی، ۱۹۹۰، صفحات ۳۸۲۔۳۷۸، انگلش ت جمہ ۳۱۶۔۳۱۲۔

۳۷۔ +ب ایونی، حوالہ مندرجہ* لا، اصل ۲۴۔۲۳۔ انگلش ت جمہ، ۸۔۴۷۔

۳۸۔ خو# میر، حبیب السّیار، جلد I، حصہ III، تہران، ۱۳۵۳، صفحہ ۳۳۴۔۳۳۰ میر خو# ۔ روضۃ صفاء، جلد II، تہران ۲۰۶۔۲۰۴

۳۹۔ خو# میر* ریخ حبیب السّیار فی اخبارِ افراد بشر +ڈ یٹ محمد دبیر سیاقی، تہران، ۱۳۵۳ء شمسی، جلد I صفحات ۴۱۵۔۴۱۴

۴۰۔ خو# میر* ریخِ حبیب السّیار فی اخبارِ افرادبشر +ڈ یٹ محمد دبیر سیاقی، تہران، ۱۳۵۳ شمسی، صفحات ۴۱۵۔۴۱۳

۴۱۔ موجان مومن ۱۹۔۱۸، ایس عباس حیدر رضوی، اے سویشو ا ٹلکچو ل ہسٹری آف دی اثناء , ی شیعہ ان #* یا، جلد I، دہلی ۱۹۲۱، صفحات ۲۷۔۱۲، جان نورمان ہالسٹر، اسلام اینڈ شیعہ فیتھ ان #* یا، دہلی، ۱۹۸۸، صفحات ۲۷۔۲۱۔

۴۲۔ مومن، ۲۰

۴۳۔ قبل یعقوبی، جلد II، صفحہ 141، خو# میر، صفحہ ۴۴۷

۴۴۔ ابن قطیبہ، ال امامت وسیا &، مصر، ۱۳۲۵، جلد I، صفحہ 81 اور دیکھیے دا ٔ ہ معارفِ اسلامیہ، جلد ۱۵، لاہور، ۱۹۸۵، صفحات ۱۰۰۔۹۹۔

۴۵۔ ال امام ابوالعباس احمد ابنِ جا. ال بلادھری، کتاب فتوح ال بلدان، دی اورجن آف دی اسلامک سٹیٹ، جلد I، نیو* یارک، ۱۹۱۶، صفحات ۵۶۔۵۰، خو# میر، حبیب السیار، صفحہ ۴۳۴۔

۴۶۔ اسنO%ی، ۹۔۶

۴۷۔ ., اونی اول الذکر ۱۷، ۸۵۔۱۷۸

۴۸۔ Kا ئیکلوپیڈ* یا آف اسلام، صفحہ ۸۴۹۔۸۴۸، تفصیل کے لئے دیکھئے. اوَنی۔

۴۹۔ شاہرستانی، کتاب الملال‡ ایڈیٹڈ کیوٹن صفحات ۳۔۲

۵۰۔ ‡ ورڈ، جی۔ اوَن، اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا، جلد IV، کیمبرج، ۱۹۵۳، صفحات ۱۷۔۱۶

۵۱۔ ,, اوَنی ۱۷۔۱۶، ۳۹۲، ۳۹۱، ۴۰۰

۵۲۔ ایم مومن، این انٹروڈکشن ٹو شیعی اسلام ۱۹۸۵ء ‡ ایڈیٹڈ صفحہ ۱۲ اکبر احمد ۵۶،

۵۳۔ اکبر، ۵۶۔

۵۴۔ ایضاً، ۱۸۵۔۱۸۴

۵۵۔ خو‡ میر، ۴۲۳، ۴۲۰

۵۶۔ اکبر۔ ایس۔ احمد، ڈسکورنگ اسلام، لندن ۲۰۰۲، صفحہ ۲۲

۵۷۔ بناکتی‡ ریخ ابناکتی صفحہ ۸۱

۵۸۔ مومن، ۱۷۔۱۶

۵۹۔ اکبر احمد، ۵۶

۶۰۔ ,, اوَنی، ۳۹۲۔۳۹۱

۶۱۔ الترمزی حوالہ ہے دائرہ معارف، صفحات ۹۷۔۹۵

۶۲۔ ایضاً

۶۳۔ ,, اوَنی، ۳۹۲۔۳۹۱۔۴۰۰

حضرت فاطمہ زہراؑ اور اسلام میں عورت کی حیثیت

ڈاکٹرفر+ ہ خانم

حضرت فاطمہ زہراؑ ا ی- نمونہ تھیں کہ ا ی- عورت کیا کرنے کی صلا Ą ر b̈ ہےاور اسلام میں عورت کی حیثیت کا ا ی- عکس تھیں۔ اگرچہ وہ پیغمبرِ اسلام حضرت محمدؐ کی صا ñ ادی، حضرت علیؑ کی شر ی- حیات، حسنؑ و حسینؑ جیسے شجاع بیٹوں اور حضرت زینبؑ اور کلثومؑ جیسی بیٹیوں کی ماں تھیں*- ریخ اسلام میں حضرت فاطمہ زہراؑ کی حیثیت کو*- ریخ داں Ã+ ا زنہیں کر h -پیغمبرِ اسلام تمام K̈ نوں کے لئے اور فاطمہ زہراؑ خاص طور پہ تمام عورتوں کے لئے نمونۂ عمل ہیں۔آپ ا ی- ایسی مکمل ہستی ہیں جس نے قرآن کی ہر آ $ کو عمل کے پیرائے میں ڈھالا ہے۔اپنی ز+ گی میں وہ ا ی- مکمل عورت ہیں جو بیٹی بھی ہے، شریکِ حیات بھی، ماں بھی اور اسی کے ساتھ ہی معاشرے کی ا ی- سراَ م رکن بھی ہے جس نے اپنی ز+ گی صحیح اور ذمہ دارانہ طرز پہ اَ· اری ہے۔اس طرز پہ جس کی ہدا $ اسلام دیتا ہے۔آپ کے والد . رگوار اور شوہر آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔کہا جا*- ہے آپ . # بھی کمرہ میں داخل ہوتیں تو پیغمبرِ اسلامؐ آپ کی شفقت اور عزت کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اکثر آپ کے ہاتھوں پہ شفقت اور پیار سے بوسہ دیتے۔آپ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔اپنی ذہا $ اور اسلامی قوا 2 پہ گہری اور فیصلہ کن Ã ر p کے L̤ آپ کی الگ پہچان تھی۔آپ کی ز+ گی اس* .ت کی مظہر ہے کہ اسلام کے دا ´ ے میں رہتے ہوئے ا ی- عورت کس طرح مکمل ز+ گی گذار سکتی ہے۔

ا۔یران کی جمہوری اسلامی حکومت ہر سال اس 'خاتونِ .A' کے یومِ پیدائش کو 'یومِ خواتین' کے*۔م سے مناتی ہے۔ یہ دن خاص طور۔پ عورتوں کے اپنے گھر اور معاشرے کے کاموں میں شمولیت کے اقرار کے لئے منا*یا جا* ہے۔ خواتینِ ا۔یران اپنی *ی دہ* قوت ان اسلامی قوا 2 سے حاصل کرتی ہیں جو عورت کو اپنی قومی *ز گی کے ہر میدان میں مکمل طور۔پ حصّہ e کی اجازت دیتے ہیں۔ا۔یرانی آ M کی دفع ۲۱ کے مطابق قانون مرد اور عورت دونوں کی حفاظت کر* ہے اور وہ ہر سیاسی، اقتصادی، سماجی، تہذR اور Kا نی حقوق کو، جو اسلامی قوا 2 کے مطابق ہیں استفادہ حاصل کرسکتی ہیں۔

آج کے ا۔یرانی معاشرے میں عورتیں ہر میدان میں آزادی سے شر ! کررہی ہیں خواہ وہ *۔پ رلیامنٹ کی رُکن ہوں، سائنسداں، ڈاکٹر، انجینئر، استانی ہوں* محض گھرW کام کاج سنبھالتی ہوں۔ وہ ا۔یرانی کلا Q موسیقی، سینما اور وسائل نشر واشا (میں عملی طور۔پ حصّہ لے رہی ہیں۔ خاص طور۔پ اس وقت جبکہ دV ممالک اور معاشرے جنسی۔. ائیوں، تعصب اور عورتوں کی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔

ہمیں یہ* د رکھنا چاہیے کہ اسلام نے عورت کو وہ حقوق اور مقام *ی ہے جو اس سے پہلے کسی مذہب* یا سماج نے نہیں *ی تھا اور جو اس کی فطری خصوصیات کے عین مطابق ہیں۔د* کی عورتوں کو جن حقوق کے لئے لڑ*۔پ* ہے وہ اسلامی قوا 2 کے مطابق ۱۴۰۰ سال پہلے سے ہی ان کا حق ہے۔ اس وقت سے پہلے .#* ریخ عورتوں کی ذلیل وخستہ حال حیثیت کو رقم کرتی ہے۔ رومن (روم کی) تہذ$ کے دوران عورت کی حیثیت ا۔ غلام کی طرح تھی جس کی%± وفرو۔# کی جاتی تھی۔عیسائیت نے اس۔پ آدمؑ کو .A سے نکلوانے کا الزام لگا*ی۔ یہاں-- کہ عرب ممالک میں بھی اسلام سے قبل عورت کو شرم اور رنج والم کا L سمجھا جا* تھا، یہاں-- کہ لڑکیوں کو پیدائش کے بعد ہی *ز ہ دفن کر *ی جا* تھا۔ ہنری ہشتم نے عورتوں کو* ۔ئبل۔پ ڑھنے کی مماÆ کردی تھی جبکہ پورے دورِ وسطی میں Å لکھ% چ نے عورت کو دوسرے درجے کا مقام دے رکھا تھا۔ یہاں-- کہ فرانس میں ۵۸۷ عیسوی میں ا۔ میٹنگ ہوئی یہ طے کرنے کے لئے کہ* یا عورت کو Kا نوں کا

درجہ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

اس کے باوجود یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج بعض اسلامی ممالک میں عورتوں کو مردوں سے کمتر سمجھا جاتا ہے۔ اپنی اس سمجھ کی دلیل کے لئے مذہبی کتابوں کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ لیکن عورتوں کو مردوں سے کمتر بنانے کے لئے وہ مذہبی کتابوں کے حوالے بہت مختصر طور پر ہی دیتے ہیں۔ اگر قرآن کا مطالعہ صحیح معنوں میں کیا جائے تو وہ عورتوں کو برابری کا مقام دیتا ہے۔ علماء اکثر آیت 4:34 کا حوالہ دیتے ہیں اور آیت 2:228، 33:35 اور دوسری آیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مجموعی طور پر قرآن جنسی برابری کی وکالت کرتا ہے۔ اسلام عورت کو مستقبل کا معمار قرار دیتا ہے اور اسے معاشرے میں وہی مقام دیتا ہے جو مقام مردوں کے لئے ہے۔ کوئی بھی شخص یہ بات وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ عورت کی آزادی کی آواز 1900 ویں صدی میں مغرب میں نہیں اٹھی تھی بلکہ حقیقتاً یہ آواز پہلی بار طور پر تعلیمات اسلام و پیغمبرؐ کی رو سے 1400 سال پہلے مدینہ سے اٹھی تھی جسکو سمجھنے اور برتنے کی ضرورت ہے۔ مسلم خواتین کو سادہ اور باپردہ رہنے کی تعلیم دی جاتی ہے نہ کہ شرمیلے پن کی۔ انہیں اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور قوتوں سے انسانی دل و دماغ اور روح کو شفا بخشیں، معاشرے کی رہنمائی کریں، نہ کہ گھروں میں قیدی بن کر زندگی گذاریں۔

اسلام نے عورت کو ووٹ ڈالنے کا حق اس وقت ہی دے دیا تھا جب مدینہ میں پہلی اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی۔ اسلام اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ ایک اچھے معاشرے کو عورتوں اور مردوں کے حقوق فراہم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام حکومت کے ایسے قانونی نظام کی تشکیل کی ہدایت کرتا ہے جس کے سامنے عورتوں اور مردوں کو اسلامی قوانین کی رو سے عام برابری کا درجہ، قانونی تحفظ اور انصاف فراہم ہو سکے۔

مجھے یقین ہے کہ اس سیمینار میں حضرت فاطمہ زہراؑ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ڈالی جانے والی روشنی ہماری لئے مشعل راہ ثابت ہوگی، کیونکہ جو زندگی فاطمہؑ بنت محمدؐ نے گذاری وہ دنیا کی تمام عورتوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

❁ ❁ ❁